بہ یمن و عون معین مطلق و فیض و توفیق خدای برحق

ترجمہ کتاب بے نظیر مصنف عالم مشہور جان ڈیونپورٹ صاحب باشندہ شہر لنڈن در اثبات حقیت نبوت جناب رسالتمآب و قرآن مجید مترجم فاضل جلیل عالم نبیل جامع علوم عربی و انگریزی و فارسی سید ابوالحسن صاحب صفوی زادت مراتبہم مسمّی بہ

مظاہر الحق

بر صاحبان مطبع مخفی نرہے کہ موافق قانون بستم ہرگز بغیر اجازت مترجم کوئی صاحب اس کتاب کے چھاپنے کا قصد نکریں فقط

بسبب دینی فیس کے اور بجہت مصارف تصحیح وغیرہ کے قیمت اس کتاب کی فی نسخہ ڈیڑھ روپیہ عہ مطبع سے قرار پائی

مطبع حسینی اثنا عشری لکھنؤ میں سید عابد علی کی اہتمام سے چھاپی گئی

الحق یعلو ولا یعلیٰ والفضل ما شہدت بہ الاعداء

دربیان ماہیت قرآن و اہلبیت بیان عجائبات معجزہ و سائر کریمہ

مسمّیٰ بہ

مظہر حق
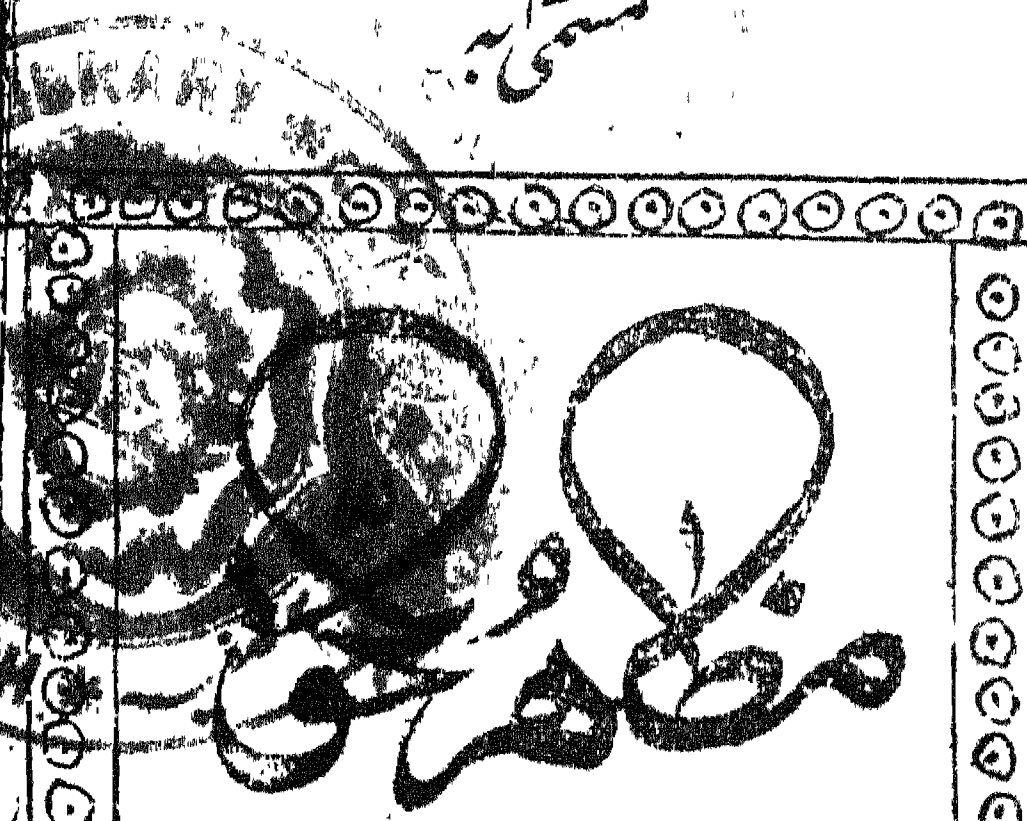
مستعمل کتاب جان ڈیون پورٹ کہ بڑی احتیاط و شفقت سے
فاضل نبیل عالم جلیل مولوی سید ابوالحسن صاحب انگریزی دان
نے ترجمہ کیا باعانت مومنین صداقت آئین

مطبع حسینی اثنا عشری محلہ فراشخانہ متصل زیر گنج شہر لکھنو میں
بتاریخ ۲۹ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۷ ہجری باہتمام سید علی تاجر کتب کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ایّد السنۃ السنیۃ المحمدیۃ
بشہادۃ مخالفیہا ۔ و شیّد الملۃ الباہرۃ الاحمدیۃ
باقرار معاندیہا ۔ والصلوۃ علی افضل انبیائہ
محمد الذی استنارت شموس رسالتہ
فی سائر الامصار ۔ واستضاءت بدور نبوتہ
فی جمیع الاقطار ۔ وعلی الہ واصحابہ سیما ابن
عمہ علی الذی اقرّ اہل الکتاب بصیانتہ
وخلافتہ وشہد حاملو التوریۃ والانجیل
علی شجاعتہ وسخاوتہ اما بعد پس ناظرین

کی خدمت میں عرض کرتا ہے افضل العباد علماً
وانبلهم عملاً سید ابو الحسن ابن السید عسکری الرضوی
النقوی جعل الله یومه خیراً من امسه و وفقه لعمل ینفعه
فی رمسه کما اتصف بالفضل و الفضل ما شهدت به الاعداء
ایک عالم نصرانی مسمے بہ جان ڈیون پورٹ باشندہ
شہر لندن نے ایک رسالہ بطور تذکرہ حضرت اشرف الانبیاء
تصنیف کیا اور اوسمیں فضائل و مناقب آنحضرت کو قرآن شریف
موافق اقوال معتمدہ و دلائل معتبرہ درج کیے اور اعتراضات
اہل کتاب کے حلاً و معارضتہً عقلاً و نقلاً رد کیے سبحان الله
کیا قدرت خدا ہے اور کس قدر اوسے تائید اسلام منظور ہے
کہ ایسے ملک میں ایسا شخص پیدا کیا جسنے کوئی دقیقہ
اظہار امر حق میں فروگذاشت نہیں کیا اور ایسے ایسے دلائل
و براہین کتب مقدسہ سماویہ اور کلام علماء و مورخین معتبرین و
محققین نصاریٰ سے لکھے ہیں کہ یہ رسالہ اہل اسلام کے نزدیک
سند قوی اور حجت قاطع ہے فشکر الله سعیه و
اجزل اجره اور جو صاحب زبان انگریزی میں مہارت
رکھتے ہیں اونکو اس مرد عالم کے علم و کمال کی کیفیت معلوم
ہو جاتیگی مترجم گمان کرتا ہے کہ انگلستان میں ایسا تمام اقلیم یورپ
میں چند ہی اشخاص علم و حکمت و زبان دانی میں اس شخص کے

مشکل ہو گئے پس بنظر رضاء الٰہی حقیر نے پچیس روز مین اس رسالہ
کا ترجمہ کیا اور حتی الامکان ترجمہ لفظی کا لحاظ رکھا لیکن چونکہ
عبارت اسکی بسبب مضامین دقیقہ و خیالات رشیقہ کے ایسی مشکل ہے
اور اسقدر اوسمین انگریزیت ہے کہ اہل ہندوستان کے مذاق کے بالکل منافی
ہے پس اگر اوسکا ترجمہ لفظی کیا جاتا تو مہمل ہو جاتا اور کسی کی سمجھہ مین نہ آتا
لہذا مترجم مجبور ہوا کہ ایسی عبارت کے خلاصۂ مضمون کا ترجمہ کرے اور بعض
مقامات پر توضیح مطلب کے لئے اپنی طرف سے عبارت لکھدی ہے اور
اوسی اس قطع کے ( ) دائرہ مین لکھہ دیا ہے اور حتی الامکان ترجمہ بہت
سمجھہ کر کیا ہے اور کہین غلطی کا گمان نہین لیکن اگر بفحواے الانسان
مرکب من الخطاء والنسیان کہین غلطی ہو گئی ہو تو مترجم امیدوار
ہے کہ ناظرین لطف و مروت کو کام فرمائین اور حقیر کو معاف و معذور
کرین اور اگر کسی صاحب کو ترجمہ مین کوئی اعتراض ہو تو امیدوار ہون کہ
یا خود میرے غریبخانہ پر تکلیف فرمائین یا بذریعہ خط کے اوس اعتراض
سے اطلاع دین کہ انشاء اللہ اوسکی تسکین کر دیجائیگی اور اس ترجمہ
مین مترجم نے ایک تصرف یہہ بھی کیا ہے کہ اسم مبارک جناب
رسالتمآب صلعم کو ترک ادب سمجھہ کر نہین لکھا اور اوسکے بدلے آنحضرت صلعم
یا حضرت صلعم یا آپ صلعم لکھدیا ہے فقط

تمت

ترجمہ

رسالہ

مسمّٰی بہ

عذر از طرف محمدؐ و قرآن

مصنفہ

جان ڈیون پورٹ
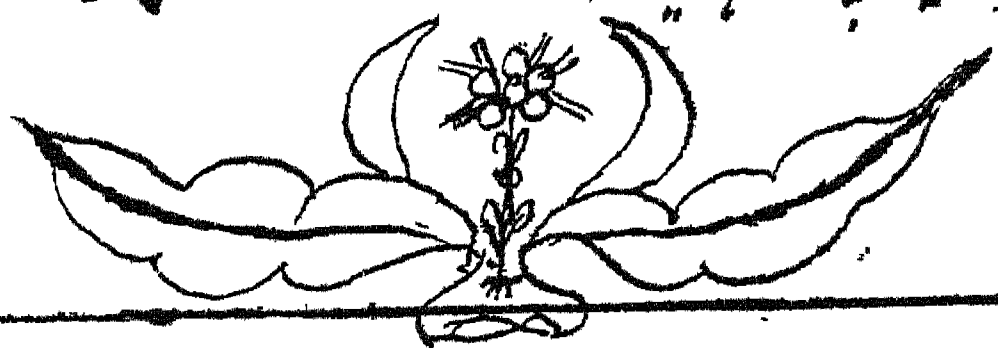
مصنف تذکرۂ علی پاشا حاکم جینیا — و تاشیہ اووہ — و تاریخ کُرگ و راجگانِ کرگ — و یادداشت تاریخ ہندوستان و تاریخ مروج مدارس و دیگر کتب بکار آمد تعلیم

فہرست ابواب رسالہ
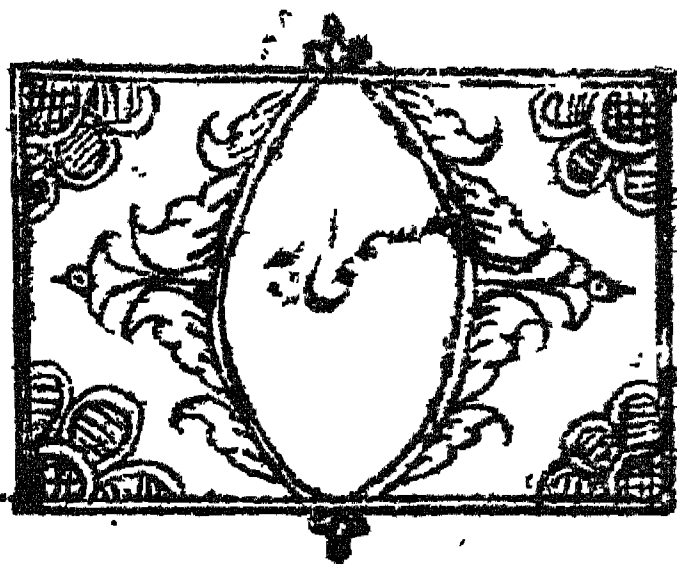
مسمی بہ

عذر از طرف محمدؐ و قرآن

مطبوعہ شہر لندن ۱۸۶۹ ع

ترجمہ دیباچہ

یہہ رسالہ ایک ہدیۂ ناچیز ہی جسکے راقم نے بڑی کوشش سے حال حضرت محمد صلعم کو اتہامات کاذبہ اور الزامات قبیحہ سے بری کیا ہی اور اس امر حق کی تائید کی ہی کہ آنحضرت صلعم اون بندگان (ذو الکرام) کے زمرہ سے ہین جنکے بڑے بڑے احسان بنی آدم پر ہین **واضح** ہو کہ بعض مورخین نے فرط تعصب سے راہ ضلالت اختیار کی اور ایسے ایسے اتہامات تمام پاک مروج مذہب توحید پر لگائے پس اسّے معلوم ہوتا ہی کہ ان متعصبین نے فقط اون امور نیک سے مخالفت و انحراف نہین کیا جنکے بارہ مین خود مسیحی (یعنی مسیح) نے ایسی تاکید کی ہی بلکہ فہم مین بہی خطا کی ہی (یعنی بے سمجھے بوجھے ایسے اعتراضات لغو آنحضرت صلعم پر کیے ہین) اسواسطے کہ اگر یہہ لوگ ذرا بہی تامل کرتے تو اونپر واضح ہو جاتا کہ پیغمبر خدا اور اونکے احکام کا حسن و قبح مطابقت یا مخالفت شریعت عیسوی یا اور شرائع حال سے نہ دریافت کرنا چاہئے (بلکہ بہہ وجہ حقیت و عدم حقیت شریعت آنحضرت صلعم) اون مذاہب کی نسبت دیکھنا چاہئے جو اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ (یعنی

عرب وغیرہ) مین مروج تھے **خلاصہ** یہہ کہ محمدؐ کو ہیچ تصور
کرنا چاہیے کہ وہ حضرت مہذب ملت اور بانی شریعت تھے اور ساتوین
صدی عیسوی مین عرب مین پیدا ہوئے تھے۔ اور اس بات کا اعتراف
بھی یقیناً واجب ہی کہ آنحضرت سے زیادہ جلیل القدر کوئی شخص اقالیم
ایشیا مین نہین پیدا ہوا جسکے وجود ذی جود پر ان فخر و مباہات کریے
بلکہ حق تو یہہ ہی کہ تمام عالم مین سلف سے آج تک آنحضرت سے بہتر
بہت لوگ پیدا ہوئی۔ اگر ہم غور کرین کہ قبل بعثت آنحضرت عرب
کیسے تھے اور بعد بعثت کیسے ہو گئے اور یہہ بھی نظر تعمق سے دیکھین
کہ آنحضرتؐ کی شریعت غرا نے کرورہا آدمیون کی دلونمین شعلہ ایمان
مشتعل کیا اور ابتک اونکی قلوب اوسی کے نور سے منور ہین تو ہمین ضرور تسلیم
ہوگا کہ ایسے شخص جلیل الشان اور عدیم المثال کی مدح سے باز رہنا
بڑی بے انصافی ہے۔ اور اونکی نبوت کو محض بخت و اتفاق کیطرف منسوب
کرنا قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر حرف لانا ہے **خاتمہ** مصنف
اس رسالہ کا التماس کرتا ہی کہ چونکہ اپنے مین اتنی استعداد اور لیاقت
نہ پائی کہ ایسے امر عظیم و دلچسپ کو کما حقہ حیطہ تحریر مین لاسکے لہذا
چند مقامات پر اور مورخین کے مضامین اور عبارات نقل کرکے اور
اس اعانت مین راقم اونکا نہایت ممنون و مشکور ہے فقط

حصہ اول محمدؐ و حال آنحضرت

باب اول حال آنحضرت

اس باب مین کسی طرح کا شک و شبہہ نہین کہ جس قدر صحت و تفصیل
سے آنحضرت صلعم کا حال لکھا گیا ہے اوس قدر اور کسی بانی شرع اور شارع
کا حال نہین تحریر کیا گیا حقیقت یہہ ہے کہ اگر اون کرامات و معجزات
کو آنحضرت صلعم کیطرف منسوب نہ بھی کرین جو کہ حسین اقلیم ایشیا
ہمیشہ سے دیکھے چلے آئے ہین تاہم وہ حالات آنحضرت صلعم ایسی عجیب و غریب
ہین کہ [illegible] ذوق [illegible] سے واقف ہو کہ جب آنحضرت
پیدا ہوئے اوس زمانہ مین اکثر بلاد عرب [illegible] بادشاہونکی تحت حکومت
تھے یعنی تفصیل [illegible] آج ہم [illegible] حکومت
سلاطین قسطنطنیہ تھے اور وہ بلاد جو شام [illegible]
واقع تھے اور وہ ملک جنمین دجلہ اور فرات [illegible]
جنوبی عرب خسروان فارس کے مطیع و محکوم تھے اور وہ بلاد جو
جنوب مکہ مین بحر قلزم کے کنارے پر واقع تھے بادشاہان عیسائیان
حبش کے تحت حکومت تھے لیکن مکہ اور دیگر بلاد جو وسط عرب مین
واقع تھے اور جہانتک کسی غنیم کی رسائی ممکن نہ تھی خود مختار رہے
باشندگان عرب کا مذہب اکثر اون بادشاہونکی ملت کے موافق تھا
جنکی سلطنت اوس ملک مین تھی مثلاً جہان یونان اور حبش کی عملداری

تھی وہان مذہب عیسائی کو غلبہ تہا اور جو حدود سرحدات بادشاہ فارس سے
متعلق تھے اونمین مذہب آتش پرستان و مانکیان جنکے احکام و قوانین مین
مباینت کلی تھی رائج تہا اور سوا ممالک مذکورہ کے ہر دیہہ و قریہ مین بت پرستی
کی حد نہ تھی ابتدا مین تو عرب ایک خدائے بزرگ کی عبادت کرتے تھے
اور اوسے اپنی زبان مین اللہ تعالے و الہی خالق آسمان و زمین تعبیر
کرتے تھے لیکن بعد ازان اون لوگون نے یہہ عبادت ترک کر دی اور
بتخانے بنا کے اونمین ارواح نجسہ کی پرستش کرنے لگے اور اپنے معبودون
کو فرزندان خدا کہتے تھے اور اونکے مسکن ثوابت و سیارات سمجھتے
اور اونہین تمام روی زمین کا مالک اور حاکم جانتے تھے لیکن تمام ملک
عرب مین صرف انہین دیوتاؤن کو نہ پوجتے تھے بلکہ ہر قوم اور ہر قبیلہ کا
ایک جداگانہ معبود تہا اور آدمیون کی قربانیان اونکی نذر کرتے تھے
عرب نہ عقبےٰ کا اعتقاد رکہتے تھے اور نہ حدوث عالم کے قائل تھے بلکہ
خلقت عالم کو بخت و اتفاق کیطرف منسوب کرتے تھے اور اوسکی فنا کو
دہر کیطرف نسبت دیتے تھے تمام ملک مین عیاشی اور راہ زنی پہیلی
ہوئی تھی اور چونکہ یہہ لوگ حیات کا انجام موت سمجھتے تھے لہذا نہ تو
نیکی کی جزا اور نہ بدی کی سزا دیتے تھے (مخفی نرہے) کہ ایسی ایسی خرابیان
اون عیسائیون اور یہودیون کے مذہب و اخلاق مین بہی واقع ہوئی تہین
جو مدتہای مدید سے عرب مین قیام پذیر تھے اور اوس ملک مین اقتدار
و اختیار رکہتے تھے یہودیون نے رومیون کے ظلم سے اوس ملک محفوظ

مین پناہ لی تھی اور عیسائی بھی نسطوریون کے ظلم و قتل سے اور انہین
کے مباحثہ اور مناقشہ سے محفوظ رہنے کے لیے اوسی ملک مین
بھاگ گئے تھے اور اوس زمانہ مین دین مسیحی ایسا خراب اور ابتر
ہو گیا تھا کہ قابل بیان نہین اور جو طرق مذہب عیسوی اقلیم ایشیا
اور افریقیہ مین رائج تھے سب آپس مین مخالفت اور مباینت
رکھتے تھے اور سب مین اشد کفر و زندقہ اور عقائد فاسدہ مروج
تھے اور ہمیشہ باہم مباحثہ اور مناقشہ کیا کرتے تھے اور بسبب
اعتراضات ایریان و سیبلیان و نسطوریان و یوتکیان کے ان سب
فرق عیسائی مین نہایت تشتت اور اختلاف پڑ گیا تھا علماء عیسوی
نے ایسے عادات قبیحہ مثل شہوت پرستی اور کج خلقی اور جہالت
اختیار کیے تھے کہ ان باتون سے دین مسیحی بہت بدنام ہو گیا تھا
اور سب عیسائیون کے اطوار و اخلاق خراب ہو گئے تھے عرب
مین صحرا کے صحرا سینوبیطر (یعنی راہبون) سے بھرے ہوئے تھے یہہ لوگ
نہایت کم عقل اور جاہل محض تھے اور انہون نے اپنی عمرین واہیات
اور بیہودہ خیالات اور تصورات مین ضائع کی تھین اور اکثر مسلح ہو کر
شہرون مین گھس جاتے تھے اور اپنے عقائد فاسدہ لوگون سے بزور شمشیر
قبول کراتے تھے جو طریقہ عبادت جناب مسیح ع نے مقرر فرمایا تھا (یعنی
عبادت اوس خدا کی جو حکیم اور قادر مطلق اور کریم اور عدیم المثل ہے)
بالکل محو ہو گیا تھا اور اوسکی جگہ بت پرستی نے غصب کر لی تھی اور مثل

یونانیون اور رومیون کے ان لوگون نے بہی ایک [illegible] بنا لیا تہا
جہان مثل خدایان زمانہ سابق شہدا اور اولیاء اور ملائکہ کا مجمع رہتا تہا
اور بعضی فرقے عیسائیون کے تو ایسے بے ایمان ہو گئے تہے کہ (زلیخا) زوجہ حضرت
یوسف کو صفات الوہیت سے متصف کر لئے تہے اور جن لوگون کو حضرت
عیسیٰ نے یہہ حکم فرمایا تہا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اونہون نے
تراشی ہوئی اور چہپی ہوئی صورتون کی پرستش بڑی خلوص عقیدہ سے
اختیار کی تہی ایسی ایسی تماشے کنائس اسکندریہ اور حلب اور دمشق مین
نظر آتی تہے جب حضرت محمد صلعم مبعوث ہوئے اوس زمانہ مین عرب بہی
اپنے اصول مذہب ترک کر دئے تہے اور مباحثات اور مناقشات
لاطائلہ مذہبی مین ہمیشہ مشغول رہتے تہے آخر الامر اون لوگون کو شبہ
ہوا کہ جس امر ضروری پر کل عقائد مذہبی کا مدار ہے یعنی عبادت حضرت
باری بصدق و خلوص نیت وہ امر اونکے مذہب سے بالکل معدوم
ہو گیا تہا اور مومنین اور کفار مین جو اونکے ہم عصر تہے کوئی فرق امتیاز
نہ باقی رہا تہا اسواسطے کہ جو عقائد باطلہ اور اوہام فاسدہ اور فرق کفار
رائج تہے وہی اونہون نے بہی اختیار کئے تہے واضح ہو کہ حضرت محمد صلعم
مکہ مین پیدا ہوئے تہے لیکن یہہ تحقیق نہین کہ کس سنہ مین بعض
مورخین کے نزدیک سنہ ولادت آنحضرت صلعم سنہ ۵۶۹ع بعضون کے
نزدیک سنہ ۵۷۱ع بعضون کے نزدیک سنہ ۵۷۲ع بعضون کے نزدیک
سنہ ۵۷۵ع بعضون کے نزدیک سنہ ۵۶۰ عیسوی اور بعضون کی نزدیک

سنہ ۱۲۰ع ہی لیکن ان سب مین زیادہ معتبر ۱۰ ماہ نومبر سنہ ۵ع سے
عجیب بات ہی کہ ایسا ہی اختلاف تاریخ ولادت جناب مسیح مین بہی واقع
ہی چنانچہ ابتدای سنہ ۵۰۰ع تک سنہ ولادت حضرت عیسیٰ اتنی تحقیق سی
نہ معلوم تہا کہ تعیین تاریخ واقعات وغیرہ مین بکار آمد ہوتا تہا تا تک کہ
جسٹنین قیصر روم کے عہد مین اگزی گیس ایک رئیس رومی نے سنہ عیسوی
رواج دیا حسب بیان مورخین عیسائی و اہل اسلام جد حضرت محمد صلعم اور
اونکی اولاد و اجداد اپنے ملک کی رئیس تہے لیکن یہہ بزرگوار عقلمندی اور
دیانت داری سے حکومت کرتے تہے بعد ازان ریاست نسل جد آنحضرت
سے ایک اور خاندان قریش کیطرف منتقل ہو گئی قریش اون قومون
مین سے تہے جنہین تمام عرب مین بڑا اقتدار و اختیار حاصل تہا اور
اپنے تئین نسل حضرت اسمعیل بن حضرت ابراہیم سے جانتے تہے
حقیقت یہہ ہی کہ خود مورخین عرب مین اختلاف ہے کہ حضرت محمد صلعم
سے حضرت اسمعیل تک کی پشتین ہین بعضون کی نزدیک تلیس اور
بعضونکی نزدیک ساٹھ پشتین ہین لیکن اسپر سب مورخین اتفاق ہی
کہ عدنان سے جو اجداد حضرت اسمعیل سے تہے آنحضرت تک
اکتیس پشتین ہین لیکن اب اسمین اختلاف ہو کہ عدنان سے اسمعیل
تک کتنی پشتین ہین (واضح) ہو کہ پانچ پشتون تک حکام شہر مذکور یعنی
مکہ) اور خادم کعبہ قوم قریش مین سی مقرر کئی گئی یہہ معبد مقدس
(یعنی کعبہ) اوسی شہر مین واقع ہے اور قبل بعثت آنحضرت صلعم بتان عرب

محل عبادت اور مقام حج تھا اور تین سو ساٹھ بت موافق عدد ایام سال
عربی اس گھر میں تھے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ نے
یہہ گھر تعمیر کیا تھا اور یہی وجہ خاص اسکی احترام کی تھی اور دوسری وجہ
اسکی عظمت کی یہہ تھی کہ یہہ پہلی عمارت تھی جسے انسان نے خدا کی عبادت
کے لیے بنایا تھا اور جس طرح یونانیون کا معبد (ڈلفی) تھا اوسیطرح
کعبہ تمام عرب کی پرستش گاہ تھی اور چونکہ اوس زمانہ مین کمالات علمی کا
حصر فصاحت اور شعر گوئی مین تھا لہذا جو لوگ ان فنون مین بڑے نامی
ہوتے تھے وہ سب کعبہ مین آیا کرتے تھے اور گرد اوس گھر کے وہ قصاید
معلق تھے جنکا حفظ کرنا عرب مستحسن سمجھتے تھے اور بسبب یادہ فرا
کی اوسکی عظمت اور احترام اور زیادہ ہو گیا تھا اسواسطے کہ تواریخ سے
معلوم ہوتا ہی کہ ۹۹۳ برس قبل تعمیر معبد حضرت سلیمانؑ یا دو ہزار برس
پیشتر حضرت عیسیٰؑ کے یہہ معبد (یعنی کعبہ) بنا ہوا تھا اس عبادتخانہ کے
گوشہ جنوب و مشرق مین ایک چھوٹا سا پتھر نصب ہے جو قریب چار فیٹ
کی زمین سے بلندی پر واقع ہے مسلمان اس پتھر کا بڑا احترام کرتی ہین
اور اونکا یہہ اعتقاد ہے کہ یہہ پتھر سنگ ہائے بہشت مین سے ہے
اور اسے حضرت آدمؑ بہشت سے اپنے ہمراہ لائے تھے اور وہ بزرگوار اسے
بجائے تکیہ استعمال کرتے تھے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ پتھر اندر سے سفید تھا
لیکن بسبب مس کرنے ایک زن زانیہ کے یا بسبب گناہان خلائق کے
باہر کیطرف سے سیاہ ہو گیا ہے مگر کہتے ہین کہ اغلب یہہ ہے کہ حاجیان

حاجیان مکہ نے اس پتہر کو اس قدر چوما کہ سیاہ ہوگیا مورخین عرب کا
یہہ عقیدہ ہے کہ اونکے پیغمبر کی ولادت کیوقت بڑی بڑی کرامات
اور معجزات ظاہر ہوئی اور یہہ عجائب اور غرائب اونہون نے بڑے
شد و مد سے بیان کئے ہین چنانچہ اون عجائب مین سے ایک امر عجیب
یہہ تہا کہ بوقت ولادت آنحضرت آسمان پر ایک نور عجیب پیدا ہوا
اور چشمہ ساوا دفعتہً خشک ہوگیا اور پارسیون کے آتش کدے
جو ہزار برس سے برابر روشن تھے فوراً خاموش ہوگئے لیکن اونکے
خاموش ہوجانیکا کچہہ سبب سمجہہ مین آیا آنحضرت کے والد کا نام عبد اللہ
اور والدہ کا نام آمنہ تہا اور جب یہہ صاحبزادے اونکے یہان پیدا
ہوئے تو آمنہ کے بہائی نے جو رمال تہا آنحضرت کے لئے فال دیکہی
اور یہہ خبر دی کہ یہہ صاحبزادے بہت قوت اور اقتدار حاصل
کرینگے اور سلطنت عظیم بنا کرینگے آنحضرت کی ولادت کو ساتوین دن
عبد المطلب آپکے جد نے بڑی دہوم سے اپنے سارے قبیلہ کی دعوت
کی اور آنحضرت صلعم کو اونہین دکہلا کر کہا کہ یہہ لڑکا تمہاری قوم کا فخر ہے
اور اسواسطے آپکا نام (محمد) رکہا یعنی تعریف کیا گیا یا نہایت جلیل القدر
ہنوز آنحضرت کا سن دو برس کا ہوا تہا کہ آپکے والد نے انتقال کیا
اور سوای دو اونٹ اور چند بکریون اور ایک جاریہ حبشیہ مسماۃ برکت
کے اور کچہہ ترکہ نہین چہوڑا جب تک کہ آنحضرت کے والدہ نے انتقال کیا
آپ نے اپنی والدہ کا دودہ پیا لیکن چونکہ بسبب مصائب و آلام کے

اوسکا دودہ خشک ہوگیا تہا لہذا اونھون نی ایک دایہ قوم بدوی سے
تلاش کی لیکن اس امر مین کامیاب ہونا مشکل تہا اسواسطی کہ دائیون کا
معمول ہی کہ ایسا حق خدمت بہت کچہہ طلب کرتی ہین سب اون نادان
بدویہ نی آنحضرت کو مفلس سمجھکر آپ کی تحقیر کی اور دودہ پلانی سے
انکار کیا آخر الامر ایک گڈریہ کی زوجہ کو آپ پر رحم آگیا او غریب بیچاری
سمجھکر اوس صاحبزادی کو اپنی گھر جو ایک قریہ متصل کوہ طائف سرحد
مکہ مین واقع تہا لیگئی تہوڑی ہی دن حضرت اون والدین مجازی
(یعنی گڈریا اور اوسکی زوجہ) پاس رہی تہی کہ اونھون نی آپ کے
مابین اختلال ایک فساد دیکہا اور اسی اونھین یہہ وہم فاسد پیدا ہوا
کہ اس صاحبزادی پر کسی دیو یا جن کا سایہ ہی اور اس خوف سی انہین
اونکی والدۂ ماجدہ پاس پہنچا دیا جب آنحضرت کا سن چہہ برس
کا ہوا تو آپ کی والدہ نی بعد مراجعت یثرب جہان مع اپنی ساتہہ اوس
کے بعض عزیزونکی ملاقات کیلئی تشریف لیگئی تہین انتقال کیا
اور ایک بستی ابوا نامی مین جو مابین مکہ و مدینہ واقع ہی دفن ہوئین
حلم اور نرم دلی اوس جناب کی اس سی زیادہ اور کسی بات سے
نہین دریافت ہوسکتی کہ تادم زیست اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کو جایا کئے
اور اونھین یاد کرکی غم والم کرتے تہے چونکہ آنحضرت کی والدہ نے
آپ کو صغر سن مین انتقال کیا تہا لہذا اوسی زمانہ سی آپ کو
تفکر و تدبر کرنیکی عادت پڑ گئی تہی اور یہہ عادت مدت العمر

باقی رہی جب آنحضرت صلعم کا سات برس کا سن ہوا تب اپنی والدہ کی مہربانی کی
قدر معلوم ہوئی اور سمجھی کہ اس عالم یتیمی مین کوئی میرا معین و مددگار
نہین معلوم ہوتا ہی کہ قرآن مین جس مقام پر آنحضرت صلعم ذکر عنایات اور
حفاظت خدا سی اپنی دل کو تشفی دیتی ہین اور اوسکی رحمتون کا شکریہ ادا
کرتی ہین وہان پر اسی بات کیطرف (یعنی انتقال والدہ ماجدہ) کنایہ پایا جاتا ہی
اور وہ آیت یہہ ہی (آیا نہین پایا اوسنی تجہے یتیم پس پناہ دی تجہکو)
زمانہ آخر مین آنحضرت صلعم نی مدینہ سے حدیبیہ کو جاتی ہوئی اپنی والدہ
کی قبر کی زیارت کی اور چند صحاب بہی ساتھہ تہی لیکن چونکہ وہ جانتی تہی
کہ یہان آمنہ دفن ہین آنحضرت کو زار و قطار روتے دیکھہ کر سبب
گریہ پوچہا پس آنحضرت صلعم نی جواب مین فرمایا کہ یہہ قبر میری والدہ مرحومہ
کی ہی حق تعالی نی مجہے اسکی زیارت کرنیکا حکم فرمایا ہی اور مین نی اونکی دعاء
مغفرت کی واسطی اجازت طلب کی ہی لیکن ابہی تک حاصل نہین ہوئی
اسوقت اونکی شفقت مادری جو یاد آئی تو تاب ضبط نہ باقی رہی اور
بی اختیار رونی لگا بعد وفات والدہ تولیت اوس یتیم کی (یعنی
آنحضرت صلعم) کی اوسکے جد پدری عبد المطلب سے متعلق ہوگئی
اور اوس زمانہ مین عبد المطلب متولیان خانہ کعبہ کی سردار تہی
اور جب بعد دو برس کی اونہون نی بہی انتقال کیا تو اونکی بیٹی اور چچا
ابو طالب نی خدمت تولیت آنحضرت صلعم اپنی ذمہ کر لی اور
اوسنی ہر بات مین مثل اپنی فرزندون کی پیش آئے ابہی زمانہ نیا

حضرت سے وہ امور ظہور میں آئی جنسے معلوم ہوا کہ آپ ذہین اور فہیم اور
محقق ہیں اور تنہائی میں غور اور خوض کرنیکو اسقدر دوست رکھتے تھے کہ جب ہمسن
لڑکے اپنے ساتھ کھیلنے کو بلاتے تھے تو آپ اونسے جواب میں فرماتے تھے کہ آدمی اوس
امر کیلئے خلق کیا گیا ہی جو اس لہو ولعب سے نہایت بہتر ہی جب آنحضرت کا
تیرہ ۱۳ برس کا سن ہوا تو آپکے چچا جو ایک تاجر دولتمند تھے ہمراہ کاروان عازم
ملک شام ہوئے آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلیے
ابو طالب نے یہہ درخواست اپنے بھتیجے کی قبول کی اس سفر میں آپ نے
اپنے چچا کی ایسی خدمت و اطاعت کی کہ اونہیں آپ پر بڑا اعتبار ہو گیا
دوسرے برس آنحضرت ایک جنگ میں شریک ہوئے پس اس امر سے معلوم
ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تجارت او سپاہگری دونوں پیشے کرتا تھا تو عرب کے
نزدیک معیوب نہ تھا بلکہ یہہ رسم اشرف قبائل عرب میں جاری تھا کہ اگر
کوئی شخص تاجر ہوتا تھا او سپاہی نہ بھی ہوتا تھا تاہم جنگ سے دریغ نہ کرتا تھا
ان مہمات میں شریک ہوتے تھے آنحضرت کا ہنر اور لیاقت جنگ درجۂ کمال کو پہنچ گئی
علاوہ ان اوصاف کے آپ صادق القول و الفعل صائب الرای پابند وضع تھے
اور ان صفات حمیدہ سے آپکی قدر و منزلت اور بھی زیادہ ہو گئی تھی جب
حضرت کا سن زیادہ ہوا تو سوداگروں نے آپ کی جودت او لیاقت دیکھکر
معاملات تجارت میں اپنا کارندہ مقرر کیا ایک سفر میں آنحضرت اپنے چچا کی ساتھ
ایک صحرا میں ملک شام کے پہنچے وہان راہب رہا کرتے تھے سردار راہبوں نے تھوڑی دیر
تک آنحضرت کو بڑی غور سے دیکھا کیا اور بعد اسکے ابو طالب کو علحدہ بلا کر کہا کہ اپنے بھتیجے

سے بہت خبردار رہو اور اسی یہودون کے مکر سے بچاؤ اسوا سطے بلکہ حقیقت میں
یہہ جوان بڑی بڑی باتونکے لیے پیدا ہوا ہی بعض مورخین کہتے ہین کہ یہہ
پیشین گوئی اوس راہب نی اون لڑائیونکی بابت کی تہی جو آنحضرتؐ مین
اور اولاد حضرت ابراہیمؑ (یعنی یہود) مین ہونی والی تہین انہین
سفر ہاے تجارت مین آنحضرتؐ اون میلون مین تشریف لیجایا کرتی تہے
جو عرب مین جابجا باوقات مختلفہ ہوا کرتے تہے اور اون میلون مین
عرب حکایات اور قصص بیان کیا کرتے تہے اور عقائد مذہبی مین مباحثہ
اور مناظرہ کیا کرتے تہے پس جسقدر یہہ باتین آنحضرتؐ دیکہتے گئے
اوسی قدر آپؐ کو قبح و سفاہت بت پرستی اور اہم وطنون کے عقائد
باطلہ اور اوہام فاسدہ سے تنفر بڑہتا گیا اسی زمانے مین کعبہ
آگ لگنے سے خراب ہو گیا تہا اور اوسکی مرمت ہو رہی تہی اور
عرب کو یہہ منظور رہا کہ اثناے مرمت مین سنگ مقدس (یعنی
حجر الاسود) اپنے مقام پر نصب کیا جاوے اور اس نظر سے
کہ آپس مین جہگڑا ہو سب نے اسپر اتفاق کیا کہ وہ شخص اس پتہر
اسکے مقام پر نصب کرے اور اس خدمت سے مشرف ہو جو پہلے ان حدود مقدسہ
(یعنی کعبہ) مین داخل ہو اتفاقاً سب سے پیشتر حضرتؐ ہی خانہ کعبہ
مین داخل ہوئے اور حسب قرار مذکور رسوم مقررہ بجا لاکر حجر الاسود
کو اوسکے مقام پر نصب کیا اور چارطرف سے حضرتؐ کی تعریف کا
نعرہ بلند ہوا۔ پس اسطرح سے حضرتؐ نی اوس معبد کو درست کیا

جس مین بتونکی عبادت ہوتی تہی — اور بعد چند عرصہ کے آپ صلعم
خاص کرکے اونہین بتونکی غارت کرنیکے لیئے مبعوث برسالت ہوئے
پس واقع مین حضرت صلعم نے ایک پتہر نہین نصب کیا بلکہ ایک نئی مذہب
کی بنا ڈالی جسکی آپ سردار ہوئے پچیس برس کے سن تک
آنحضرت صلعم اپنے چچا کی خدمت مین رہے اوس زمانہ مین ایک شخص
رؤسائے مکہ مین سے مرگیا اور اوسکی زوجہ مسماۃ خدیجہ کو اپنے
کاروبار کی انتظام کے لیے ایک کارندہ کی تلاش ہوئی کسی شخص نے
اوس عورت سے حضرت کی سفارش کی اور اوس سے کہا کہ یہہ شخص تیرے
کاروبار کی انتظام کی لیاقت رکہتے ہین پس جو جو شرطین اوس عورت
نے کہین سب حضرت نے قبول کین اور تین برس تک اوسکی طرف سے
دمشق اور اور شہرونمین تجارت کی اور جب مکہ کو مراجعت فرمائی
تو خود خدیجہ کی مکان پر تشریف لیگئے تاکہ اوسسے ثمرۂ مشقت تجارت
بیان کرین — وہ زن بیوہ فرد حساب دیکہکر بہت خوش اور مطمئن ہوئی
لیکن جب اوسنے اپنے خیرخواہ اور سرگرم کارندہ (یعنے حضرت صلعم) کو اسطرح
اپنے سامنے کہڑے دیکہا جسطرح نوکر اپنے آقا کی سامنے کہڑا ہوتا ہے اور
یہی دیکہا کہ آپکی چشمہائے سیاہ اور روئے (مبارک) اور جسم (شریف)
مین عجیب سنجیدگی اور خوبصورتی اور دلربائی پائی جاتی ہے تو اوسکے
اپنی دولت کی بڑہنے سے بہی زیادہ تر سرور حاصل ہوا آپ اوس
بیوہ حسینہ کا چالیس برس کا سن تہا اور دو عقد کرچکی تہی اور ایک بیٹی

اور دو بیٹی بھی رکھتی تھی تاہم آنحضرت کی حسن جسمانی اور اوصاف نفسانی اور عقلمندی اور سرگرمی پر ایسی فریفتہ ہوئی کہ تاب ضبط نہ باقی رہی اور فورًا آنحضرتؐ سی عقد کر لیا جب خدیجہ سی آپ نی عقد کیا اوس زمانہ مین آپکا حسن شباب پر تھا صورت سے آثار حکومت نمایان روی (مبارک) سی رعب سلطانی نمودار خال و خط مناسب چشمہای (مبارک) سیاہ اور دلربا بینی (شریف) فی الجملہ خم دہن (مبارک) خوش قطع دندان (شریف) مانند سلک گوہر چنبار (مبارک) سُرخ سفید موی سر اور محاسن (شریف) سیاہ اور باریک تھی لیکن بسبب خضاب کے اونکا رنگ ایسا ہلکا ہو گیا تھا جیسا چنبیلیؐ کی پہل کا ہوتا ہی خندہ دلربا آواز شیرین حرکات و سکنات متین و دلچسپ اوضاع و اطوار ایسے جنسی صفائی قلب اور صداقت قول ظاہر ہہ وصاف حمیدہ متوقعہ کر لیتی تہی اوس شخص کو جس سی آپ خطاب فرماتی تہی آنحضرت کے کمالات نفسانی بھی بہت بڑے تھے ذہن حاد اور سریع الانتقال حافظہ وسیع اور قوی طبیعت شگفتہ اور عالی رای صائب اور وہ شجاعت جسمین خوف کا نام نہین اگرچہ بعض لوگ کہتی ہین کہ آنحضرت اپنی باتون پر متنبہ نہو تی تھے خیر یہہ لوگ جو چاہین سو کہین لیکن راقم کہتا ہی کہ آنحضرتؐ اپنے اہم مطالب یعنی رسالت کے انجام دینی مین ایسی مستقل اور ثابت قدم رہے اور ایسا صبر و تحمل کیا کہ ہر شخص کو لازم ہی کہ آپ کی تعریف اور مدح کری آنحضرتؐ

کی فصاحت خلقی تھی نہ کسبی اور چونکہ افصح محاورات فصحاے عرب استعمال فرماتے تھے لہذا آپؐ کی فصاحت زیادہ ہوگئی تھی اور قوت بیان ایسی تھی کہ اوس سے آپؐ کے کلام کو اور بھی زیادہ رونق ہوجاتی تھی عبارت مرقومۂ ذیل گبن صاحب مورخ کے قلم تحقیق سے جاری ہوئی ہے اور یہہ حضرتؐ کے زمانہ جوانی کا حال ہے اور مؤید بیان راقم ہے حضرت محمدؐ حسن شخص مین ممتاز تھے اس نعمت ظاہری (یعنی جسمانی) کی کوئی شخص تحقیر نہین کرتا الا وہ لوگ جنھین خدا نے اس سے محروم رکہا ہے حضرتؐ کا حسن ایسا تھا کہ جب گھر مین یا باہر وعظ فرماتے تھے تو قبل اسکے کہ زبان مبارک سے کچھہ فرمائین سامعین آپؐ کی صورت ہی دیکھہ کر عاشق ہوجاتے تھے اور تمام محفل مین غلغلۂ تعریف بلند ہوتا تھا اور لوگ کہتے تھے (سبحان اللہ) کیا رعب وسطوت شاہی ہے کیا آنکھین ہین کہ دل مین چبھی جاتی ہین کیا خوبصورت مسکراہٹ ہے کیا روی مبارک ہے جس سے ہر ایک بات دل کی عیان ہے اور کیا اشارات ہین جنسے ہر لفظ زبان پاک سے فرماتے ہین رسوم روزمرہ مین حضرتؐ مثل اپنے ہموطنون کے خلق وتہذیب کا بہت لحاظ رکھتے تھے امرا اور اہل مقدرت سے بڑی تعظیم وتکریم سے پیش آتے تھے لیکن ساتھہ ہی اسکے یہہ بھی تھا کہ غریب تر بن باشندگان مکہ سے نہایت خلق ومروت فرماتے تھے حضرتؐ کے

اوضاع و اطوار ظاہر مین ایسی صاف تھی کہ اون سے دل کی باتین
چھپی ہوئی نہین اور لوگون سے اس لطف و محبت سے پیش
آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ہر شخص سے دوستی ہے
آپ کا حافظہ وسیع اور قوی مزاج مین حلم و خلق طبیعت عالی ذہن
سلیم اور سریع الانتقال اور رای صائب تھی اور جو بات سوچتے تھے
اور جو فعل کرتے تھے اوس سے جرات ظاہر تھی اور اگرچہ رفتہ رفتہ
آپ کی ارادے بڑھ گئے اور کامیابی بھی حاصل ہوئی تاہم پہلی ہی
جو آپ کے ذہن مین دعوئی پیغمبری کا خطور کیا تھا اوسی سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ بڑے عقیل اور عالی طبیعت تھے کیونکہ عبد اللہ نے
اشرف خاندان مین تربیت پائی تھی اور افصح محاورات عرب سیکھے تھے
اور چونکہ اکثر مقامات پر از راہ عقلمندی ساکت رہتے تھے لہذا آپکی
آپ کی فصاحت و بلاغت کا اور زیادہ رونق ہو گئی تھی فقط
اگر آنحضرت کی تحصیل علم کو پوچھئے اور علم کی معنی متعارف لیجیے تو
اسپر سب مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ نے مطلق علم حاصل نہین کیا
ہان اسقدر علم حاصل کیا تھا جسقدر کہ آپ کی قبیلہ مین مروج تھا اور
آپکی قبیلہ کی علم کی یہ کیفیت تھی کہ جسے ہم علم ادب کہتے ہین اوس سے
اونہین سروکار نہ تھا بلکہ اوسی حقیر سمجھتے تھے اور اپنی زبان کے آگے
کسی زبان کی حقیقت نہ سمجھتے تھے اور اپنی زبان مین بھی کتابون کی
ذریعہ سے کمال نہ حاصل کیا تھا بلکہ کثرت استعمال سے اور آن

لوگون نی اوسیقدر علم پر کفایت کی تہی جس قدر کاروبار خانگی مین
بکار آمد تہا اور جن اشعار کو اپنے کاروبار زندگی کے لئے مفید
سمجہتے تہے حفظ کر لیتے تہے پس یہہ بات سچ ہے کہ اگرچہ عرب کسی
اوستاد سی نہ پڑہا ہوتا ہم بڑا فہیم و عقیل ہوتا تہا اسواسطے کہ عرب
اکثر لڑائیو نمین مشغول رہتے تہے اور لشکر مین بہی ایک قسم کا
مدرسہ ہوتا ہی جہان ایسے تجربہ کار اور ذی لیاقت لوگ بہی ہوتے ہین
جنکی صحبت سے اور لوگون کو بہی علوم عقلیہ و رفن ادب مین دخل ہو جاتا ہی
جسکی ہم لوگ تعلیم کہتے ہین اوسی تہذیب اخلاق اور حدت ذہن نا شیندگان
ممالک مشرقیہ سے کچہ تعلق نہین (یعنی عرب وغیرہ) کی تحصیل علم
خلیق و ذہین ہوتے ہین) مخفی نرہے کہ مورخین عرب نی آنحضرت
کی عقد کا حال بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہی اور وہ حکایت دلچسپ
یہہ ہی کہ شادی بڑی دہوم سی ہوئی دو اونٹ دعوت کے لیئے
ذبح کیے گیئے اور مہمانون کی خوش کرنیکی لیئے خدیجہ کی کنیزین دف
بجا بجا کی خوب ناچین جب حضرت نی عقد کیا تو سن شریف اٹہائیس[۲۸]
برس کا تہا اور خدیجہ چالیس[۴۰] برس کی تہین لیکن اوس سن مین بہی
خوبصورت تہین اور حالانکہ حضرت اون سی سن مین چہوٹی تہی تاہم
اپنی محسنہ سے بڑی شفقت و محبت سی پیش آتے رہتے اور اگرچہ
حسب رواج ملک دوسری زوجہ کرنی کی مجاز تہے لیکن اس رسم کی پابند
نہین کی اور دوسرا عقد نکیا اس عقد سے پندرہ[۱۵] برس کے زمانہ تک

حضرت کا حال اچھی طرح معلوم نہین واضح ہو کہ پندرہ برس کے بعد تک جناب مسیح کا حال بھی اچھی طرح معلوم نہین ہوتا ہان اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت یوسف نجار کے دکان مین کام کیا کیئے اور جو خدمت (یعنے نبوت) حق تعالی نے اونکے سپرد کی تھی اوسکے بجا لانے کی فکر اور غور مین رہتے تھے آپ حضرت محمد صلعم نے چاہا کہ تصفیہ نفس فرمائین اور ایسی باتین اختیار کرین کہ عداوت اور ملامت خلائق سے محفوظ رہین شب و روز اسی بات کی فکر و تردد مین رہتے تھے اور سوا اسکے اور کوئی کام نہ تھا سکھتے ہین کہ حضرت ہر سال مین چھ مہینے غار کوہ حرا مین جو اٹھارہ کوس مکہ سے پچھم کی طرف واقع ہے رہتے تھے اور اسی غار مین توراۃ اور انجیل اور اور کتب سماویہ کے مطالعہ سے اپنی طبیعت غور پسند بہلایا کرتے تھے چونکہ اسقدر فکر و غور ایک ہی بات مین اس سرگرمی سے کیا تھا لہذا ضرور تھا کہ اس مشقت نفسانی کا اثر قوی آپ کی طبیعت پر ہو اور وہ اثر یہ ہوا کہ اکثر خواب دیکھنے لگے اور غش کی سی کیفیت طاری ہونے لگی چنانچہ ایک مورخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ مہینے تک برابر یہ معمول رہا کہ جس بات کا خیال آنحضرت جاگتے مین کرتے تھے وہی چیز خواب مین دیکھتے تھے اس امر کا انفصال مشکل ہے کہ حضرت پر کس قسم کے حالات وجودی طاری ہوتے تھے آیا یہ حالتین صرف تخیلات واہیات تھے جو بہ سبب زیادہ فکر اور غور کے پیدا ہوتے تھے یا

یا کوئی مرض جسمانی یا روحانی تھا جسکی سبب سے خود بخود جوش سا آجاتا تھا اور
غش کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی لیکن یہ امر یقینی ہے کہ بوقت نزول
وحی حضرت پر فکر کا غلبہ ہوتا تھا اور چہرہ متغیر ہو جاتا تھا اور بعض
وقت تو یہ کیفیت ہوتی تھی کہ زمین پر گر پڑتے تھے جیسے کوئی
نشے مین ہوتا ہے یا کسی پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور سرد ترین ایام
مین بھی پیشانی پر قطرات عرق مثل قطرات شبنم جمے رہتے تھے
بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اوس عالم بیخودی مین اونٹ پر سوار
ہوتے تھے تو وہ حیوان بھی متاثر اور بیقرار ہو کر کبھی گھٹنون کے
بل گر پڑتا تھا اور کبھی ادھکر دوڑنے لگتا تھا کبھی اپنے پاؤن زور
سے زمین مین گاڑ دیتا تھا اور کبھی ہاتھ پاؤن اسطرح دے دے
مارتا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤن ٹوٹکر
گر پڑین یہ قول کہ حضرت کو صرع کی دوری آتی تھی یونانیون نے
نفسانیت سے ایجاد کیا ہے اُن لوگون نے حضرت کو ایک نئے مذہب
کا بانی اور پیشوا سمجھکر ازراہ عداوت اوس حالت بیخودی کو آپ کے
اخلاق مین نقص اور عیب قرار دیا ہے جو عیسائیون کے نزدیک
مستحق زجر و توبیخ ہے راقم کہتا ہے کہ یقین ہے کہ یہ معاندین متعصبین
یہ خیال کر سکتے تھے کہ اگر حضرت اس مرض شدید مین مبتلا بھی تھے
تاہم عیسائیون کی نیکی کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اون کی تکلیف پر افسوس
کرتے نہ یہ کہ اوسپر جوش ہوتے اور اوسے علامت غضب الٰہی سمجھتے

لکھا ہی کہ سنہ ولادت کے چالیسوین برس آن حضرت ماہ رمضان مین
شب کو چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ اتنے مین سنا کہ کوئی شخص آپکا نام لیکر
پکارتا ہی جو ہین آپ نے چادر سر مبارک سے ہٹائی دیکھتے کیا ہین
کہ یکایک ایک دریای نور آمنڈا آیا ہی اور وہ روشنی اسقدر تیز تھی کہ
آپ اوسے نہ دیکھ سکے اور غش کھا گئے جب آپ کو ہوش آیا تو دیکھا کہ
ایک فرشتہ بشکل انسان قریب آیا اور ایک ریشمی کپڑا آپکو دکھایا کہ اوسپر
کچھ لکھا تھا بعد ازان اوسنے آپ سے کہا کہ پڑھ آپ نے فرمایا کہ مین
پڑھنا نہین جانتا تب اوسنے یہ آیت پڑھی پڑھ اے محمد ساتھ نام
اللہ کے جو خالق ہی سب چیزون کا اور جسنے انسان کو ایک لطخہ
خون سے بنایا پڑھ ساتھ نام اوس خدای برتر کے جسنے انسان
کو قلم کا استعمال کرنا سکھایا اور جو اوسکے دل مین علم کی روشنیان
داخل کر سکتا ہے حضرت کا قلب فوراً منور ہو گیا اور جو کچھ اوس
پارچہ ریشمی پر لکھا تھا آپ نے باآسانی تمام پڑھ لیا بعد ازان
آپ کو خود بخود ایسا جوش و ولولہ ہوا کہ تاب ضبط نہ باقی رہی
اور اوس صحرا مین دور تک دوڑتے چلے گئے جہان کسی بشر کا
گذر نہ تھا اور وہان سنا کہ کوئی شخص چلا چلا کر یہ کلمات کہہ رہا ہے
اے محمد تو پیغمبر خدای بزرگ ہی اور مین جبرئیل فرشتہ ہون
کہ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے جیسا
تنہائی مین ہوتا ہی تو خیالات ذہنی ادمی مشکل

سے اپنے نفس کو تعلقاتِ جسمانی سے معرا سمجھنے لگتا ہے اور ایسے ایسے
تصورات اور اوہام خاص کر کے اون مردون کو بلکہ بعض اوقات
اون عورتون کو بھی ہوتے ہین جنکی عقول بہت قوی اور کامل ہوتے ہین
جیسا کہ ایک مرتبہ بروٹس نے اپنے خیمہ مین قیصر کی روح کو دیکھا اور
کرامول نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب وسکے سامنے آکر کہنے لگا کہ تو بڑا آدمی
ہو جائے گا اور تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایسے ایسے سانحے موئنسٹر مین مرڈیکن
اور سوئیڈنبرگ اور میں ولیم کوپر پر بھی گذرے لیکن ایسا گمان
فاسد آنحضرت کی نسبت نہین ہو سکتا اسواسطے کہ آپ کی شان اس سے رفیع
تھی کہ یہ حیلہ کرتے کہ جبرئیل فرشتہ نے مجھے حکم کیا ہو کہ خدمت نبوت اختیار
کرون اور ایسے کذب صریح کے مرتکب ہوتے بلکہ اغلب ہے کہ حضرت
کو علم واقعی اور یقین واثق تھا کہ مین پیغمبر خدا ہون اور خدا مجھپر وحی
نازل کرتا ہے چہ بیسوین رمضان کو صبح کے وقت حضرت اپنی زوجہ پاس
تشریف لیگئے اور متردد اور پریشان خاطر تھے اور اون سے فرمایا کہ
میرے اوپر کچھ اوڑھا دو اور آب سرد چہرہ کو کہ اسوقت میرے دل پر بڑا
صدمہ ہی جب وس صدمہ سے افاقہ ہوا تو اپنی زوجہ سے اپنی رسالت
کا اظہار کیا جو ہین خدیجہؓ نے یہ سنا بلا عذر و تامل آپ کی نبوت پر ایمان لائین
خدیجہ کا ایمان لانا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ یہ بات بھی آنحضرت کی نسبت
یادگار ہو کہ اپنی زوجہ سے جسکی محبت نے تکلیف فقر سے چھڑا کر اس
مرتبہ عالی پر پہونچایا تھا نہایت توجہ اور عنایت سے پیش آتی تھی

اور جب تک وہ زندہ رہین آپ نے اور عقد کرنے سے پرہیز کیا حالانکہ
اس نعمت سے متلذذ ہونے کے مجاز تھے اور اس بات کی صداقت
اونہوں نے اسطرح ثابت کی کہ ہمیشہ اونکی محبت یکسان بنی رہی کیونکر ممکن
تھا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی بات کا یقین نہ کرتین بلکہ اونہون نے اعتقاد
کیا کہ حضرت صلعم کی وحی امر واقعی ہی اور آپ کے وسیلے سے خدا نے
اپنی مشیت ظاہر کی خدیجہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد زید آپکا غلام
عربی جسے آپ صلعم نے آزاد کردیا تھا اور علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب آپکے چچازاد بھائی
اسلام سے مشرف ہوے بعد ازان آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام کی
اور اس مین بھی کامیاب ہوے یہ شخص قریش مین بڑا ذی مقدرت
اور ذی رتبہ تھا اور اس کی تبع اور ترغیب و تہدیت اور رؤسای
مکہ نے بھی مذہب نو قبول کیا راقم کہتا ہے کہ یہ بھی انحضرت صلعم کی صداقت
کی دلیل قاطع ہے کہ جو لوگ پہلے مشرف بہ اسلام ہوے آپ کے اقربا
اور احباب تھے اور چونکہ یہ اشخاص آپ صلعم کے افعال و عادات سے
بخوبی واقف تھے لہذا ضرور تھا کہ اگر مثل اور جعلسازونکے جنکا قاعدہ ہے
کہ گھر مین کچھ کرتے ہین اور لوگون سے کچھ بیان کرتے ہین آپکے قول و
فعل مین بھی مخالفت و منافات ہوتی تو وہ لوگ آپ پر اعتراض کرتے اور ہرگز
آپ کی بات کا یقین نہ کرتے ان لوگونکو ایمان لاتے تھوڑا عرصہ گذرا تھا
کہ ایک سانحہ ایسا ہوا کہ اوس سے ترقی اسلام رک گئی وہ حادثہ یہ تھا
کہ آنحضرت نے اپنے رؤسای قبیلہ کو ایک مجلس مین طلب کیا اور

اون سے اپنی رسالت کا اظہار کیا لیکن اون لوگون نے آپکی قول پر مطلق توجہ
اور اعتنا نہ کی لیکن جب آپ نے یہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہو کہ بت پرستی کو نیست
ونابود کر دون اور تم لوگون کو ملت حضرت ابراہیم کی طرف پھیر لاؤن تو
اونھین ایسا غصہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے اور چاہا کہ آپ کو ساکت کر دین
اور کچھ انھین لوگونپر منحصر نہین بلکہ آپکے قبیلے کے اور اشخاص نے بھی اسی
غصے اور ترش روئی سے آپکے کلام کی رد کی اگرچہ ابوطالب مسلمان
نہوے تھے تاہم اون لوگونکے شر و فساد سے اپنے بھتیجے کو بچاتے رہے
بعد اسکے چند سال تک حضرت نے بڑے ظلم و تعدی اور ہتک و ذلت مین
بسر کی اور بعض تابعین حضرت بھی اوسی بلاے ظلم مین مبتلا رہے ایک
مرتبہ تو ایسا ہوا کہ دشمنون نے حضرت سے عرض کی کہ اگر آپ اپنے مطالب
(یعنے دعوے نبوت) سے دست بردار ہون تو ہم آپکو روپیہ دینگے یا اپنا
سردار مقرر کرینگے حضرت نے اون لوگونکے جواب مین وہ جز قرآن تلاوت
کیا جسے اکتالیسوین سورہ کہتے ہین اور اوسمین سے چند آیات ذیل مین مرقوم ہوتی
ہین یہ آیات حی ہی خدای رحیم و رحمن کی طرف سے ہین مین صرف ایک آدمی ہون مثل
تمھارے مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمھارا خدا ایک ہے پس چاہیے تم سیدھے اوسکی طرف
اور اوس سے مغفرت طلب کرو اور افسوس ہے اون لوگونپر جو نسبت سے خدا
قرار دیتے ہین جو زکوٰۃ نہین دیتے اور عقبے کا اعتقاد نہین کرتے لیکن جو
لوگ ایمان لاتے ہین اور عمل مین لاتے ہین وہ باتین جو نیک ہین تحقیق
کہ پاوینگے کامل اجر آیا واقع مین تم انکار کرتے ہو اوس

خدا کا جسنے دو دن کے عرصے مین زمین کو پیدا کیا آو ر آیا تم اوسکے شریک گردانتے ہو تمام عالمون کا بادشاہ وہی ہے اوسی نے رکھے ہین زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنے اوسپر برکت نازل کی اور چار روز مین تقسیم کیا رزق تمام پر وہی زمین پر واسطے سیر کرنے تمام مخلوقات کے پیدا اوسکے اوسنے متصرف کیا اپنے تئین آسمانون مین جو اوس وقت نقط دھوان تھے اور اون سے اور زمین سے اوسنے کہا کہ آؤ خواہ اپنی مرضی سے خواہ بدون اپنی مرضی کے پہر اون دونون نے جواب دیا ہم آتے ہین تابعداری سے اگر کوئی فریب شیطان کا بہکانے تجھے اے محمد پس لے تو پناہ ساتھ خدا کے اسواسطے کہ وہی ہے سننے والا اور جاننے والا جھوٹ جسطرف سے وہ آ نہیں سکتا نہ پیچھے سے یہ (قرآن) ایک پیام ہے کہ بھیجا گیا ہے دانا اور تعریف کیے گئے کیطرف سے کوئی چیز نہین کہی گئی ہے تجھسے (اے محمد) جو نہین کہی گئی تھی اون پیغمبرون سے جو تجھسے پیشتر گذرے بتحقیق کہ تیرے خدا کے ساتھ ہے عفو اور اوسی کے ساتھ ہے ڈرانیوالی سزا

حضرت کے دشمنون نے ان آیات کے جواب مین کہا کہ اپنی پیغمبری ثابت کرنیکے لیے کوئی معجزہ ہمین دکھلاتے لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین اسواسطے مبعوث ہوا ہون کہ تمھین وعظ و نصیحت کرون نہ اسلیے کہ معجزہ دکھلاؤن اور ساتھ اسکے قرآن کا حوالہ کیا اور اون سے فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو کوئی اور کتاب مانند اسکے فصاحت اور بلاغت مین تصنیف کرو در حقیقت یہ بات کبھی نہین ثابت ہوئی کہ آنحضرت

ترویج شریعت یا اثبات دعوےٰ نبوت کے لیے مکر اور حیلے کیے یا جھوٹے معجزے دکھائے بلکہ خلاف اسکے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے فقط اپنی عقل اور فصاحت پر تکیہ کیا اور ابتدای دعوی نبوت سے مگر نہ ہی اور حمیت نہ ہی آپکی کی مدد و معاون رہی آنحضرت پر حمیت مذہبی کا بڑا غلبہ تھا اور ہر زمانہ مین اور ہر فعل سے آپکی یہ حمیت ظاہر تھی یہ عجیب بات ہے کہ حضرت نے تو اظہار معجزہ سے انکار صریحت کیا لیکن لوگون نے ہر قسم کی معجزات آپ کی طرف منسوب کیے ہین اور جس طرح لوگون نے تاریخ اور نصایح اولیائے مقدسین عیسوی جھوٹی کہانیان جوڑ کر اور حاشیہ چڑہا کر خراب کیئے اوسی طرح حضرت کے حال و مقال کو بھی غارت کیا فی الواقع جیسا تعلیمات اور احکام انجیل اور خیالات باطلہ و بیہودہ میں فرق بین ہے اوسی طرح اخبار مرقومہ قرآن اور قصص و حکایات مخترعہ مین منافاۃ کلی ہے گبن صاحب مورخ نے عبارت مرقومہ ذیل مین بعض کرامات ان کرامات منسوبہ با آنحضرت سے بیان کی ہین عیسائیون نے ازراہ تعصب مذہبی آنحضرت کی نسبت یہ بیان کیا ہے کہ ایک کبوتر آسمان سے اوترتا تھا اور آپ کے کان مین کچھ کہہ جاتا تھا چونکہ یہ جھوٹی کرامت گروشیس نے آنحضرت کی طرف منسوب کی تھی اوسکے مترجم عربی سمےّ پاکاک نے جو ایک مرد عالم تھا اوس سے پوچھا کہ آپ نے یہ کرامت حضرت صلعم کی کون کتاب مین دیکھی ہے گروشیس کو اس

کردی اور اون پہاڑ دشمن جو کر اوس شہر کے واقف ہین اور اوس ریگستان مین
دو تین میل تک حضرت کا تعاقب کیا آخرش حضرت ایک مقام پر پہونچے
کہ وہان بہت سے باغ تھے اور تھک کر ایک باغ مین پناہ لی اور تھوڑی دیر
ایک انگور کے درخت کے سایہ مین آرام فرمایا جب بیدار ہوئے تو پھر مکہ کو راہی
ہوئے اور جب قریب شہر کے پہونچے تو مطعم بن عدی کو کہ بہت ذی عزت تھا
اور آپ سے واقف تھا ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ مجھے پناہ دے تا داخل شہر
کیجے حضرت کا ارشاد مطعم بجا لایا اور اپنی اولاد اور خدام کو جمع کرکے حکم
کیا کہ مسلح ہو کر کعبہ کے قریب ٹھہرے بعد ازان آنحضرت مع زید داخل مکہ
ہوئے اور آپ کے حافظ یعنے مطعم نے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی
شخص ان سے بے ادبی سے پیش نہ آئے بعد اوسکے آنحضرت نے آگے
بڑھ کر حجر الاسود کو بوسہ دیا اور مطعم اور اوسکے لشکر کو حفاظت کے لیے ہمراہ
لیکر بیت الشرف کو مراجعت فرمائی قریب دو مہینہ کے بعد وفات خدیجہ آنحضرت نے
ایک ثان بیوہ مسماۃ سودہ نامے عقد کیا اور تھوڑی ہی عرصے کے بعد عایشہ سے نکاح
کیا یہ عورت بہت کمسن اور حسینہ تھی اور آپ کے یار غار ابوبکر کی بیٹی تھی یہ عقد آپ نے
اسواسطے کیا تھا کہ آپس مین محبت و تپاک بڑھے منقول ہے کہ بعد وفات خدیجہ
تیرہ یا پندرہ عورتین حضرت سے منسوب ہوئی تھین اونمین سے گیارہ یا بارہ
با وقات مختلفہ آپ نے عقد کیا واضح ہو کہ اس فعل پر آنحضرت کے [illegible] مخالفین
نے بڑی طعن کی ہے اور اوسے آپ کی شہوت نفسانی کی دلیل قطعی گردانی ہے
لیکن راقم کہتا ہے کہ قطع نظر اسکے کہ آنحضرت کے زمانہ مین عرب اور بلاد مشرقیہ

مین رسم تعدد ازدواج مروج تھا اگر یہ رسم قوانین یورپ کے خلاف ہو اور اوس باقی ہین یہ
فعل قبیح اور خلاف اخلاق بھی تصور نہ کیا جاتا تھا یہ بات ذہن نشین رہے کہ آنحضرت صلعم نے
۲۵ پچیس برس کے سن سے پچاس برس کی عمر تک ایک ہی زوجہ پر کفایت کی اور جبتک وہ ۶۵ پینسٹھ
برس کی ہوکر مر گئین اور کوئی عقد نہین کیا اور اون سے کوئی اولاد ذکور نہین
بہم نہین پہونچی پس اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ آیا یہ گمان ہو سکتا ہی کہ جو شخص بڑا
شہوت پرست ہو اور ایسے ملک مین رہتا ہو جہان تعدد ازدواج رسم عام ہو وہ شخص
پچیس برس تک ایک ہی زوجہ پر قناعت کرے اور وہ زوجہ بھی کیسی کہ پندرہ برس
اوس سے خود ہی بڑی ہو اور آیا یہ گمان غالب نہین ہو سکتا کہ آخر زمانہ مین آنحضرت
نے تیرہ ۱۳ برس کی عرصہ مین ازدواج جو کئین تو اس سے خاص کر کے آپکو یہ مقصود
تھا کہ اولاد ذکور بہم پہونچین (مخفی نہ رہے کہ) جس ماہ متبرک مین حاجیون کے قافلے مکہ
مین آتے تھے وہ مہینہ عرب مین عام خلائق کے امن و امان کے دن ہوتے تھے اور بڑے
بڑے شر و فساد موقوف ہو جاتے تھے اور ہر طرف سے لوگ جوق جوق اوس معبد
عام (یعنی کعبہ مین سالانہ عید کرنیکو آتے تھے آنحضرت صلعم نے یہ موقع ہاتھ سے
نجانے دیا اور اوس مجمع عام مین وعظ فرمانی شروع کی اور بہت سی لوگ باشندگان
یثرب مین سے مسلمان ہو گئے جب یہ نومسلم اپنے وطن کو پھرے تو اپنے لوگون
مین اس نئے مذہب کی بہت تعریف کی اور اپنے دوستون اور ہموطنون کو
بڑی سرگرمی سے ترغیب دی کہ اس مذہب کو قبول کرین اور اس کوشش
مین بخوبی کامیاب ہوے اونکی کامیابی کی وجہ تھی کہ چونکہ اہل مکہ اور اہل مدینہ
مین بسبب تجارت کے آپس مین حسد اور نا اتفاقی تھی لہذا اس مذہب نے مکہ مین اچھی

تھوڑے دن گذرے تھے کہ آپ کی زوجہ وفاشعار نے آپ کی آنکھوں کے
سامنے انتقال کیا واقع مین اس ہمدرد کا مرنا حضرت کے لئے ایسی مصیبت
عظیم تھی جس سے بشر کا دل شق ہو جاے پچیس برس تک خدیجہ آنحضرت صلعم
کی مشیر اور دستگیر رہین اور اب اونکے مرنے سے آپ کا دل ٹوٹ گیا
اور گھر ویران ہو گیا حالانکہ اس عمر مین کون حسن و جوانی اون مین باقی
رہا ہو گا لیکن حضرت نے مرتے دم تک اون سے وفا کی اور جیسا کہ اوپر
بھی بیان ہو چکا ہے کہ اور عقد کرنے سے باز رہے خدیجہ قبرستان مکہ
مین جو اوس شہر کے شمال و مغرب مین واقع ہے دفن ہوئین چنانچہ
ایک سیاح مشہور برکہرٹ نامی سے ہمنے سنا ہے کہ اونکی قبر
ابتک موجود ہے اور زائرین خاص کر کے ہر جمعہ کو اوسکی زیارت سے
مشرف ہوتے ہین لیکن اس روضہ مین سواے سنگ قبر کے اور کوئی چیز عجیب
اور تحفہ نہین اور اوس پتھر پر چند آیات قرآن مشہور بہ آیۃ الکرسی خط
کوفی مین بڑی خوبصورتی سے کھدے ہین آنحضرت تا دم مرگ خدیجہ
کے شکرگذار اور رطب اللسان رہے اور خدیجہ کو آپ نے اس افسوس
سے جو یاد کیا تو عائشہ کو جو آپ کی ازواج مین بہت کم سن اور حسینہ اور
جمیلہ تھین رشک آیا اور بے ادبی سے اون مرحومہ کی مذمت کرنے لگین
اوسوقت خدا نے حضرت کی تسلی کے لیئے یہ آیت نازل کی آیا وہ کبیر السن
نہ تھی اور خدا نے اوس سے بہتر اور حسین تر تجھے نہین عنایت کی آنحضرت
کا دل بھر آیا اور بآواز بلند درگاہ جناب باری مین عرض کی کہ خدایا وہ نہ

نہین اوس سے (یعنے خدیجہ) بہتر اور مشفق تر کوئی زوجہ مجھے نہین ملی وہ
اوسوقت مجھپر ایمان لائی تھی جبکہ سب لوگ میری تذلیل او تحقیر کرتے
تھے اور مجھپر ہنستے تھے اور اسنے اوس عالم مین میری خبر گیری کی اور مجھے
راحت پہونچائی جب تمام عالم میرے قتل اور ہتک کے درپے
تھا چونکہ اب کوئی آپ کا حامی اور حافظ نہ باقی رہا تھا لہذا اونھون
نے اور بھی ظلم و تعدی کرنی شروع کی بھلا قریش کا تو کیا ذکر عزیزان
قریب اور اون لوگون نے جو کسی زمانے مین آپکی دوستی کا دم بھرتے
تھے دست تعدی دراز کیا پس حضرت مجبور ہوے کہ جاے امن تلاش کرین
اور زید اپنے وفادار غلام کو ساتھ لیکر ایک چھوٹے سے شہر کو جسے طائف
کہتے ہین روانہ ہوے یہ شہر مکہ سے ۷۰ میل مشرق کی طرف واقع ہے اور
یہان ایک اور چچا آپکے رہتے تھے جنکا نام عباس تھا جب حضرت اس شہر
مین پہونچے تو وہان کے روساے مین سے تین شخصون سے اپنی نبوت
کا اظہار کیا اور اونھین ترغیب دی کہ اس مذہب نو کی ترویج مین اعانت کرین
اور یہ سعادت حاصل کرین لیکن آپکے کلام نے اون لوگون کے دلون پر
تاثیر نہ کی اور اونھون نے بھی وہی اعتراضات پیش کیے جو آپکے ہم وطنون
نے کیے تھے اور عرض کی کہ آپ اور کہین پناہ لین تاہم آنحضرت مہینہ بھر اوس
شہر مین رہے اور وہانکے باشندون مین جو لوگ زیادہ خوش مزاج اور
عقیل تھے اونھون نے تھوڑی بہت آپکی تعظیم اور تواضع بھی کی
لیکن آخرکار غلام اور رذال نے آپ سے منحرف ہوکر پتھرون سے بوچھار

مذہب نو کے بہت ناخوش ہوا تھا چنانچہ ایکروز اپنی بہن کو چانٹا چلا کر
قرآن پڑھتے سنکر زور سے مارا اور قرآن بھی زمین پر پھینکدیا لیکن وہ عورت
نہ گھبرائی بلکہ باطمینان تمام قرآن کو اوٹھا لیا اور اپنے بھائی کو ہرگز نہ دیا
اس حرکت سے عمر زیادہ تر غصہ ہوا اور اوس سے قرآن چھین لیا
اتفاقاً اوسکی نظر چند سطرون پر پڑی تو نہایت متعجب ہوا اور بعد تعجب
کے انفعال بھی ہوا اور اوسی جگہ مسلمان ہوگیا بعد ازان عمر مسلح اور
مکمل کوہ صفا کو جو حضرت کی جای پناہ تھی بعجلت تمام روانہ ہوا آنحضرت
نے عمر کو آتے دیکھکر باواز بلند فرمایا اے عمر کہان سے آتا ہے آیا تو
یہان رہیگا جب تک کہ سقف تیری تجھ پر ٹوٹ پڑے اور تو دبکے مرجاے
عمر نے جواب مین عرض کی کہ مین آیا ہون درآنحالیکہ بصدق دل ایمان
لایا ہون خداے برحق پر اور آپ پر کہ اوسکے رسول محبوب ہین
جب قریش نے دیکھا کہ حضرت ابتک اپنے مذہب کی ترویج مین مصر
اور سرگرم ہین تو اب اونھون نے زیادہ ظلم و تعدی پر کمر باندھی اور
آپکے اصحاب سے اس بیرحمی سے پیش آنے لگے کہ اونھون نے
مکہ مین رہنا مناسب نہ جانا جب آنحضرت نے یہ دیکھا تو جو اصحاب
بے یار و مددگار تھے اونھین اجازت دی کہ اور کہین جا کے پناہ لین حسب
ارشاد آنحضرت وہ مکہ سے چلے گئے اور ملک حبش مین جا کر پناہ لی سنہ
ہجرت (یعنی فرار) آنحضرت کی بعثت کے پانچوین برس سے شروع ہوا
جن لوگون نے فرار اختیار کیا تھا شمار مین اتنی مرد و زن

اور جب نجاشی بادشاہ حبش ان واریون سے بھر بانی پیش آیا اور جن لوگونکو قریش نے اونکی طلب کے لیے بھیجا تھا اون بیچارون کو ہرگز اونکے حوالہ نہ کیا اور مورخین عرب لکھتے ہین کہ بادشاہ موصوف خود مسلمان ہوگیا

باب دوم

آنحضرت کی بعثت کے دوسرے برس یہ ماجرا گذرا کہ چونکہ آپکے اصحاب اور اتباع نے مکہ مین بڑا اختیار واقتدار حاصل کرلیا تھا لہذا تمام اہل شہر نے یہ حکم کیا کہ خبردار اب کوئی شخص یہان کے باشندون مین سے حضرت کی پیروی نہ اختیار کرے لیکن اس حکم سے حضرت کو کچھ ضرر نہوا اسواسطے کہ آپکے چچا ابوطالب آپکے حفاظت اور حمایت کے لیے موجود تھے لیکن جب بعد ایک سال کے ابوطالب نے بھی انتقال کیا جب تو آپکو بڑی مشکل پڑی اس واسطے کہ تمام مال و اسباب اور عمدہ اونکا آپکے دشمنون کے ہاتھ لگا اور چونکہ ان معاندین نے اب ایسا اقتدار حاصل کرلیا تھا کہ کبھی نہ پایا تھا تو اب بغض و عناد مین بھی زیادتی شروع کی اور ہر وقت یہانتک کہ نماز مین بھی آپکی توہین اور تذلیل کرنے لگے اور طرح طرح کی نجاستین آپکے دسترخوان پر پھینکتے تھے اور اور حرکات ناشایستہ سے آپکو پریشان کرتے تھے علاوہ ان سب مصیبتون کے ایک اور مصیبت حضرت پر یہ پڑی کہ ہنوز ابوطالب کی وفات کو چھ

اسکے جواب مین اور کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ اپنے گناہ کا اعتراف
کیا اور کہا کہ یہ کرامت تو مسلمان خود نہین جلنتے اور اس خیال سے
کہ مبادا یہ بہتان مسلمانونکے غصے اور مضحکے کا باعث ہو یہ کذب صریح ترجمہ
عربی سے نکال ڈالا گیا لیکن لاطینی کتاب کے بہت سے نسخون مین یہ
حکایت موجود ہے جب ابو طالب نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کے دشمن تا
آپکے بغض و عداوت مین مصر و مستحکم ہین تو بکمال اصرار آپ سے کہا کہ
اب اس بات (یعنے اثبات نبوت) کی زیادہ پیروی نہ کرو حضرت نے
یہ جواب مین فرمایا کہ اگرچہ قریش میرے قتل پر مستعد ہون لیکن جبتک کہ
آفتاب اور ماہتاب (اس سے کنایہ یہ تھا کہ ان ستارون کو قریش
از راہ جہالت خدا جانکر پوجتے تھے) میرے داہنی اور بائین طرف
ہین (یعنے جب تک کہ یہ باقی ہین) مین اپنے ارادے سے ہرگز نہ باز آؤنگا
اس مقابلہ و مجادلہ سے حضرت نے کچھ خوف نہ کیا اور پھر چند اشخاص
کو جمع کیا جن مین اکثر آپ ہی کے قبیلے کے تھے اور اونکے سامنے
تھوڑا سا گوشت بزا اور ایک جام شیر رکھا اور اوس مین سے تھوڑا سا
خود بھی تناول کرکے اوٹھ کھڑے ہوے اور اپنی کیفیت اونسے
بیان کی اور فرمایا کہ جو شخص مجھپر ایمان لاے گا اوسے خزائن ابدی
عنایت کرونگا اور آخر مین ایک خطبہ فرمایا جس کی فصاحت عرب
مین مشہور ہے اور اوس خطبے مین ارشاد کیا کہ کون شخص تم مین
سے اس بوجھ کے اوٹھانے مین میری مدد کرے گا اور کون

شخص میرا نائب اور وزیر ہوگا جس طرح ہارون موسیٰ کا جانشین تھا تمام
محفل متحیر اور ساکت ہوگئی اور کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ اس عہدہ
نازک کو قبول کرے یہاں تک کہ وہ مرد جوان اور شجاع یعنے علی رض آپ
کے چچازاد بھائی اوٹھ کھڑے ہوئے اور با آواز بلند عرض کی کہ یا رسول اللہ
اگرچہ میں تمام حضار مجلس میں صغیر السن ہوں اور میری آنکھیں
ان سب کی آنکھوں سے زیادہ پر از رمد ہیں اور میرا شکم ان سب کے
شکموں سے بزرگتر ہے اور میری ساقیں ان سبکی ساقوں سے
باریکتر ہیں یا رسول اللہ میں آپ کا خلیفہ ان لوگوں پر ہوں گا
جب یہ کلام آنحضرت نے سنا تو اپنی باہیں اوس جوان صالح کی گردن میں
ڈالدیں اور اوسے اپنے سینے سے لگا لیا اور با آواز بلند فرمایا
دیکھو میرے بھائی میرے وزیر کو (واضح ہو کہ ابتدا میں تو آنحضرت
نے خفیہ وعظ فرمائی بعد ازان علانیہ موعظت فرمانے لگے اور
روز بروز آپکے اصحاب بڑھنے لگے آپ اکثر کوہ صفا اور ابو قبیس پر جو
قریب شہر مذکور یعنے مکہ واقع ہیں وعظ فرمایا کرتے تھے لیکن کبھی کبھی
کوہ حرا پر بھی تشریف لیجاتے تھے اور وہاں سے نئے سورے لاکر اور
کتاب میں شامل کرتے تھے جو آخر کو قرآن کے نام سے مشہور
ہوئے اسی زمانہ میں آنحضرت نے ایک اور شخص عمر رض نامے کو
مسلمان کیا یہ شخص آپ کا بڑا دشمن تھا لیکن منصف تھا تھوڑا ہی
عرصہ گذرا تھا کہ عمر اپنی بہن آمنہ سے بہ سبب قبول کرنے مذہب

اچھی طرح رواج نہ پایا تھا اور صحیح ہو کہ بعثت کے بارھوین برس آنحضرت نے اپنے سفر
شب یعنے معراج کی حکایت بیان کی اس قصہ کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ایک جانور مسمی
بہ براق پر سوار ہو کر جبرئیل فرشتہ کی رہنمائی سے اورشلیم (یعنی بیت المقدس)
کو تشریف لیگئے اور وہان سے آسمان پر تشریف لیگئے قرآن کے ۱۷ سترھوین
سیپارہ مین اس قصہ کا ذکر مبہم ہے آنحضرت نے معراج کا قصہ یہ بیان
فرمایا ہی کہ ایک شب مین اپنی زوجہ عائشہ کے ساتھ ہمخواب تھا کہ مین نے سنا کہ کوئی شخص
دروازہ پر دستک دے رہا ہی مین اوٹھکھڑا ہوا اور دروازہ پر جو گیا تو دیکھا کہ جبرئیل فرشتہ کھڑے ہین اور انکے
قریب براق ہے یہ ایک عجیب و غریب جانور تھا اسکا چہرہ آدمی کے چہرے سے
مشابہ تھا کان ہاتھی کے کانون سے گردن اونٹ کی گردن سی جسم گھوڑے کے
جسم سے دم خچر کی دم سی اور کھر بیل کے کھر سے اور رنگ ایسا سفید اور شفاف
تھا جیسے دودھ اور تیزی اور چالاکی مین بجلی کو بھی اس سے کچھ نسبت نہ تھی بعد
ازان جبرئیل فرشتہ نے اپنا ساتوان پر کھولکر پرواز کیا اور حضرت بھی براق
پر اوسکے عقب مین روانہ ہوے جب آپ اورشلیم (یعنی بیت المقدس) مین
پہونچے تو وہان حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے
ان سب انبیا کو سلام کیا اور لقب برادر سے خطاب فرمایا اور انکے ساتھ نماز پڑھی
بعد اسکے آپ مع جبرئیل بیت المقدس سے روانہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک نردبان نور
استادہ ہے اور براق کو ایک حلقہ آہنی مین جو ایک سخت پتھر مین لگا
تھا باندھ دیا کہ وہان آپ کی مراجعت کا منتظر رہے اور آپ مع جبرئیل
اوس نردبان نور سے آسمان پر تشریف لے گئے جب آنحضرت

ملاء اعلیٰ پر پہونچے تو جبرئیل اپنے رفیق کو ساتوں آسمان دکھاتے بتدریجا
لیگئے (جیسا کہ ورجل شاعر رومی ڈینٹ کو لے گیا ہے) اور جب آپ
آسمان اوّل پر پہونچے تو ایک گروہ ملائکہ کو دیکھا کہ باشکالِ مختلفہ متشکل
ہیں بعضے آدمی کی شکل بعضے پرند کی صورت اور بعضے چرند کی مانند ہیں اور
جنکے پرندوں کی شکل تھی اون میں ایک مرغ دیکھا کہ بڑا طویل القامت تھا اور
اوسکے پر ایسے سفید تھے جیسے برف اور اسقدر کثرت ملائکہ کی یہ وجہ تھی کہ
فرشتگان زمین بھی آسمان پر چلے گئے تھے تاکہ اہل زمین کی شفاعت محمد [illegible]
کریں آخرش یہ دونوں مسافر اوس مقام تک پہونچ گئے جہان وہ شجر
مقدس ہے جسے سدرۃ المنتہی کہتے ہیں یہ درخت جنت العدن کی حد پر واقع
ہے اور اوسکے پھل اتنے بڑے ہیں کہ ایک پھل تمام مخلوقات کی خوراک
کے لیے بڑی مدت تک کافی ہے اور اسی مقام پر اونھوں نے ایک سرحد
دیکھی کہ اوسوقت تک کسی بشر نے اوس سے گذر نکیا تھا یہ سرحد عرش
الٰہی و آسمانوں کے درمیان میں واقع ہے غرض سدرۃ المنتہی سے قریب ایک
اور فرشتہ اونکی رہنمائی کے لیے منتظر تھا وہ فرشتہ آپکو مقامات غیر محدود
سے لے گیا اور اثنائے راہ میں آپنے ہزارہا ارواح سماویہ کو تسبیح و تہلیل خدا
میں مشغول دیکھا یہانتک کہ خدمت اقدس جناب باری میں پہونچی اور
آپکو اوس مقام تک تشریف لیجانیکی اجازت حاصل ہوئی جہان سے
تختگاہ جناب باری تک دو کمانوں کا فاصلہ ہے اور وہاں حضرت نے
وہ کلمہ طیبہ کرسی پر قلم نور سے مکتوب دیکھا جسے آپنے اپنے مذہب کی علامت قرار دی

وہ کلمہ ہے کوئی خدا نہیں سوای خدا اور محمد اوسکے رسول ہین لیکن یہ نہ
معلوم ہوا کہ جناب باری نے اپنے بندۂ خاص سے کیا کیا ارشاد کیا ہے ہمنے فقط
اتنا سنا ہے کہ خدا نے مسلمانون کو ہر روز پچاس رکعت نماز کا حکم فرمایا تھا
لیکن آنحضرت نے حضرت موسے کے مشورے سے عرض کی کہ عدد نماز
پانچ ہو جاے اور یہ عرض قبول ہوی حضرت نے بوقت مراجعت جبرئیل
کو ہمراہ لیا اور مکہ کو روانہ ہوے اور جب بیت المقدس پہونچے تو براق
پر پھر سوار ہوے اور اوسی سواری پر بحفاظت تمام داخل خانہ ہوے
بعض مورخین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر دور و دراز ایسے
قلیل زمانہ دنیاوی مین طے ہو گیا تھا کہ جب حضرت بستر سے اوٹھ کر جبرئیل
ملاقات کو جانے لگے تھی تو اتفاقا ایک ظرف پر از آب پر آپکی ٹھوکر لگ
گئی تھی ہنوز اوسکا پانی زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ آپ نے مراجعت
فرمائی اور اوس ظرف کو پھر اوسکے مقام پر رکھدیا اس سفر شب کا قصہ
اون حکایات مین سے ہے جنکی ناقل بوقت تحریر فرط خوشی سے بیخود
ہو جاتے ہین اور اسکے ناقلین نے جذبۂ ایمان سے عنان توسن خیال کو
ڈھیلا کر دیا ہے اور سفر کو اور آسمان کو صعود کرنا دونو باتین بہترین
لباس حکایات سے پیراستہ اور عمدہ ترین رنگہای داستان سے آراستہ
کی گئی ہین بلکہ تمام قصہ نفیس ترین زیورہای خیالی سے مزین کیا گیا ہے واضح
ہو کہ آنحضرت کے اصحاب مین اس سفر شب کے بارے مین بڑا اختلاف تھا
بعض کہتے تھے کہ یہ سفر سوای خواب اور کچھ نہ تھا اور بعضے کہتے تھی کہ آنحضرت

بیت المقدس اسی جسم خاکی سے تشریف لیگئے تھے اور وہان سے آسمان
پر فقط آپ کی روح گئی تھی لیکن اکثر صحابہ اسی قول اخیر کے قائل تھے اور بعضے کہتے ہیں
کہ آپ دونون جگہہ اسی جسم خاکی سے تشریف لگئے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت نے بھی اسکی صحت کا انکار نہین فرمایا جس سال یہ سفر شب واقع ہوا
جسے مسلمان معراج کہتے ہین اور اوس سال کو سال شبرک کہتے ہین اسی
برس بارہ شخص اہل یثرب مین سے مکہ مین آئے اور کوہ عقابہ پر
جو اوس شہر کے شمال مین واقع ہے آنحضرت سے اطاعت اور وفاداری
کی قسم کھائی اس قسم کو حلف النسوان کہتے ہین اور اسکی وجہ التسمیہ یہ نہین ہے
کہ اس عہد مین عورتین بھی شریک تھین بلکہ یہ ہے کہ بعد چند عرصے کے
ایسی ہی قسم عورتون سے بھی لی گئی تھی جس کا مضمون یہ تھا کہ وہ مرتکب
سرقہ اور زنا نہ ہونگی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرینگی (جیسا کہ بت پرستان
عرب مین رسم تھا کہ اس خوف سے اپنے لڑکون کو مار ڈالتے تھے
کہ مبادا ہم انکی کفالت نہ کر سکین) نہ غیبت کرینگی اور جو باتین معقول
ہونگی اون مین آنحضرت کی متابعت کرینگی ادہر تو مکہ مین حضرت
کی سفر شب مین مباحثے اور مناظرے ہو رہے تھے اودہر یثرب
مین آپ کی تعریفون کی آوازین بلند تہین اور لوگ جوق جوق آپ کی
خدمت مین حاضر ہوتے تھے ان لوگون مین سے بارہ شخص حضرت نے
کچھ دنون مذہب کو تعلیم کرنیکے لیے ٹھہرا لیے اور انہین اشخاص کو اپنے
بارہ وکیل قرار دیکر شہر مذکور (یعنے مدینہ) کو ارسال کیا کہ وہان ترویج اسلام

کرین چونکہ اس امر مین ایسے کامیاب ہوئے اور ایسی کوشش کی کہ عرصہ
قلیل مین بہت سے باشندگان مدینہ کو مذہب اونکی طرف کھینچ لائے
اور یہی آن حضرت نے خیال سنا او سطرف تشریف لیجانے کا عزم بالجزم
کیا آپ خاص کرکے مدینہ اسواسطے تشریف لیگئے تھے کہ آپ کے دشمن
قدیم اور عدو جان ابوسفیان نے ابوطالب کا عہدہ لے لیا تھا اور حاکم
مکہ ہوگیا تھا اور دوسری وجہ آپ کے مدینہ جانیکی یہہ تھی کہ قریش نے آپکے
قتل کا ارادہ مصمم کیا تھا اور جلاد نوکر رکھے تھے تاکہ کسی طرح ایسے دشمن سے
جسکا اقتدار اور اختیار روز بروز بڑھتا ہی جاتا تھا نجات پائین جب آنحضرت
پر اس سازش خفیہ کا حال کھلا تو آپ اور آپ کا دوست ابوبکر اور شب
تاریک مین چپکے راہی ہوئے اور علی کو حکم فرمایا کہ تم میری جگہ پر لیٹ رہو اور
میری چادر اوڑھ لو اور ان جلادون نے پہلے تو اوس گھر کا محاصرہ کیا اور
بعد اوسکے زبردستی اندر گھس گئے لیکن جب اونھون نے یہ دیکھا کہ عوض
مقتول مقصود (یعنے آنحضرت) کے علی لیٹے ہین اور خاموش اور راضی برضای
الہی اوس مرگ کے منتظر ہین جو اونکے سر وارد کیلیے تجویز ہوئی تھی تو اون
سب کو یہان تک کہ اون کو بھی جو حضرت علی کے قبیلے کے تھے اونکی اطاعت
اور جانفشانی پر رحم آگیا اور اون کے قتل سے باز رہے اسی اثنا مین
آنحضرت نے مع اپنے دوست کے ایک غار مین غار ہائی کوہ ثور سے جو مکہ
کے قریب واقع تھا پناہ لی اور تین دن قیام فرمایا اور اس عرصہ مین اسما دختر
ابوبکر خبر بھی لایا کیے اور طعام وغیرہ بھی مہیا کرتے تھے

یہ دونون شخص مخفی تھے تو ابوبکرؓ آنحضرتؐ کو اس خوف عظیم مین دیکھکر بہت
ملول اور مایوس ہوا اور کہنے لگا کہ اب ہم کیونکر بچکر جا سکتے ہین اسواسطے کہ ہم
تو دو ہی شخص ہین آنحضرتؐ نے جواب مین اوس سے فرمایا کہ ایسا نہین
ہے بلکہ تیسرا شخص بھی ہے وہ خدا ہے اور وہی ہمکو بچاوے گا وہ قاتل جو تلاش
تفحص کر رہے تھے اوس غار پر پہونچے لیکن جب یہ دیکھا کہ اوسکے مسند پر
ایک کبوتر کا گھوسلہ ہے اور مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے کہ یہ دونون چیزین
آپکے معجزے سے وہان پیدا ہوگئین تھین تو وہ سمجھے کہ اس غار مین کوئی
نہین ہے اور اور طرف تجسس کرنے لگے جب وہ لوگ چلے گئے تو
آنحضرتؐ اور آپکے رفیق اوس غار سے نکلے اور ایک قریب کے راستے
سے بحفاظت تمام یثرب مین پہونچے اور بعد مین روز کے علیؓ بھی اون کے
عقب مین روانہ ہوئے یہ سفر ثانی ہے جسے ہجرت یعنے ہماری وطن کہتے ہین
۱۶ — جولائی ۶۲۲ع عہد خسرو بادشاہ فارس مین واقع ہوا اور
اوس زمانہ مین حضرتؐ کا سن شریف ترپن برس کا تھا اہل یثرب نے آنحضرتؐ
کی بڑی خاطر مدارات کی اور اوس شہر کا اسم قدیم بدلکر آپؐ کے نام مبارک سے
ملقب کیا اور مدینۃ النبیؐ کہنے لگے اب مدینہ مین آپؐ
نے سلطنت اور رسالت دونون عہدے حاصل کیے اور درخت خرما
پر تکیہ کرکے یا منبر سادہ اور بے کوشش پر اپنی قوم کی بت پرستی کی بہت
مذمت فرمانے لگے اور سامعین کے دلون مین ایسے سرگرمی اور جمعیت
اور جان نثاری اور وفاداری ڈالی تھی کہ قاصدان [illegible] تشکر

ہین بہی او ربیرون شہر بہی مجبور ہو کر اقرار کرتے ہے کہ واقع ہین اہل مدینہ حضرتؐ سے اس اکرام اور احترام سے پیش آتے ہین اور ایسی اطاعت اور فرمان برداری کرتے ہین کہ خسروان فارس او قیصران روم کو بہی یہ بات نصیب نہین واضح ہو کہ ابتک تو یہ مذہب تو صرف عقائد پر مبنی تہا لیکن چونکہ اب یہ ضرور ہوا کہ اسکی بنیاد مضبوط اور مستحکم کی جاوی اور رو عبادت اور اور رسوم واجب العمل بہی معین کیے جائین لہذا حضرتؐ نے نمازہای یومیہ اور اونکے بجالانے کی اوقات اور وہ جہت آسمان کی جسطرف مومنین کو بوقت عبادت متوجہ ہونا چاہیے یہ سب امور مقرر فرمائے اور اسی زمانہ مین ایک مسجد بہی تعمیر کی گئی جسکی قطع سے بہت سادگی اور بے تکلفی پائی جاتی ہے اور جسے حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے بنایا تہا اور یہ رسم بہی جاری ہوا کہ مومنین کو نماز کے لیئے موذن طلب کیا کرین اور موذن ایک مینار پر باآواز بلند یہ کہتا تہا خدا بزرگ ہے کوئی خدا نہین سوا ایک خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین آؤ نماز مین خدا بزرگ ہی اور اوس کا کوئی شریک نہین آپ ملاحظہ کیجیے کہ حضرتؐ کی ذات خاص مین اتنی عہدے جمع تہے یعنے سلطنت اجتہاد پیشوائی اور سپہ سالاری اکثر لوگون نے اقرار کیا کہ آپؐ کو خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے اور صحابہ نے آپؐ سے ایسی وفاداری اور جان نثاری کی کہ کبہی کسیکے رفقا نے یہ بات نہین کی اور یہ لوگ آپؐ کا ایسا احترام کرتے تہے کہ جو چیز جسم مبارک سے مس ہو جاتی تہی اوسے بہی متبرک

سمجھتے تھے اگرچہ حضرت کو بادشاہوں سے بھی اقتدار حاصل تھا تاہم آپ ایسی سادگی اور انکساری سے بسر کرتے تھے کہ اوس سے زیادہ ممکن نہین چنانچہ عایشہ سے روایت ہے کہ آپ خود اپنے کمرے مین جاروب کشی کرتے تھے خود چراغ روشن کرتے تھے اور خود اپنے کپڑے سیتے تھے اور آپ کی غذا آخر ما نان جو شیر و شہد تھا اگرچہ یہ چیزین بھی مومنین اپنے مال سے آپ کو مہیا کر دیتے تھے لیکن جسطرح آپ امور دینی مین مصروف رہتے تھے اوسی طرح مقدمات دنیوی مین بھی مشغول رہتے تھے جب آپ کو یہ خبر پہونچی کہ ایک قافلہ بالدار مع ہزار اونٹ لیکر ابوسفیان شام سے آتا ہے اور اوسکی حفاظت کے لیے اہل مکہ نے نو سے پچاس چیدہ سپاہیون کا ہمراہ بھیجا ہے تو آپ نے اوس قافلہ پر حملہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا حالانکہ آپ کی لشکر مین کل تین سو تیرہ آدمی ساٹھہ اونٹ اور دو گھوڑے تھے آپ نے قریب چاہ بدر جو مکہ کی راہ مین قریب بحر قلزم کے واقع ہے مورچہ کیا اور ہنوز آپ صفوف جنگ آراستہ نہ کر چکے تھے کہ سامنے سے پہلے ٹکڑی فوج مکہ کی نمودار ہوئی لیکن چونکہ وہ لوگ نشیب مین تھے لہذا اون کی فوج کی کثرت نہ معلوم ہوئی تھی حضرت جانتے تھے کہ اب مقام خوف ہے اور یہ بھی خوب سمجھے ہوے تھے کہ اسلام کی ترقی و تنزل اسی لڑائی کی فتح و شکست پر موقوف ہی لہذا آپ نے دست مبارک سوی آسمان بلند کیے اور بہ کمال خضوع و خشوع یہ دعا مانگی اے مالک میرے مین

۶۲۴ع [illegible]

تجھسے عرض کرتا ہون کہ اپنے وعدہ نصر وفتح کو بھول نہ جائیو خداوندا اگر
یہ فوج قلیل شکست پا جائیگی تو بت پرستی کو غلبہ ہو جائیگا اور تیری عبادت
صادق وخالص تمام روی زمین سے جاتی رہے گی جب آپ نے یہ
دعا مانگی تو جنگ عظیم ہوئی اور اثنای لڑائی مین آپ نے یہ چیخ مارا ہی
سرخ اور با آواز بلند فرمایا کہ دروازہای بہشت کھلے ہین اوس شخص
کے لیے جو راہ خدا مین شہید ہوا اور پھر با آواز بلند فرمایا کہ فرشتے ہمارے
طرف ہین تین اونھین آتے دیکھتا ہون دیکھو جبرئیل وفرشتے اپنے گھوڑے
حسوم کو طلب کر رہے ہین اور یہ تیغ خدا ہے جو اونھین قتل کر رہی
ہے بعد ازان حضرت جھکے گئے اور ایک مشت خاک اوٹھا کر اہل مکہ
کی طرف پھینکی اور یہ آواز بلند فرمایا آن کے چہرے پریشان ہو جائین
مسلمانون کی حمیت اور شجاعت کا مقابلہ کفار نہ کرسکے اور حضرت نے
بفتح وظفر مدینہ کو مراجعت فرمائی اور جو غنیمت ہاتھ آئی تھی اپنے اصحاب
و قاد ارمین برابر تقسیم کردی قرآن مین اکثر مقامات پر جنگ بدر کا
ذکر ہے اور اسی لڑائی کی فتح سے حضرت کو اتنی کامیابیان حاصل
ہوئین جنگ بدر کے دوسرے برس یعنے ۶۲۴ع مین ابوسفیان
اور اور قریش نے از راہ عداوت تین ہزار آدمی کا لشکر میدان
جنگ مین حضرت کے مقابلے کو جمع کیا ابوسفیان سردار لشکر کفار
مدینہ سی چھ میل تک بڑھ آیا اور حضرت سے بھراہی تو سے پچاس
مومنین کو وہ احد پر مقابلہ کیا لشکر قریش حلقہ باندہ کر آگے بڑھا اور بین

ارسال فرمائی کہ ہم لوگونکو آپ کی مذہب کی عقائد تعلیم کرین لیکن جوہین
یہ صحابی اون کی سرحد مین داخل ہوئی سبکو بیرحمی قتل کئے
گئی مثل اور منافقین کی یہود بہی ہر طرح سی اس مذہب کی مقابلہ
کی درپی ہوئی اور ہمیشہ حضرت کی قتل کی تدبیرین کیا کرتی تہی
لیکن آپ کی اطمینان اور استقلال اور ہوشیاری سی کوئی تدبیر نہ
چل سکی اب تو حضرت نی ایسا اقتدار حاصل کرلیا تہا کہ شراب خواری
موقوف کرادی اور فرمایا کہ جو سچی مسلمان ہین شیرہ انگور سی نفرت
اور کراہت کرینگی چونکہ اوس زمانہ مین اسلام لاکہا دشمنان قوی
مین گہرا تہا لہذا یہ درستی اخلاق (یعنی ممانعت شراب خواری) واجب
تہی تاکہ مسلمان اون دشمنون کی حملون سی خوب جاینن (یعنی اونکی
افعال وعادات زشت نہ اختیار کرلین) اب عرب بہی یہودیون سی
مل گئی تہی اور بہت سی قبائل عرب بہی صحراؤن سی آکی سب ایک
سبب خوبیون نی ایک کر کی مدینہ پر چڑہائی کی جہان مسلمان اون کی
مدد کی منتظر تہی اور سوای ایک شخص (یعنی آنحضرت) کی استقلال
کامل اور حمیت لازوال اور جرات وشجاعت غیر مغلوب کی اور کوئی وسیلہ
نہ رکہتی تہی محاصرین کی کوئی تدبیر نہ چل سکی اور حملہ کی بعد حضرت ہم
ظفریاب ہوتی یہانتک کہ دشمن محاصرہ سی باز آئی اور حضرت مع
لشکر ظفر پیکر فتح بنی قریظہ کو روانہ ہوئی اور بعد چند روز کی جنگ کی
اودادہین بہی شکست فاش دی (مخفی نرہی کہ چندسے بعد مع بنی قریظہ و

حضرت کے دشمنون نے از راہ عداوت ایک تہمت آپکی نسبت کی جسکا
ذکر اس مقام پر رد کرنے کے لیے ضرور ہے وہ تہمت یہ تھی کہ آنحضرتؐ
نے اپنی متبنیٰ کی زوجہ مطلقہ سے عقد کیا لہذا مرتکب جرم عقد از محرمات
شرعیہ ہوتے۔ راقم لکھتا ہے کہ حقیقت امر یہ ہے کہ بڑی مدت پیشتر رواج اسلام
کے عرب مین یہ رسم تھا کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً اپنی زوجہ کو لفظ مادر سے
پکارتا تھا تو پھر اوس سے مباشرت کرنے کا مجاز نہ رہتا تھا اور اگر کوئی
شخص کسی لڑکے کو لفظ پسر سے پکارتا تھا تو وہ لڑکا اوسوقت سے
اون حقوق کا مستحق ہوجاتا تھا جو پسر صلبی کے ہوتے ہین لیکن چونکہ بعد
رواج اسلام کے یہ دونون رسوم مذکورہ قرآن مین منسوخ کیے گئے
لہذا ہر شخص مجاز تھا کہ اپنی زوجہ سے مباشرت کرے بعد اسکے بھی
کہ وہ اوسے لفظ مادر سے پکار چکا ہو اور اپنی متبنیٰ کی زوجہ سے بھی
بعد مطلقہ ہونیکے عقد کر سکتا تھا چونکہ حضرتؐ ایک عورت مسماۃ زینب
کی بہت عزت کرتے تھے لہذا آپؐ نے اوسکا عقد ایک جوان مسمی زید
سے کہ اوسکی بھی ویسی ہی قدر کرتے تھے کر دیا شوہر اور زوجہ مین نااتفاقی
ہوئی اور زید نے طلاق دینے کا ارادہ کیا اور ہر چند آپؐ مانع ہوئے
لیکن نہ مانا آخر بسبکہ حضرت کی نسبت یہ الزام عائد ہوتا تھا کہ آپؐ ہی کے
فرمانے سے یہ عقد ہوا تھا اور زینب کے رنج و مصیبت پر بھی آپؐ کو
ترس آگیا لہذا اس الزام سے برات اور اس غم و الم کی مکافات آپؐ سے
اور کچھ نہ ہو سکی سوا اسکے کہ زن مذکورہ کو بعد زید کے طلاق دینے کے

اپنے حبالۂ عقد میں لائیں اور یہ امر آپکی بڑی مشکل سے کیا اسواسطے کہ
آپ ڈرے کہ مبادا وہ قبائل عرب جنمیں رسم مذکور ہنوز باقی ہی متہم
بہ عقد محرمات شرعیہ کریں لیکن پاس اور خیال حکم الہی ان سب قباحتوں
پر غالب آگیا اور آپ نے زینب سے عقد کر لیا بعد سہ ہونے
ایک اور مہم جنگ کی جو چند قبائل عرب سے ہوئی تھی عایشہ کی
زوجہ محبوبہ کی نسبت یہ تہمت کی گئی کہ ایک نوجوان مسمی بہ صفوان سے
مرتکب فعل شنیع ہوئی لیکن اوس عورت نے حقیقت حال ایسی صاف
صاف اور طرز آری سے بیان کی اور اوسکی گریہ اور حزن کا ایسا غلبہ
ہوا کہ حضرت کو اوسکی بات کا یقین ہو گیا اور جن لوگوں نے
اوسپر تہمت کی تھی ہر شخص کو اسی اسی درّوں کی سزا ملی جب آنحضرت
نے یہودان قریب وجوار کے پر حملہ کیا اور اون سے بہ درشتی
پیش آئے تو اونھوں نے اہل مکہ سے مدد طلب کی اور ایک فوج
قوی اعانت کے لیے حاصل کر کے مدینہ پر چڑھائی کی چونکہ آنحضرت
شکست جنگ اُحد سے ہوشیار ہو چکے تھے لہذا ایک صحابی فارسی
کے مشورے سے گرد شہر کے حفاظت کے لیے خندق کھود والے اور خندق
کے باہر دشمن کو لوٹنے دیا اور کچھ تعرض نہ کیا بعد ازاں فوج مخالف حملہ
شہر کو چلی لیکن ازبسکہ وہ لوگ بہت سے حملوں میں پسپا ہوے
تھے اور آپس میں پھوٹ بھی پڑ گئی تھی لہذا وہ لوگ اپنے خیمے
اوکھاڑ لیے اور جہانسے آئے تھے وہاں پھر گئے یہ لڑائی سبب جنگ خندق

بهی مین سنه ۶۲۵ع مین مطابق سنه ۷ هجری کی واقع هوئی بعد جنگ
مذکور آنحضرت صلعم نے دشمنون پر فتح کر لیا اور قلعهائی نا قف
اور ایلوقت لے لیے اور بعد مقابله شدید قلعه خیبر بهی فتح
کر لیا اور اس شهر مین حضرت صلعم نے جانے کے اوس آفت سے
جو آپ پر آنیوالی تهی داخل هوئی وه آفت یه تهی که ایک زن یهودیه
جسکا بهائی باپ شوهر اور اقربا ان لڑائیون مین مارے گئے تهے
غلبه خواهش معاوضه اور بدله کے بهی حضرت صلعم کی قتل پر آماده هوئی
تاکه اپنی قبیله اور خاندان کی دشمن کو غارت کر دے اور اسواسطے
اوس عورت یهودیه نے تهوڑا سا گوشت بز تیار کیا اور اوسمین
سم قاتل ملا دیا اور جب حضرت صلعم شب کو کهانا نوش فرمانے لگے تو وه
گوشت مسموم آپ کی آگے رکهه دیا اور ایسی باتین کین که اوسکی
عداوت آپ پر نه ظاهر هوئی جسمین آپ نے پہلا لقمه تناول کیا تها اوسی مین
آپ چلائے دیکهو دیکهو اس گوشت مین زهر ملا هے ایک شخص آپ
کی اصحاب مین سے بشر نامی جنهون نے آپ سے بهی زیاده اوس
گوشت مسموم مین سے کهایا تها دفعةً زرد هو گئے اور اون کے بدن یا
مین طاقت حرکت نه رهی یهان تک که انتقال کیا اور اس گوشت
کی کهانے سے حضرت بهی درد شدید اور جانگاه مین مبتلا هوئے اور
فوراً آپ صلعم نے اپنے اور ان لوگون سے که جو اوس کهانے مین شریک
هوئے تهے مابین الکتفین فصد کهلوائی جب اوس زن یهودیه کو بلا کر

اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اوسنے خوف ہو کر جواب دیا کہ اے محمد صلعم اگر
میری باپ بھائی اور شوہر کو قتل کیا اس سبب سے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر
یہ شخص واقع میں سچا نبی ہوگا تو آگاہ ہو جائیگا کہ یہ گوشت مسموم ہے لیکن اگر
جھوٹا ہوگا اور جبکہ بادشاہ ہے تو ہم لوگ اس سے نجات پائینگی اور یہودی ہر طرح سے بیخوف
ہو جائینگی وہ عورت فوراً قتل کی گئی اور بعد اوسکے حضرت صلعم بہت
دن تک علیل رہے اور چونکہ آپنے اوس زہر کے اثر سے صحت کامل کبھی نہیں
پائی لہذا اس امر میں کچھ تعجب نہیں کہ آپ صلعم یہودیون پر ایسے غضبناک ہو گئے
کہ بہت سے قبیلون نے اون کے بلا شرط آپ کی اطاعت قبول کی اس سبب سے
حضرت صلعم کی حکومت بخوبی مستحکم اور مضبوط ہو گئی اور ہر طرف سے لوگون نے
آپکو باہم مشارکت دیا اور اون کی دلون کی قرأت قران مجید کا ایسا اثر قوی
ہوا کہ اکثر مقدمات میں اونہون نے حضرت صلعم سے صلح کی گفتگو کی
ہر مسلمان کامل الایمان کو بصدق دل اور خلوص نیت یہ آرزو بڑی مدت سے
تھی کہ اوس کعبہ قدیم اور مقدس کی زیارت سے مشرف ہون جسکی طرف
نماز پڑھتے ہیں نظر بندگی سے دیکھتے ہیں اور حضرت صلعم نے بھی اس امر میں
انہیں ترغیب دی اس واسطے آپ کو بڑی کدہ تھی کہ مکہ کو فتح کریں اور وہان
لوگونکو مسلمان کرین اور اوس شہر میں بفتح و ظفر و شان و شوکت شاہانہ
داخل ہون جہان ایسی ایسی ذلتین اوٹھائی تھین اور ایسی ایسی بلاؤن میں
مبتلا ہوئے تھے لہذا آپ لشکر اسلام ساتھ لیکر بعجلت تمام حج خانہ کعبہ
روانہ ہوئے لیکن ارادہ جنگ کسی سے نہ ظاہر کیا اور اگرچہ ہمراہ کفار نے

مقابلہ کیا تاہم کچھ نہ کر سکے اور آپ مع ہزار مسلمانوں کے بھیج و ظفر مکہ کو روانہ ہوئے بعض اہل مکہ خفیہ مسلمانوں کے شریک ہوگئے تھے اسواسطے کہ ایک تو حضرتؐ کے نام ہی سے وہ لوگ خائف و لرزان تھے پھر یہ طرہ ہوا کہ آپکے معجزات و کرامات بھی سنے پس ان باتوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ) سب سے پیشتر قریش ہی نے شروط صلح پیش کیے اور آخر الامر اونمین اور مسلمانون مین مصالحہ ہوگیا شروط مصالحہ یہ تھے شرط اول فریقین معاہدہ کرتے ہین کہ تین برس تک آپس مین جنگ ملتوی رہے اور فریقین اس عہد کا ایفا کرینگے شرط دوم قبائل عرب کو اختیار ہے کہ چاہین آنحضرتؐ کے شریک ہون چاہین اہل مکہ کے شرط سوم حضرتؐ اور آپکے اصحاب اسی سال مین حدود مقدسہ مکہ سے باہر چلے جائینگے شرط چہارم مسلمانونکو اجازت ہوکہ اسی سال مین مقامات مقدسہ سے بہ الیدا لقضی کی زیارت کرین شرط پنجم اہل اسلام سوا تلوار کے اور کوئی ہتھیار باندھ کے مکہ مین نہ داخل ہون اور تلوار بھی ہو تو میان مین شرط ششم مسلمان اس شہر مین تین دن مقام کرین اور کسی شخص پر شہر چھوڑ دینے کا جبر نکرین سب کامیابیون مین حضرتؐ کی صلح مذکور بڑی کامیابی تھی اسواسطے کہ اس صلح کے سبب سے دین اسلام مدینہ مین ایسا مستحکم ہوگیا تھا کہ اب آپؐ کے وہان رہنے کی کچھ ضرورت نہ تھی بعد فتح مکہ آپنے حسب احکام قرآن حج بجا لائے اور حجر الاسود کے قریب کھڑے ہوکر باواز بلند خدائے برحق کا نام لیا اور تین سو ساٹھ بتون کو بیخ و بن سے اوکھاڑ ڈالا

باب سوم

سال ششم ہجرت مین تمام اطراف وجوانب سے قاصد مکہ و مدینہ مین آئے اور اپنے
اپنے بادشاہون کا پیام اطاعت حضرتؐ کو دیا بادشاہ حبش نے جسکے پاس
حضرتؐ نے ایک خاص قاصد بھیجا تھا یہ مضمون جواب مین لکھا شکر ہے
اوس خدا کا جو بادشاہ مقدس ہے مومن صادق قوی و قادر اور نجات دہندہ
ہے مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اوسکے رسول ہین پیغمبر خدا
نے مجھے لکھا ہے کہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کا عقد میرے ساتھ کردے اور مین
خوشی سے اونکا ارشاد بجالاتا ہون اور چار ہزار دینار اوسکا زر مہر دیتا ہون
اوسی زمانہ مین آنحضرتؐ نے ایک مہر کہدوائی اور اوسپر منقش کروایا محمد
رسول اللہ یہ مہر اون خطوط پر ثبت کیجاتی تھی جو آپ جا بجا کے بادشاہونکو
تحریر فرماتے تھے اور اونہین دین اسلام کی دعوت کرتے تھے چنانچہ پہلا
نامہ آپ نے باذان حاکم یمن کو لکھا اور اوسمین یہ بھی لکھدیا کہ یہ خط خسرو
بادشاہ فارس کو ارسال کیا جاے خسرو نے وہ خط پارہ پارہ کرڈالا اور
باذان کو لکھا کہ یا حضرت کا کچھ علاج کرے کہ دعوی پیغمبری سے باز آئین
یا آپ کا سر کاٹ کر بھیجدے جونہین حضرتؐ نے اس ذلت کی خبر سنی بآواز بلند
فرمایا اسی طرح اللہ خسرو کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اور اوسکی حقیقت خاک
بر لاوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد خسرو کو اوس کے بیٹے
شیرویہ نے مارڈالا اور باذان حاکم یمن مع اپنی رعایا کے اسلام
سے مشرف ہوا اور حضرتؐ نے اوسے اوسکے ملک کا بدستور حاکم

رکہا مورخین عرب لکہتے ہین کہ ایک نامہ حضرت نے ھرقل سلطان روم
کو بہیجا اور اوسنے وہ خط بڑی تعظیم وتکریم سے لیا اور اوسے اپنے
سرہانے رکہکر ایک قاصد مع تحفہ ہای بیش قیمت حضرت کی خدمت مین
بہیجا اور اور دو بادشاہ یعنی شاہ عمان اور الوندا نے طلب حضرت کیخدمت مین
حاضر ہوے تاکہ آپکے سامنے اسلام سے مشرف ہون راقم کہتا ہے کہ
ایسی کامیابیون کا سبب اس امر سے خوب دریافت ہوسکتا ہے کہ آنحضرت
کی عادات اور اخلاق ہی پسندیدہ نہ تہے اور صرف آپ تلوار ہی کے دہنی نہ تہے
بلکہ آپ فصیح وبلیغ بہی ایسی تہے کہ لوگ آپ کا ارشاد بلا عذر بجا لاتے تہے اور
جو کلمات آپکی زبان مبارک پر جاری ہوتے تہے وحی کی تاثیر رکہتے تہے اور
عرب کے دلون پر نقش کالحجر ہوجاتے تہے اور ایک شخص دوسرے سے
نقل کرتا تہا دوسرا تیسرے سے یہانتک کہ بڑی بڑی دور پہونچ جاتے تہے
جو کتاب حضرت صلعم نے عرب اور اور باشندگان ممالک مشرقیہ کو دی ہے وہ بہی
وعدوان سے بہری ہوئی ہے اور وہ کتاب ایسی ہے کہ جس مین عمل
قلیل کا حکم اور ثواب کثیر کا وعدہ ہے اور وہ اصول اور کلیات اوسمین سے
پیدا ہوتے ہین جنکیطرف ہر چیز رجوع کرتے ہے اور جن مین کلام نہین ہوسکتا
ہنوز حضرت صلعم مکہ اور مدینے مین سلطنت قائم کر رہے تہے کہ اس بات
کے درپے ہوئے کہ گرد ونواح کے ملک کو مغلوب کرین لیکن جو قاصد اپنے
حاکم شہر بیسان (جو قریب شہر دمشق کے واقع ہے) کو بہیجا تہا قید کر لیا
گیا اور اوسے شرحبیل نے قتل کیا جو ایک قبیلہ عرب نصاری کا امیر تہا

اور ہرکیولیس بادشاہ یونان کی رعیت تہا ہرچند کہ اس قاصد کے مارے
جانے سے کچھ ایسا نقصان تو آپؐ کا نہین ہوا لیکن البتہ ذلت بڑی ہوئی
پس فوراً تین ہزار آدمی کا لشکر تیار ہوا اور آپؐ نے اونہین ترغیب دی کہ
راہِ خدا مین جرأت و جوانمردی ظاہر کرین اور بکمال فصاحت فرمایا کہ جو شخص تم
مین سے فتح پائیگا دنیا کی خوشیان حاصل کریگا اور جو شہید ہوگا عقبےٰ مین نعمات
بہشت سے متلذذ ہوگا اور ساتھ ہی اسکے اپنی فوج سے حضرتؐ نے یہ
بہی فرمایا کہ ملک مفتوحہ کے خزینہای شاہی سے غنیمت لینا لیکن جبر و اکراہ رعایا
کا مال ظلم سے نہ لوٹ لینا اور مبرے نقصان کی عوض گوشہ نشینون اور
بے گناہونکو نہ ستانا بلکہ عورتونکے ضعف پر رحم کہانا اور انہین چہوڑ دینا
اطفال شیرخوار کو نہ ہاتہہ لگانا اور ان لوگون سے بہی نہ تعرض کرنا جو چند
ہی روز مین اس دنیای فانی سے کوچ کرنیوالے ہون اور جو لوگ وہان کے
تمسے برسر مقابلہ ہون اونکے گہرونکو نہ ویران کرنا اور اونکے اسباب
بسر اوقات کو نہ برباد کرنا اور اونکے درختہاے میوہ دار کا خیال
رکہنا اور درختہاے خرما مین نہ ہاتہہ لگانا اسواسطے کہ یہ درخت بسبب
سایہ داری اور شادابی کے اہل شام کو بہت مفید اور عزیز ہین
چونکہ یونانیون کا لشکر بہت زیادہ تہا اسواسطے کہ مع فوج عرب ونکی طرف
قریب تین لاکہہ آدمی کے تہا لہذا پہلے حملے مین تو اہل اسلام پسپا ہوے
اور افسران فوج مین سے تین شخص یعنی زید جعفر اور عبد اللہ جو اسواسطے
مقرر کیے گئے تہے کہ اگر ایک شخص انمین سے مارا جائے تو دوسرا اوسکے

جگہ پر آجاتے پے درپے شہید ہوئے زید بڑی بہادری سے لڑے اور
سب سے آگے کی صف مین شہید ہوئے حضرت جعفر بہی ایسی جوانمردی
سے لڑے کہ اونکی شہادت یادگار ہے چنانچہ جب ونکا داہنا ہاتہہ کٹ کر
گر پڑا تو علم ہدایت شیم بائین ہاتہہ مین لے لیا اور جب بایان ہاتہہ بہی کٹ گیا
تو اوسے دستہای خون آلودہ سے سینہ سے لگا لیا یہانتک کہ پچاس
زخم کاری کہا کر شہید ہوئے اور بڑا نام کر گئے تجب اللہ وجہہ
کی جگہ پر آکر اپنے لشکر سے چلا کر کہا آگے بڑہو آگے بڑہو یا تو ہمنے فتح
پائی یا بہشت ہمارے ہاتہہ آیا ایک یونانی سپاہی نے ایک ہی نیزہ
مین اونکا وار ایسا روکیا کہ کام ہی تمام کر دیا لیکن جب نشان گرنے لگا
تو خالد نے دوڑ کر اپنے ہاتہہ مین لے لیا یہ شخص (یعنے خالد) نومسلم تہا
اور اسقدر لڑا تہا کہ نو تلوارین اسکے ہاتہہ مین ٹوٹی تہین فوج نصاریٰ نے
لشکر اسلام کو دبا ہی لیا تہا لیکن اس شخص نے بڑی جوانمردی سے اونہین
روکا اور پس پا کیا آخر الامر مسلمان فتحیاب ہوئے اور چونکہ خاص کر کے
خالد کے ہنر اور جوانمردی سے یہ فتح حاصل ہوئی تہی لہذا اس کے
انعام مین حضرت نے اوسے سیف اللہ کا خطاب دیا سابق مین بیان
ہوچکا ہے کہ قریش مین اور آنحضرت مین مصالحہ ہوا تہا لاکن چونکہ قریش
نے عہد شکنی کی اور آپکے دشمنون کو مدد دی لہذا ضرور ہوا کہ آنحضرت
اپنی اطاعت اونسے قبول کرائین بعد درست کرنے سامان ضروری
کے آنحضرت مع دس ہزار آدمی بقصد جنگ مدینہ سے روانہ ہوئے

لیکن ایک فریب خانگی اس مہم کے سر ہونے میں مخل ہوا وہ فریب
یہ تھا کہ ایک شخص مسمی بہ حاطب نے اپنی لونڈی سارہ کے ہاتھ ایک خط
اہل مکہ کو بایں مضمون بھیجا کہ تم لوگون پر ایک بلا آنے والی ہے پس خبردار
رہنا لیکن حضرت علیؑ نے اس امر کی اوسی وقت اطلاع پائی اور گھوڑے
پر سوار ہوکر اوس قاصدہ کا تعاقب کیا اور اوسے گرفتار کر لیا لیکن
اوس عورت نے علیؑ سے کچھ خوف نہ کیا اور کہا کہ میرے پاس کوئی خط
نہیں اور بوقت تلاشی کے بھی کوئی خط اوسکے پاس نہ نکلا پس اوس
عورت کے فریب پر حضرت علیؑ بہت غصہ ہوتے اور ذوالفقار نیام سے
کھینچکر اوسکے سر پر مارا ہی چاہتے تھے کہ وہ شدت خوف سے تھرانے لگی
اور اپنے بال کھول دیے اور اوسکے بالون سے ایک خط گرا جس کا یہ
مضمون تھا کہ یہ خط حاطب بن بلتعہ کی جانب سے اہل مکہ کو پہونچے خبردار آگاہ
ہو کہ پیغمبر خدا لوگونپر حملہ کرنیکی تیاری کر رہے ہیں پس ہتیار سنبھالو آنحضرتؐ نے
اسقدر جلد کوچ کیا کہ ہنوز قریش کو آپؐ کی آمد کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ
دروازہ مکہ تک پہونچ گئے اہل شہر نے بدون کسی شرط کے آپؐ کی
اطاعت قبول کی اور آنحضرتؐ لباس سرخ پہنے ہوے اپنی ناقہ مخصوصہ القصوہ
پر جلوہ افروز ہوکے داخل شہر ہوئے ابوسفیان آپؐ کے سامنے
پکڑا آیا اور بہ شرط قبول اسلام جان بخشی پائی بعد ازان آنحضرتؐ
آگے بڑھے کہ اپنے ہاتھ سے کعبے کے بتون کو توڑیں اور رسالت مرتبتؐ
طواف حرم کرکے یہ کلمہ طیبہ زبان مبارک پر جاری کیا خدا ایک ہے

اور محمد اوسکے رسول ہین بعد ازان پانی پینے کو چاہ زمزم پر تشریف
لیگئے یہ وہی کنوان تہا جو فرشتہ نے ہاجرہ کو اوس صحرا مین دکہایا تہا بعد اسکے
آپ نے حضار مجلس کے سامنے قرآن کا اٹہائیسوان پارہ تلاوت
کیا جب آنحضرتؐ نے پہلے پہل خانہ کعبہ مین موذن کی آواز سنی کہ لوگون کو نماز مین
طلب کرتا ہے اور جب آپ نے دیکہا کہ ٹوٹے ہوے بتون کے ٹکڑے پہینک
دیئے گئے اور سب لوگ آپکے گرد اکہٹے ہوئے اوسوقت آپنے حضار سے
خطاب کرکے فرمایا کہ کہو کیا امید ہے اون سب نے بکمال عجز و انکسار عرض
کی کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ مثل والد کے ہمسے پیش آئین حضرتؐ نے فرمایا
جاؤ جاؤ خدا اپنی رحمت تمپر نازل کریگا اس اثنا مین قبائل ہوازن
اور قریش جنکا سردار مالک تہا اپنے بتان متبرک کو شکستہ دیکہکر بڑے طیش
مین آئے اور مسلح ہوکر میدان حنین مین جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر
واقع تہا بقصد جنگ صف آرا ہوے آنحضرتؐ کے لشکر مین مع دو ہزار
اہل مکہ جو انہین دنون مین اسلام سے مشرف ہوے تہے بارہ ہزار
آدمی تہے اور بسبب کثرت کے ان لوگون کو یقین تہا کہ ان چند قبائل
پر آسانی تمام فتحیاب ہونگے لیکن لشکر مخالف نے دفعتًہ ایسا دہاوا کیا
اور ایسی بوچہار تیرون کی کردی کہ فوج اسلام پر خوف چہا گیا اور قریب
تہا کہ اونکے پاؤن اوکہڑ جائین پس ایسے ہنگام مین خدا سے دعا مانگنا
یا فرشتون کی مدد طلب کرنا کافی نہ تہا بلکہ اور تدبیرین بہی ضرور تہین
اور دست چالاک اور طبیعت منتظم کا کام تہا لہذا حضرتؐ خود عوجونکی

دل مین گہسگئے اور اپنی شجاعت اور جرأت سے اپنے لشکر کو فرار ہونے
سے روک لیا اور آخر الامر فوج اعدا کو شکست دی لشکر اسلام نے نہایت
چالاکی سے بڑی دور تک کفار کا تعاقب کیا یہانتک کہ بنی ہوازن نے
اطاعت قبول کی اور مالک نے مذہب نو اختیار کیا اور اوسکے لوگون نے
بہی اوسکی پیروی کی چہہ ہزار قیدی چوبیس ہزار گہوڑے چار ہزار دینار اور اسی
قدر درہم فتاح کے ہاتہہ لگے اور یہ غنیمت عظیم ہنوز تقسیم نہ ہوئی تہی کہ
کفار کے وکیل آئے اور بکمال الحاح و زاری حضرت سے عرض کی کہ
اتنے گہرون کو نہ برباد کیجئے پس حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کرکے یہ
چند کلمات اون سے ارشاد کیے اے مسلمانو تمہارے بہائی توبہ
اور ندامت کرنیکو تمہارے پاس آئے ہین اور مجہسے عرض کرتے
ہین کہ ہمارے باپ اور مان اور لڑکونکو رہا کردیجیے اور ہمارا مال و اسباب
ہمین دلادیجیے پس مین اون کا سوال رد نہین کرسکتا اور اگر تم بہی اون
کی التجا قبول کروگے تو مین دل سے تمہارا ممنون و مشکور ہونگا لیکن اگر تم مین
سے کسی شخص کو اپنے نقصان کا خیال ہو تو وہ نقصان بیان کرے مین
اقرار کرتا ہون کہ اوسکے مکافات اوکسی لڑائی مین کردونگا جسمین
خدا اس سے بہی زیادہ ہمین عنایت کرے گا جب تک آپ نے یہ
کلام تمام کیا کسی نے دم نہ مارا اور مال غنیمت کفار کو واپس دیا گیا اور
قیدی رہا کردیے گئے اور ظلم و تعدی کے عوض مین عدالت اور انصاف
کیا گیا بعد اس لڑائی کے بہت سے شیوخ قبائل عرب حضرت کی خدمت مین

مسلمان ہونیکو آئے اور یمن سے مسیلمہ والی یمن بھی تہا جب یہ شخص نامی کہ نہایت
طماع اور بڑا بے ایمان تہا اپنے ملک کو بازگشت کرینگا تو حضرتؐ کی فتح کی خبر سنکر لالچ
مین آیا اور یہ خیال کیا کہ پیغمبر بنکیو اسطے عقل سلیم اور ادراک کامل شرط ہے
اور نبوت کا دعوی کیا اور یہ خط آنحضرتؐ کو لکہا از مسیلمہ پیغمبر خدا بنام
محمدؐ رسول خدا میری عرض آپ سے یہ ہے کہ نصف دنیا مجھے دیجیے اور نصف
آپ لیجیے حضرتؐ نے یہ جواب لکہا از محمدؐ رسول خدا بنام مسیلمہ کذاب واضح ہو
کہ زمین خدا کی ہے وہ جسے چاہے اوسکا وارث کردے سال ۱۰ ہجری مین
آنحضرتؐ نے علیؓ کو ملک یمن مین بہیجا کہ وہان دین اسلام رواج دین منقول ہے
کہ تمام قبیلہ ہمدان ایک دن مین مسلمان ہوگیا اور اونکی دیکہا دیکہی سب باشندون
نے اوس صوبہ کے اسلام قبول کیا سوائے قبیلہ نجرم کے جنہون نے
بسبب عیسائی ہونیکے جزیہ دینا قبول کیا اس طرح سے اسلام حضرتؐ کی
حیات ہی مین تمام عرب مین قائم ہوگیا اور بت پرستی کی بیخ و بن نہ
باقی رہی راقم کہتا ہے کہ ایسی کامیابی حضرتکو فقط بسبب شجاعت اور قوت
جنگ کے نہ حاصل ہوئی تہی بلکہ اسکی یہ وجہین تہین کہ آپؐ نے مذاہب کو
مہذب اور درست کیا تہا اکثر کو مغلوب اور مفتوح کیا اور وہ مذہب مروج
کیا جو انبیاء سابقین یعنی ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا مذہب تہا اور طریقہ
آداب و اخلاق آنحضرتؐ بہی بہت مستحسن اور ممدوح تہا اس زمانے کے
عیسائی اس طریقہ کو جو چاہین سو سمجہین لیکن حق تو یہ ہے کہ اون طریقون
کی نسبت جو اوس زمانے مین عرب مین جاری تہے یہ طریقہ بہت عمدہ

اور پاک ملک خود طہارت اور پاکیزگی ہی علاوہ ان سب باتونکے یہ امر قابل غور
ہے کہ چونکہ آنحضرت صلعم کے اہل وطن یعنی عرب بڑی مدت سے مقاتلہ اور
مجادلہ کیا کرتے تھے لہذا اون لوگون مین غصہ اور حرارت ایسی بڑھ گئی تھی کہ
دشمن سے بے انتقام لیے نہ رہتے تھے پس اس غرض پسندیدہ سے کہ اونکی شہوت
نفسانی حد اعتدال سے نہ تجاوز کر جاے آنحضرت صلعم نے ایسے شریعت جاری
کی جس مین قبل تحقیقات اور منظوری حاکم شرع اور صدور فتوی با انصاف انتقام
لینا ممنوع ہی پس اکثر عرب نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور چونکہ اب ان لوگونکو
مذہب کا بڑا پاس و خیال رہنے لگا لہذا ہر بات اونکی طبیعت درشت کی
ایک طور پر ہو گئی آپ پر مسلمان بجان و دل اس بات پر مستعد رہنے لگا
کہ یا راہ خدا مین جہاد کرکے فتح حاصل کیجیے یا اوسکی توحید اور عظمت کے
اظہار مین جان فدا کیجیے اور جاہ و منزلت حرص نام آوری اور امید بہشت نے
اس حرارت مذہبی کو اور بھی زیادہ کیا سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ چونکہ
تمام ملک عرب نجاست بت پرستی سے طاہر ہو گیا تھا اور سب نے کلمہ
طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قبول کیا تھا لہذا اب مجاہد فی سبیل اللہ العزیز
آنحضرت صلعم نے ملک شام کے فتح کرنے کی فکر کی تا کہ وہ سرزمین یونانیون کے قبضہ
سے نکل جاے اور وہان ملت اسلام رواج پاے اور ۶۳۹ء مین یہ ارادہ آپنے
سب سے بیان کیا اور حکم فرمایا کہ اسکی تعمیل مین دیر نہ ہو اور بڑی مدت تک کا سامان
جنگ مہیا کیا جاے حالانکہ اوس زمانے مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ پھل درختون پر
پک رہے تھے خریف تیار تھی اور ریگستان عرب شدت تمازت

آفتاب سے زیادہ تر گرم ہو گیا تھا ایسے ہنگام میں آنحضرت کی مرضی زیادہ تر
غالب ہوا اور صحابہ نے آپ کی ایسی اطاعت کی کہ کبھی کسی کی تھی اسواسطے کہ وہ نہیں
یقین تھا کہ آپ کی رضا رضائے الٰہی ہے غرض ہزار پیادے اور دس ہزار سوار
عرب کے سب بخوبی مسلح ومکمل حضرت کی رکاب ظفر انتساب میں مدینہ سے
روانہ ہوے لیکن اثنائے راہ میں ایسے ایسے مصائب و عوائق پیش
آئے جنکا اونہیں وہم و گمان بھی نہ تھا بعد تحمل ایسے مصائب اور تکلیفات
کے جو اوسوقت تک سننے میں نہ آئے تھے لشکر اسلام شام میں پہونچا لیکن
کسینے اوسکا مقابلہ نہ کیا اسواسطے کہ سب چھوٹے چھوٹے حاکم جن میں وہ
ملک منقسم تھا پہلے تو تھوڑا بہت لڑے لیکن اونہوں نے آنحضرت کی شجاعت
کا ایسا شہرہ سنا تھا کہ اوسی سے اونکے پاؤں اوکھڑ گئے اور آخر الامر
لشکر اسلام میں آکے آنحضرت کے قدمونپر گر پڑے اور آپ نے اون پہ
جزیہ باندھا اور کسیقدر روپیہ لیکر اونہیں چھوڑ دیا لیکن آپ نے ہر بات میں
مفتوحین کے مذہبکا لحاظ رکھا اور اگرچہ یہ سچ ہے کہ اپنے مذہب کی
اونہیں ترغیب دی لیکن اوسکے قبول کرنیکا جبر اونپر کبھی نہ کیا پس آپ نے
قرآن کے حکم کی تعمیل کی وہ حکم یہ ہے کہو اے محمد کوردلوں سے کہ اسلام
قبول کرو تاکہ تمہارے دل روشن ہو جائیں اگر وہ لوگ باغی ہیں تو تم اونہیں
فقط تعلیم کرنیکے ذمہ دار ہو خدا جانتا ہے کہ کیونکر اپنے بندوں میں
ایسے واضح ہو کہ آنحضرت اس لڑائی میں خاص کر کے اسوجہ
کامیاب ہوے کہ آپ نے عیسائیوں سے بہت حلم اور مروت

فرمائی اور فقط جزیہ قلیل اون سے طلب کیا چنانچہ جب آپ نے مدینہ کو ہجرت
کی تو اوس ملک مفتوح یعنی شام مین ہر شخص آپ کی شریعت کی نرمی پر تعجب
اور تحسین کرتا تھا اس زمانے مین حضرت کی تاریخ کے ایک ایسا سانحہ ہوا کہ ہر
صاف قلب اور منصف کے نزدیک آپ بارا تہامات مکر و فریب سے سبکدوش
ہین وہ حادثہ یہ تھا کہ آپ کے اکلوتے بیٹے ابراہیم نے جو ماریہ ایک
جاریہ قبطیہ سے تھے سترہ برس کے سن مین انتقال کیا یہ صاحبزادے آپکے
اکسٹھ برس کے سن مین پیدا ہوئے تھے واقع مین اس حادثہ جانکاہ کا
صدمہ اوس باپ کے دل سے پوچھیے جسکی آنکھون کے سامنے ایسا چراغ بجھ گیا
کہ وہی آپ کا نام روشن کرتا اور اوسی کے ذریعے سے آپ کا فیض تا ابد
نسل کو آپ کی پہونچتا ایسا اتفاق ہوا کہ جس وقت اوس صاحبزادے نے
انتقال کیا اوسی وقت آفتاب مین گہن لگا اور عوام الناس نے اس امر
عجیب سے یہ بات پیدا کی کہ یہ کسوف اسبات کی علامت قاطع ہے کہ آسمان
بہی اس صاحبزادی مرحوم کے غم مین شریک ہوا لیکن آنحضرت اس سے
ارفع تھے کہ ایسے ایسے اوہام باطلہ اصحاب جہلا کے تصدیق و تائید
کرتے اور اونکے کلمات خوش آمد کو سماعت فرماتے پس آپ نے
لوگون کو جمع کرکے فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ آفتاب اور ستارے
حقتعالی کی دست قدرت کی صنعتین ہین لیکن ہم بندگان فانی کی پیدایش
یا مرگ کی خبر دینے کے لیے نہ تو اون مین گہن لگتا ہے اور نہ اون کی روشنی
جاتی رہتی ہے اس زمانے سے آنحضرت ان امور مین خاص کرکے

مشغول رہتے تھے کہ جو لوگ قرآن کی تصدیق کے لیے مدینہ مین آئے
تھے اونکی اطاعت قبول کرتے تھے اور اوس سلطنت عظیم کے قوانین تالیف
کرتے تھے جسکی تقدیر مین یہ تھا کہ نصف حصہ زمین پہ پھیل جاوے اور وہ حصہ
بھی کیسا کہ اور سب حصہ ہای زمین سے اشرف اور اولی بعد ازان حضرت
نے ہر جگہ منادی کرائی کہ میرا ارادہ ہے کہ حج خانہ کعبہ کرون اس سے
آپ کی یہ غرض تھی کہ مجھے حج کرتے دیکھکر لوگون کو فرائض ظاہری مذہبی
کی پابندی اور خیال رہے اور گویا کہ آپ پیشتر ہی سے جانتے تھے کہ
یہ حج آخری ہے اسواسطے آپ نے چاہا کہ یہ حج ایسے شد و مد سے ہو
کہ اہل مکہ نے کبھی نہ دیکھا ہو یہ بیان مختصر اون رسوم کا جو آپ اوس وقت
بجا لائے تھے اور جنکی پابندی حاجیان مکہ ابتک حج مین کرتے ہین اس
مقام پر لکھا جاتا ہے بعد بجا لانے طہارت نہای واجبہ اور حلق الراس کے
آنحضرت کعبہ کیطرف چلے حجر الاسود کو بوسہ دیا سات مرتبہ طواف حرم کیا اور
بعد ان سب باتون کے شہر سے باہر نکل کر بکمال تہذیب و متانت آہستہ
آہستہ کوہ صفا کو تشریف لے گئے اور وہان کعبہ کیطرف پھر کر باآواز بلند
فرمایا خدا ایک ہے اور اوسکا شریک نہین اوسی کی قدرت اور قوت
اور سلطنت ہی لائق تعریف ہو اوسکا اسم مقدس خدا ایک ہی جب آپ صفا سے
روانہ ہوئے تو مروہ اور اور مقامات مقدسہ پر بھی یہی کلمات فرمائے اور
بعد ازان ترسٹھ اونٹون کی قربانی کی اپنے سن کے ہر سالی عوض مین ایک
اونٹ اور اوتنے ہی غلام آزاد کیے بعد اوسکے آپ نے مدینہ کو مراجعت

کی جہان موت آپکی منتظر تھی حالانکہ اوس طبیعت اولوالعزم مین ابھی تک بڑے بڑے ارادے باقی تھے تھوڑے ہی دن بعد مدینہ مین داخل ہونیکے آنحضرتؐ تپ صفراوی مین مبتلا ہوئے اور چونکہ آپؐ کو یقین تھا کہ اس مرض مین تعب و مشقت بہت ہوگی اگرچہ ہلاکت نہو لہذا آپؐ نے چاہا کہ جن لوگون کو ہم بہت عزیز رکھتے ہین وہ سب ہمارے پاس آئین اور اپنے مقام موت کے لیے اپنی زوجہ محبوبہ عایشہ کا کمرہ تجویز فرمایا چند مدت تک آپ شدید سکرات موت مین مبتلا رہے اور جب آپؐ کو مرض کی دورے آتے تھے تو بہ آواز بلند فرماتے تھے یہ یہودیون کا زہر ہے جو مجھے مار رہے التا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک رگ پھٹی جاتی ہے لیکن باوجود اس درد و الم کے حضرتؐ کی حواس بالکل نہین زائل ہوے یہانتک کہ آپنے ایک اور جنگ شام کا انتظام بخوبی کیا اور علم اسلام کے حق مین دعا خیر کرکے اوسی عمر کی سرگرمی اور وفاداری اور جوانمردی کے سپرد کیا اور اوسی لشکر کا سردار مقرر کیا آپنی وفات کے تین دن پیشتر تک آنحضرتؐ نے برابر فرائض عبادت عام (یعنی نماز جماعت) ادا کیے لیکن جب ایسے علیل ہوتے کہ اپنے غلاموں کے کاندھے پر تکیہ کرکے مسجد تشریف لے گئے اسطرحسے کہ پای مبارک زمین پر رگڑتے جاتے تھے تو آپؐ نے اپنے دوست قدیم اور وفادار یعنی ابوبکر کو خطبہ پڑہنے کا حکم کیا جب آپؐ آخری مرتبہ مسجد تشریف لیگئے اور نماز تمام ہوگئی تو آپؐ نے حاضرین مجلس کے سامنے بہ کمال خشوع و خضوع توبہ کی اور اس کلام سے اون کے

ایمان کو زیادہ اور کامل اور مستحکم کیا اے اخوان مومنین اگر مین نے کسی شخص کو
تم مین سے ناحق کوڑے لگوائے ہون تو میری پشت حاضر ہے بسم اللہ
اسپر درے لگاؤ اگر مین نے کسی مسلمان کو بدی یاد کیا ہو پس وہ میرے
قصور سب جماعت کے روبرو بیان کرے اگر مین نے کسی شخص کا مال چھین لیا ہو
تو جو مال قلیل میرے پاس ہے اوسمین سے وہ اپنا اصل و بیعہ منافع کے لیلے
ایک شخص نے حضار مین سے عرض کی کہ بڑا عرصہ ہوا کہ آپ نے تین
درہم مجھسے قرض لیے تھے حضرت نے اوسیوقت اوس شخص کو زر قرضہ
دلوادیا اور فرمایا کہ مجھے دنیا کی ذلت قبول ہے لیکن آخرت کی ذلت قبول
نہین آپ کی دختر فاطمہ اکثر آپ کے بستر مرگ پر آکر بیٹھتی تھین اور آپ اون
فرماتے تھے کہ اے دختر کیون روتی ہے آیا تو اس بات سے خوش نہین کہ تو تمام
زمین و آسمان کی عورتون کی سردار ہے بعد ازان حضرت نے سب غلامون کو
آزاد کردیا اور جو عزیز لوگون سے تر آپ کے بستر کے گرد تھے
اون سے فرمایا کہ اب مین تمہین وہ باتین تعلیم کرتا ہون جو بعد میرے
انتقال کے تمہین کرنی چاہیے میری نعش کو غسل و کفن کرکے اوسی صندوق
مین رکھکے میری قبر کے کنارے پر رکھدینا اور میری قبر وہین پر
کھودنا چاہیے جہان اب ہون اور جب یہ فرائض بجا لاچکوگے تو تم لوگ
چلے جانا بعد اسکے تھوڑی دیر تامل کرکے فرمایا کہ پہلے جو شخص میرے
جنازے پر آئیگا وہ میرا دوست صادق جبرئیل ہے اور اوسکے بعد میکائیل
اوسکے بعد اسرافیل اور ان سب کے بعد ملک الموت مع اپنے

گروہ کے آئینگے جب یہ فرشتے چلے جائیں تو تم سب اہلبیت چلے آنا اور
میرے واسطے دعا کرنا اور خدا سے رحمت طلب کرنا میں اپنی عیال کو حکم کرتا
ہوں کہ میرا سوگ رکھیں تاکہ اس رسم میں سب مومنین اونکی متابعت کریں اور
میری بڑی خواہش اور مرضی یہ ہے کہ جزع اور فزع میری آرام میں
خلل نہ ڈالے بعد ازاں چند ساعت تک حضرت بیہوش رہے اور جب ہوش
میں آئے تو فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک کاغذ لکھوں تاکہ تم ہمیشہ گمراہی سے
محفوظ رہو جب آپ نے یہ فرمایا تو عمر نے قرآن کو ہاتھ میں لیکر کہا کہ وہ کاغذ
تو لکھا ہوا ہے بعد اوسکے سوا عایشہ کے اور سب لوگ اوٹھ کر
چلے گئے آپ نے اپنی وفات کے دن دست مبارک پانی سے دھوکر
با آواز بلند فرمایا خداوندا میری روح کو موت کی بیہوشی سے بچا اور تھوڑی دیر کے
بعد [illegible] کیا عایشہ کہتی ہے کہ جب حضرت کی موت قریب ہوئی تو میں
آپکے پاس بیٹھی تھی اور آپ کا سر مبارک میری آغوش میں تھا کہ دفعۃً آپنے
چشم مبارک کھولکر چھت کیطرف دیکھا اور اگرچہ آپکی زبان لکنت کرتی تھی تاہم
یہ کلمات آپکے میری سمجھ میں آتے تھے کہ خداوندا میرے گناہ بخشدے
آہ میرے دوست صادق جبرئیل میں تمہارے ساتھ آسمان پر چلتا ہوں یہ
فرماکر فرش خواب پر جان بحق تسلیم کی مخفی نرہے کہ آنحضرت نے تیرھویں
ربیع الاول کیسے تاریخ اول سال یازدہم ہجرت مطابق آٹھویں جون ۶۳۲ع
تریسٹھ برس کے سن میں وفات پائی اور تئیس برس کے عرصہ میں
نبوت حاصل کی اور مدینہ میں دفن ہوئے فقط یہ ہیں جو اگلے [illegible]

گروہ کے آئین گے جب یہ فرشتے چلے جائیں تو تم سب ایک ایک چلے آنا اور
میرے واسطے دعا کرنا اور خدا سے رحمت طلب کرنا میں اپنی عیال کو حکم کرتا
ہوں کہ میرا سوگ رکھیں تا کہ اس رسم میں سب مومنین اونکی متابعت کریں اور
میری بڑی خواہش اور مرضی یہ ہے کہ جزع اور فزع میری آرام میں
خلل نہ ڈالے تب از ان چند ساعت تک حضرت بیہوش رہے اور جب ہوش
میں آئے تو فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک کاغذ لکھوں تاکہ تم ہمیشہ گمراہی سے
محفوظ رہو جب آپ نے یہ فرمایا تو عمر نے قرآن کو ہاتھ میں لیکر کہا کہ وہ کاغذ
تو لکھا ہوا ہے تب اوسکے سوا عائشہ کے اور سب لوگ اوس گھر سے
چلے گئے آپ نے اپنی وفات کے دن دست مبارک پانی سے دھوکر
باواز بلند فرمایا خداوندا میری روح کو موت کی سختی سے بچا اور تھوڑی دیر کے
بعد رفیق اعلیٰ کہا عائشہ کہتی ہے کہ جب حضرت کی موت قریب ہوئی تو میں
آپ کے پاس بیٹھی تھی اور آپ کا سر مبارک میری آغوش میں تھا کہ دفعۃً آپ نے
چشم مبارک کھولکر چھت کی طرف دیکھا اور اگرچہ آپ کی زبان لکنت کرتی تھی تاہم
یہ کلمات آپکے میری سمجھ میں آتے تھے کہ خداوندا میرے گناہ بخشدے
آہ میرے دوست صادق جبرئیل میں تمہارے ساتھ آسمان پر چلتا ہوں یہ
فرماکر فرش خواب پر جان بحق تسلیم کی مخفی نرہے کہ آنحضرت نے تیرھوین
ربیع الاول یعنی تاریخ اول سال یازدہم ہجرت مطابق آٹھوین جون سنہ ۶۳۲ع
تریسٹھ برس کے سن مین وفات پائی اور تئیس برس کے بعد پیغمبری
ثبوت حاصل کی اور مدینہ مین دفن ہوے قبر تک ہنوز ہے چراغ گنبد و حجرہ

کہتے ہین کہ حضرتؐ کا تابوت مقناطیس کی کشش سے ہوا مین معلق ہی
بالکل غلط ہی بلکہ آپ ابوبکر و عمر کے و اپنے جانب دفن ہین آپ کے انتقال
سے لوگون مین تہلکہ پڑگیا اور ہر جگہ ایک دوسرے سے کہتا تہا کہ آیا بعد
وفات حضرتؐ بہی یہ مذہب باقی رہیگا عمرؓ کہتا تہا کہ ہمارے پیغمبر نہین مر سکتے
بلکہ جیسا حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مقدمہ مین ہوا اوسیطرح حضرتؐ کی بہی
روح چند روز کے لیے غائب ہوگئی ہے اور بعد تہوڑے عرصے کے مومنین
کے مجمع مین پہر عود کرے گی پس ابوبکرؓ کو لازم ہوا کہ جس قول کی تائید مین
عمر تلوار لیے مستعد تہا اوسے باطل کرے پس اوس نے کہا کہ ای عمر آیا
تو محمدؐ کا ذکر کرتا ہے یا خدا کا محمدؐ کا خدا باقی ہے لیکن وہ حضرتؐ ایک بشر
تہے ہم مین سے اور وہ بہی اوسی طرح مر گئے جسطرح ہم مر جائین گے
جب اس تقریر سے بہی ابوبکر اوس ہنگامے کو فرو نہ کر سکا تو اوسنے
وہ آیات پڑہی جن مین خود آن حضرتؐ اپنے فانی ہونے کا اقرار
کرتے ہین اور آخرالامر اوس جہگڑے کے طے کرنے مین کامیاب
ہوا (واضح ہو کہ) حضرتؐ کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ
ایک دوسرے کے بعد خلیفہ ہوئے اور ان سب نے بخطاب خلیفہ
سلطنت کی اس مقام پر یہ بات بیان کرنا مناسب ہے کہ جب تک آنحضرتؐ
زندہ رہے تلوار آپکے ہاتہ مین رہی اور کوئی اوسکے منہ پر نہ چڑہ سکا
لیکن آپکے بعد خلفا نے بہی اوس تلوار کو نیام مین نہ رکہا جب تک
کہ اوس سے ایک سلطنت وسیع جس مین اقالیم ایشیا یورپ و

پہلے تو اوس نمونہ کو خوب جانچا اور دیکھا کہ آیا یہہ کپڑا بھی ویسا ہی ہے
جیسا میرا کپڑا ہی اور بعد اسکے اپنے گاہک سے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ اس
کپڑے کی کیا قیمت دی ہی پس وہ افسر حیران ہوا کہ دیکھیے اس سے کیا نتیجہ
پیدا ہوتا ہی اور آخر قسم کھا بیٹھا اوس کی قسم کھاتے ہی بزاز نے اوسی
قیمت کو اپنا کپڑا بیچ ڈالا جتنی قیمت اوس افسر کے کپڑے کی تھی پھر سٹرالی
سینی صاحب مصنف کتاب مذکور کہتے ہین کہ حقیقت مین جس شخص مین
ایسی پابندی اپنی وضع کی اور ایسی عظمت اور تہذیب دیکھتا ہون اوسسے
بہت خوش ہوتا ہون لیکن نہین معلوم کہ ہملوگون (یعنی نصارے) مین
دکاندار خریدار کو سامنے زبردستی اسقدر ذلیل و حقیر کیون سمجھتا ہی لیکن
ترکستان (یعنی روم) مین یہہ امتیاز دوکاندار اور خریدار مین نہین ہوتا بلکہ اس
ملک کی لوگونکا یہہ حال ہی کہ دوکاندار کو اپنے چیز کے بکنے کی کچھہ پروا نہین ہوتی
بلکہ اگر اپنی ہم پیشہ کو اپنی بہ نسبت زیادہ سرسبز پاتا ہی تو حسد نہین کرتا اور کہتا ہے
کہ خیر کیا مضائقہ اگر آج اوسکا مال بکا تو کل میری مال کے بکنے کی باری ہی
اور جب کوئی دوکاندار مؤذن کی آواز سنتا ہی تو اپنی دکان ہین رکوع
و سجود مین مشغول ہو جاتا ہی اور حالانکہ لوگ ادہرسے آتے جاتے ہین لیکن
لکن اوسے کچھہ خبر ہی نہین ہوتی اور اس خضوع و خشوع سے نماز پڑہتا ہی
کہ گویا کسی صحرا مین کھڑا ہی اور بعضی دوکاندار اذان سنتے کی ساتھہ ہی اپنا
اسباب راہ گیرون کے ایمان پر چھوڑکر کسی قریب کی مسجد مین چلے جاتے
ہین اس دارالسلطنت وسیع (یعنی قسطنطنیہ) مین سال بہر مین چار چیزین

بھی نہین ہوتین حالانکہ یہان کے تاجرون کے یہہ عادت ہی کہ اوقات مقررہ نماز پر اپنی دوکان چھوڑکر مسجد چلے جاتے ہین اور لوگونکے گھرون کے دروازے فقط رات کو ایک کاٹ کی بلے سی بند ہوتی ہین لکن کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ پیرا اور گلاٹا مین جہان فقط نصاری کے مکان ہین چوری اور خون سننے مین آتا ہو فقط راقم کہتا ہی کہ قسطنطنیہ پر کیا موقوف بلکہ تمام ملک روم کے لوگ ایسی ہی ایمان دار ہین چنانچہ تھوڑے عرصہ کی بات ہی کہ ایک سیاح انگریز نے مہتمان اخبار ڈیلی نیوز کو ایک چٹھی لکھی جسمین وہ لکھتا ہی کہ کل مینے ایک دہقانی باشندہ وصوبہ بلگیریا کی گاڑی کرایہ کو لی تاکہ اپنا اور اپنے رفیق کا اسباب جسمین صندوق کپڑے کے اچھی عبا ئین پوستین اور نشان تہی لیجاؤن اور چاہتا تھا کہ تھوڑے سی پیال اپنی اور اپنے رفیق کے سونیکے لیے لون کہ اتنے مین ایک ترک کہ اوسی زیادہ کوئی شخص خلیق نہوگا آیا اور کہنے لگا کہ مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون یہہ بات سنتے کی ساتھ ہی اوس دہقان نے بیل گاڑی سے کھولی اور ہمارا اسباب سڑک پر ڈال دیا اور جب مینے دیکھا کہ وہ گاڑی بان خود بھی چلا جاتا ہی تو مینے کہا کہ کسی شخص کو اسباب پاس ضرور رہنا چاہیے پس اس کلام سے وہ ترک متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ کسی شخص کے یہان رہنے کی کیا ضرورت ہی پس مینے کہا کہ میری اسباب کی حفاظت کی لیے اوس مرد مسلمان نے کہا کہ حضرت اگر آپکا اسباب ایک ہفتہ تک دن رات یہین پر پڑا رہے تو کوئی اسمین ہاتھ نہ لگائیگا پس مینے اوس قول پر عمل کیا اور جب مینے مراجعت کی تو اپنا اسباب بجنسہ پایا

اور کیا کرنا چاہیے کوہ حرا اور کوہ سینا کو سیاہ پتھروں نے اور وحشتناک تنہائیوں نے اوسکے سوالات کا جواب نہ دیا اور نہ اوس شخص کو افلاک نے جواب دیا جو مع اپنے نیلگون اور نورانی ستاروں کی گردش کر رہے تھے کسی چیز نے اوسے جواب نہ دیا بلکہ اوس شخص کا دل اور وحی الٰہی اوسے جواب دیتی تھی راقم کہتا ہے کہ محمدؐ ایک شخص تنہا نقیر ہمیشہ ایسا کیا کہ اسکی خاندان نے اوسے پیغمبر بنا محمدؐ ایک غریب عرب نے اپنے ملک کے قبائل وحشی مفلس برہنہ اور گرسنہ کو ایک گروہ معقول اور مضبوط کر دیا اور اونہیں ساری دنیا سے علیحدہ افعال اور اطوار تعلیم کئے تئیس برس سے کمتر زمانہ میں اس مذہب کے لوگوں نے سلطان روم کو شکست دی بادشاہان فارس کو مغلوب کیا شام اور عراق اور مصر فتح کیا اور تمام بلاد بحر ظلمات سے بحر اخضر اور دریاے جیہون تک مقہور کئے اور بارہ سی برس کے عرصہ میں اونکی سلطنت سوای ملک اسپانیہ کے اور کسی ملک سے ممالک مذکورہ میں سے نہیں گئی بلکہ اون لوگونکا مذہب شمالی اقلیم ایشیا وسط افریقہ اور کنارہ ہای بحر اخضر پر پہیلتا گیا اور ابتک پہیلتا جاتا ہی محمدؐ پیغمبر اولو العزم ایسے تھے جیسا کہ بیان کیا گیا اور اونکی عقل اور سرگرمی نے ایسا مذہب بنا کیا جس نے پیروان زردشت کو ایسا مغلوب مقہور کیا کہ فقط چند خاندان متفرق اور منتشر اونمیں سے باقی رہ گئے اور ہندوستان پیر حملہ کیا اور مذہب قدیم براہمہ کو اور نیز مذہب بدھ

کو جو اوسی نے دور تک پھیلا تھا مغلوب کیا اور دریای گنگ کی اوس پار کر دیا اور اس مذہب کے لوگون نے بہت قدیم اور معزز صوبہ جات ہندوستان علیسائیون کی قبضہ سی نکال لیئے اوس ملک کی تمام بلاد مشرقی اور افریقیہ رومی مصر سی آبنای جبرالٹر تک فتح کر لیئے اقلیم یورپ کی بلاد مغربی پر حملہ کیا اکثر بلاد ملک اسپانیہ لیلیئے اور ساحل دریای لوار تک بڑہ گئے اور اون ملکون کے فتح کرنے سے خود روم پای تخت مین زلزلہ ڈالدیا اور آخر الامر بلاد روم جدید یعنی قسطنطنیہ مین فتح و فیروزی اپنی حکومت و ملت قایم اور مروج کی ❊

ترجمہ قصیدۂ عربی مسمّے بقصیدۂ بردہ مصنفہ شرف الدین البصری در مدح حضرت محمدؐ

محمد بادشاہ ہین دونون جہان کے اور حاکم ہین جن و انسان کے محمد بادشاہ ہین عرب کی اور وحشی قومون کی وہ ہمارے پیغمبر ہین اور اونہون نے سکہائی ہے ہمین وہ چیز جو ہمین کرنی چاہیئے اور وہ چیز جس سے ہمین پرہیز کرنا چاہیئے محمد سب آدمیون سے زیادہ راست گو ہین خواہ وہ کسی بات کا اقرار کرین خواہ انکار وہ حبیب ہین خدا کے اور اونہین کی شفاعت پر ہماری ہر ایک امید موقوف ہی اور اونہین کے وسیلہ سی ہمین پناہ مانگنی چاہیئے خوفہای شدید سے اور اونہین نے دعوت کی ہی بنی آدم کی طرف ایک خدای برحق کے پس شخص اونکا دامن پکڑیگا اوسنی گویا ایسی

حجت نکرو اور صحیح ہو کہ ملک روم مین مذہب کے باب مین کبھی ظلم و تعدی نہین ہوئے
بلکہ جو شخص ظلم نصاریٰ سے وہان بھاگ آتا ہی تھا وہان کے لوگ اوسی پناہ دیتی ہین اور اگر
اس بات مین کسی کو شک ہو تو تواریخ مین دیکھلے چنانچہ تواریخ سی ثابت ہوتا ہی کہ پندرہو
صدی عیسوی تک مین ہزارون بنی اسرائیل ملک اسپانیہ اور پرتگیز سی نکالدیئے گئی
اور اسے ملک روم مین اونہین پناہ ملی اور اسی ملک مین چار سی برس تک
اونکی اولاد و احفاد مامون و محفوظ رہی سوا اون لوگونکی جو ایسی مقامات پر رہتی
تھی جہان ظلم و تعدی نصاریٰ سی خصوصاً فرقۂ ضلالت شعار روس کی ہو اک سی
اونہین اپنی حفاظت و حراست کرنی پڑی چنانچہ ابتک اتھنس پایۂ تخت
یونان مین ظلم نصاریٰ کے یہہ کیفیت ہی کہ جبتک ایسٹر یعنی مسیح علیہ السلام کی دوبارہ
زندہ ہو کر آسمان پر چلے جانیکا جشن رہتا ہی جبتک کوئی یہودی سڑک
پر آنی کی جرات نہین کرتا لکن روم مین یہہ حال ہی کہ اگر بنی اسرائیل ہمیشہ نصاریٰ
ارمنی اور یونانی کی ہاتھہ سی ذلت اوٹھاتی ہین یا تو اوس ملک کی حکام اگر او[illegible]
نہین کرتی تو اونکی تقصیر یہودکی بچالینی مین توسعی کرتی ہین ممالک معمورہ
وسیعۂ سلطان روم مین ہر مذہب اور ہر قوم کی لوگ برابر ہین یہہ سچ ہی
کہ مسجدین گرجا اور سنیاگوگ معبد یہود سے بلند تر ہوئے ہین لکن نصاریٰ اور یہود
کو اونکی عبادت سی ممانعت نہین کیجاتی ہین لکن قسطنطنیہ اور سمرنا کی رومن کیتھلک
نصاریٰ قدیم اسقدر ظلم نہین کراتی اتنا جسقدر پارس اور لیبنس [illegible] شہر
ملک فرانس مین یہان کی لوگ تعدی کرتی ہان اور مثل اور نصاریٰ کی نصاریٰ
روم مین ایسا کوئی قانون نہین کہ رسوم ظاہر پر مذہبی سے کی تاکید کرتا ہو لکن اگر

خداکو گرجا مین بند کریگے بلکہ وہان یہہ دستور ہی کہ جب مردی کو خواب گاہ عدم کو لیجاتی ہین تو سب پادری صف بستہ شمعین لئی ہوئے اور خدا کی تعریف گاتی ہوئی اوسکے تشییع کرتی ہین اور یوم ولادت مسیحؑ کو سب پادریان پیر اور گلا اٹھا صف بستہ چلتے ہین اور اونکی اگی نشان صلیب اور علم مسیحی ہوتا ہی اور اونکی ہمراہ ایک دستہ سرکاری سپاہیوں کا ہوتا ہی جو خود ترکون کو راستہ سی ہٹاتی جاتی ہین تاکہ پادریونکی جماعت بسہولت گذر جائی لکن اب اگر کوئی صاحب راقم سی کہین کہ پادشاہان فرانس اور آسٹریا نصاری بلاد مشرقی کی حفاظت کرتی ہین اور شاہ روم نصاری یونان کے حراست کرتی ہین اور شاہ انگلستان نصاری فرقہ پراٹسٹنٹ کی نگہبانی کرتے ہین تو راقم اونکی جواب مین کہیگا کہ سلمنا ایسا ہی ہی لکن ہم پوچھتی ہین کہ بیچاری یہود یون کو کون بادشاہ عیسائی بچاتی ہین دو تین برس کا عرصہ ہوا کہ ایک یہودی خنجر والا حاکم موصل پاس پکڑ آیا اور اوسکے نسبت یہہ تہمت کی گئی کہ آنحضرت کو دشنام دی ہی اور اس امر سی سب لوگوں مین تہلکہ سا پڑ گیا جب حاکم موصوف نی وہ الفاظ دشنام سُنی جو یہودی متہم کیطرف منسوب کئے گئی تھی تو وہ بڑی کراہت سی یہہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا کہ یہہ غیر ممکن ہی کہ کسی شخص نے ایسی کلمات کہی ہون اور اوسیوقت اوسپر غضب خدانہ نازل ہوا ہو لیس ہم نہین یقین کرسکتے کہ یہہ خنجر والا اس گناہ کا مرتکب ہوا ہی اور یہہ میرے گستاخی ہی کہ ایسی شخص کو سزا دون جسی خدا نی عذاب کیا ہو یہہ قصہ رحم و عفو اہل اسلام کی کیا عمدہ نظیر ہی لکن تعجب ہے کہ کتنی اشخاص اہل فرانس مین سے اخبارات آسٹریا گرم او رتھمنا

کہ وہ کلام حادث ہی لیکن چونکہ اوس شخص کا کلام ہی جو قدیم ہی لہذا وہ
کلام خود بہی قدیم ہی اور اوسے زوال نہین اور اوسی کلام سی ہم دریافت
کرتی ہین کہ اوس روز آخر ہولناک یعنی روز جزا کو کیا ہوگا اور اوسی سی ہمین
معلوم ہوا کہ عاد اور ایران کو زمانہین کیا ہوا نہایت خوش قسمت ہی وہ شخص
جسے یہہ نعمت عظمی نصیب ہی اس واسطیکہ اوسنی پکڑلی ہی وہ رسیان جو
سب سی قوی تر ہی یعنی خود خدا پس ہوشیار رہی کہ مبادا وہ رسیان اوسکا
ہاتھہ سے نکلجاے اور اگر تو اوس کلام کو پکڑیگا تو پائیگا اوسمین وسیلہ
نجات کا آتش جہنم سی اور آب سرد کتاب خدا کا ٹہنڈا کردیگا حرارت
کو قعر جہنم کی پل صراط سیدہا ہی اور وہ میزان عدل ہی جسمین تولی جاینگی
اعمال سب طرح چیزون کی فقط سی کلام شمہ ہی راستی اور عدالت کا
درمیان ہی آدم سکے ہین تعجب نکر اگر وہ حاسد لوگ اوس کلام کی قدر نہ
جو اس دنیا مین مثل دیوالون سکے رہتی ہین اگرچہ بہت علم اور ادراک رکہتی
کیا تو نہین دیکہتا کہ جس شخص کی آنکہین بسبب پیرانہ سالی کی دہندلی ہوجاتی
اوسی آفتاب کی روشنی نہین دیکہائی دیتی اور جو شخص بیمار ہوتا ہی اوسکو
آب صفا اور شیرین کا مزا نہین معلوم ہوتا اے اشرف خلایق کس شخص سی
سوا تیری مین پناہ لونگا اوس روز جو اسقدر ہولناک ہوگا ہر شخص کے لئے
اے پیغمبر خدا آپ کا مرتبہ کم نہ ہوجائیگا اگر آپ میری مدد کرینگے اوس روز
ہولناک کو جبکہ خدا خود انتقام لیگا بتحقیق کہ دنیا و عقبی اوس خدا کے کرم
کی صنعتہا عجیب و غریب ہین اور سارا ایک حکم جسکی قلم نے لوح

کہ بایپ لکہاہی تیرے علم وسیع مین ہی کہ تمام ہوا ترجمہ قصیدہ بردہ کا

حصہ دوم خوبیہای قرآن

واضح ہو کہ لفظ قرآن قرء لفظ عربی (بمعنی خواندن) سے مشتق ہی اور اس لفظ کی معنی حقیقی پڑہنا ہی بلکہ وہ چیز جو پڑہنی چاہیے اور یہہ کتاب الفاظ مرقومہ ذیل سے بہی ملقب ہی یعنی الکتاب (وہ کتاب) کتاب اللہ کتاب عزیز کلام شریف مصحف (یعنی کتاب مجید شریف) الفرقان (یعنی وہ چیز جو جدا کرتی ہی اس چیز کو جو نیک اور سچ ہے اوس چیز سی جو بد اور جہوٹی ہی) التنزیل (یعنی نازل شدہ از آسمان) مسلمانون کا عقیدہ قرآن کی بارہ مین یہ ہی کہ یہہ صرف منزل من اللہ نہین ہی بلکہ قدیم اور غیر مخلوق بہی ہی اور بعض علماء اسلام کا یہہ قول ہی کہ قرآن خدا کی ذات مین قایم ہی اور یہی وجہ ہو کہ حق تعالی نی آنحضرت کا معجزہ یعنی قرآن ایسی عبارت مین لکہا جو کسی بشر سی ممکن نہین جیسا کہ قرآن مین لکہا ہی اور پہلا مسودہ اسکا ازل سی تخت گاہ جناب باری کی قریب ہی اور ایک تخت نور سے جسی لوح محفوظ کہتی ہین مکتوب ہی اور اوسی لوح پر تقدیرات الہی بہی لکہی ہین یعنی ماضی اور حال اور استقبال سب ماجرا اونکا حال مندرج ہو اور یہہ اہل اسلام کا اعتقاد ہی کہ حق تعالی نی اس لوح و تقدیرات کو سب اشیا سی پیشتر پیدا کیا تہا اور بعد اسکی قلم کو پیدا کیا یہہ لوح ایک جواہر کی ہی اور بہت دبیر ہی اور قلم ایک گوہر ہی جسکی شگاف سی نور ساطع ہوتا ہی اور اوسی نور سی حق تعالی کا روشنائی کا کام لیتا ہی بلکہ حکم خدا سی ملائکہ ہی اوسی نور سی افعال اور اقوال عباد اور خدا نی ایک نقل اوس لوح کی ایک جلد مین کاغذ پر لکہی ہوی بواسطہ جبرئیل

فرشتہ کو ماہ رمضان مین شب قدر کو آسمان اول پر بہیجا اور وہان سی جبرئیلؑ
اوس کتاب کو آنحضرتؐ پاس بطور وحی لائی لیکن وہ کتاب تئیس برس کے عرصہ
مین باوقات مختلفہ اور حسب مقتضی حالات علیحدہ علیحدہ نازل ہوئی اسطرح سی کچہہ
مکہ مین نازل ہوئی اور کچہہ مدینہ مین لیکن آنحضرتؐ کی خوشی کرنیکی لئی سال مین
ایکبار یہہ کتاب تمام وکمال جبرئیلؑ آپؐ کو دکہلا جاتی تہی اور اوسوقت اوسکی
یہہ شکل ہوتی تہی کہ اوسکا شیرازہ ریشم کا ہوتا تہا اور جواہرات بہشت سی مزین
ہوتی تہی اور آنحضرتؐ کی سال آخری مین دو مرتبہ یہہ کتاب بحیثیت کذائی آپؐ
پاس آئی روایات سی معلوم ہوتا ہی کہ اس کتاب کے چند ہی سیپارے تمام وکمال
نازل ہوئی ورنہ اکثر ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوئی اور اوسکی آیات کاتبان آنحضرتؐ نی
وقتاً فوقتاً سیپارہای مختلف مین لکہی یہانتک کہ حسب الحکم جبرئیلؑ یہہ آیات متفرقہ
ایک کتاب کر لیگئی اکثر مفسرین کا یہہ قول ہی کہ پہلا حصہ قرآن جو آنحضرتؐ پر وحی
ہوا وہ چہیانویں سورۃ کی پہلے پانچ آیتین تہین وہ آیات یہہ ہین پڑہہ تو ساتہہ نام
اوس خدا کی جسنے پیدا کیا انسان کو لطخہ خون سی پڑہہ تو ساتہہ نام اوس خدا کی
جو سب سے بزرگ تر ہی اور جسنے سکہایا ہی ہمکو استعمال کرنا قلم کا (وحی لکہنی کے لیے)
اور سکہائی انسان کو وہ چیز جو وہ نہین جانتا جو آیات آنحضرتؐ پر نازل ہوتی تہی
پہلی آپ خود اپنی کاتب سی لکہوا لیتے تہے بعد ازان وہ صحابہ مین مشتہر ہو جاتی تہی
اور اونمین سی بعض اشخاص تو اپنی پڑہنے کی لئے نقلین لیجاتی تہی لیکن اکثر حفظ
کر لیتی تہی جب اصل آیات واپس آتی تہے تو کسی صندوق مین رکہہ دیجاتی تہی
اور چونکہ آیات مرتب نہ تہی یعنی بخوبی تحقیق نہ تہا کہ کون آیت کسوقت نازل ہوئی

لہذا البعض آیات کا وقت نزول تحقیق نہین قرآن ایک سو چودہ حصّون پر
منقسم ہے جنمین کوئی حصّہ تو بہت بڑا ہی اور کوئی بہ نسبت اوسکی بہت چھوٹا
ہوا وہم لوگ (یعنی نصاریٰ) تو ان حصّون کو باب کہتی ہین و عرب سورہ بصیغہ
واحد جسکی جمع سُوَر ہی واضح ہو کہ یہہ ابواب یعنی سورے قلمی نسخونمین ترتیب ابجد
سی ممیز نہین بلکہ ہر ایک باب کا ایک علحدہ لقب ہی کسی سورہ کا لقب کسی
مضمون خاص سی نکلا ہی اور کسی کا لقب کسی خاص شخص کے نام سی رکھا گیا ہی
جسکا ذکر اوسمین ہی لیکن اکثر یہہ ہی کہ جو لفظ جس سورہ کی ابتدا مین ہی اوسی سے اوسکا
نام رکھا گیا ہی اور بعض ابواب یعنی سورے بسبب اختلاف نسخ کے دو یا زیادہ القاب
سے مشہور ہین او بعضونکی نسبت کہتی ہین کہ مکہ مین نازل ہوئے تھے بعضی مدینہ
مین اور مقام نزول ہر سورہ کی نام کا جزو واقع ہوا ہی (یعنی بعضون مین مکیّہ
کی قید لگی ہی بعضونمین مدنیّہ کی) تاکہ اونمین آپس مین فراق اور امتیاز رہے
ہر سورہ اجزاء صغیرہ غیر مساوی پر منقسم ہی جو انگریزی ہین ورسس اور عربی
مین آیات وحد آیت بمعنی علامت یا امر عجیب و غریب) کہلاتی ہین اور
سوائے نوین سورہ کے ہر سوری پر بعد اوسکی نام کے جملہ مرقومہ ذیل
جسے مسلمان بسم اللہ کہتی ہین لکھا ہے بنام خدائے رحمان و رحیم ۵
قرآن کی باب مین اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہہ عقیدہ ہے کہ یہہ کتاب
اعظم معجزات ہے اور جس طرح احیاء اموات امر عظیم و عجیب ہی اوسی
طرح یہہ بھی ہی اور یہہ لوگ کہتے ہین کہ معجزات حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام
آنی اور فانی تھے لیکن آنحضرت صلعم کا معجزہ دائمی اور باقی

ہی پس یہہ معجزہ تمام معجزات انبیاء سابقین سے بمراتب اشرف واولی ہی راقم
کہتا ہی کہ من حیث الفصاحت والبلاغت قرآن افضل اور اشرف کتب ممالک
مشرقیہ ہی آز بسکہ باشندگان ممالک مذکورہ کو قدیم الایام سی شعر سے
ایک مذاق خاص ہی لہذا موافق اونکی مذاق طبیعت کی اکثر قرآن نثر مقفےٰ
مین لکہا گیا ہی اس بات کی سب قائل ہین کہ یہہ کتاب بکمال نفاست و لطافت
عبارت محاورہ قبیلہ قریش مین جو اعلیٰ اور اشرف قبائل عرب تہا لکہی گئی ہی
لیکن بعض مقامات پر اور قبیلہ کی محاورات بہی لکہی ہین اگرچہ یہہ امر بہت شاذ
ونادر ہی لاریب یہہ کتاب زبان عرب کی مجازات سے اور مضامین عالیہ اور
استعارات لطیفہ سی مملو ہے اور اگرچہ بعض مقامات پر اسکی عبارت سہم ہی اور
درجہ تعلی کو پہونچ گئی ہے تاہم اکثر عبارات ومضامین اسکی عالی اور موثر ہین بمصداق
قول گوئٹہ جو مورخ مصنف مشہور ہی کہتا ہی کہ قرآن ایسی کتاب ہی کہ پہلے تو
پڑہنی والیکو اسکی عبارت سست اور بے لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان
اوسکی خوبیون پر فریفتہ ہوجاتا ہی اور آخر الامر اوسکی خوبیون پر ایسا شیفتہ
ہوجاتا ہی کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی (مخفی نرہے) کہ آنحضرت کی حیات مین
قرآن جمع نہین ہوا بلکہ اوسکی اجزا متفرق رہے پہلی آپ کی خلیفہ ابوبکر نے
اون اجزاء متفرقہ کو جمع کرکے ایک جلد کرلی اور یہہ اجزا صرف خرمے کی چہال
اور چمڑی وغیرہ سی نہین نقل کیئے گئے بلکہ حفاظ قرآن سی نقل کیئے گئے اور جب
یہہ مسودہ تیار ہوا تو حفصہ بنت عمر احد ازواج آنحضرت کی سپرد کیا گیا تا یقین ہو
کہ یہہ مسودہ مثل اصل کتاب کی رہے اور اس سی اور نسخون کی تصحیح کیجاے

لیکن چونکہ نسخ متعددہ اس کتاب کی تمام صوبجات مین منتشر ہوگئی تہی
اوران سب مین اختلاف کثیر تہا لہذا عثمان خلیفہ ابوبکر نے سنہ ۳۰ ہجری مین
اون نسخون کا مقابلہ نسخہ حفصہ سے کروایا پس جو اوسکے موافق تھے اونہین
رائج رکہا اور جو اوسکی مخالف تہی اونہین منسوخ کردیا [illegible] غرض کہ اوصاف
قرآن ہمکو بخوبی ظاہر ہوجائین یہہ بات ناظرین کی ذہن نشین ہو کہ جس زمانہ مین
آنحضرت مبعوث ہوئے تھے فصاحت لسان اور صفائی بیان عرب مین بہت
ترقی پر تہی اور شعر و سخن کی بہی بڑی قدر تہی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام
کہتا ہی کہ اعجاز قرآن صفائی بیان اور لطافت عبارت اور تناسب فقرات
مین ہی پس جو شخص جبہی اسکی تلاوت ہوتی سنتا ہی فوراستنہ ہوجاتا ہی
کہ یہہ عبارت تمام عبارات عربیہ سے اشرف اور اولی ہے کوئی جملہ اسکا
کسی عبارت مین نقل ہوا اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف ہو مثل لعل درخشان
کے ہے اور ایسا چمکتا ہی جیسی وہ جواہر جسکی جوت سی نظر خیرگی کرے اور اوسکی
عبارت ایسی ہی کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کرسکتا اور جب سی یہہ کتاب
مشہور ہوئی تمام علماء و فضلاء اسمین متحیر اور متعجب ہے واضح ہو کہ سب
لوگ قرآن کو معجزہ دائمی قرار دیتے ہین اور اوسی کو آنحضرت اپنی رسالت کی قوی
دلائل گردانتے تھے اور افصح فصحای عرب سی جنہین شب و روز یہی دُھن
رہتی تہی کہ کسیطرح عبارت آرائی مین کمال پیدا کیجئے رؤس الاشہاد دعوی
کرکے فرماتے تھے کہ ایک سورہ ہی اس کے مثل لاؤ روایت ہی کہ جب
آنحضرت نی اپنی شریعت علانیہ لوگون پر ظاہر کی تو جبتک ایک شخص نو برس

غامدی باشندہ یمین کا فرتھا اور یہہ شخص اون سات شاعروں سے تھا جنکے
قصائد مسمی بہ معلقات شہرگا و تیمنا کعبہ مین معلق تھے اور اونمین سے
ایک قصیدہ کی ابتدا مین یہہ شعر تہا کہ جو چیزین خدا کیطرف منسوب نہین وہ
بیکار ہین اور جو نیکی اوس سے نہین پیدا ہوئی ہے فقط سایہ ہے تہوڑی عمر
تک تو ایسا کوئی شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کی مثل کوئی شعر کہتا لکن آخرالامر
وہ سورہ قرآن جسی سورہ بقرہ کہتے ہین کسی دروازہ پر کعبہ کی معلق کیا گیا
پس جب ابو ربیعہ نے پہلے چند آیتیں اس سورہ کی دیکہین تو ایسا متحیر اور متاثر
ہوا کہ کہنے لگا کہ ایسی آیتین سوا وحی الہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فورًا
اسلام قبول کیا وہ آیات قرآن جنکی سبب سے یہہ شخص مسلمان ہوا تہا ذیل مین
مرقوم ہوتی ہین کچہہ شک نہین اس کتاب مین یہ ہدایت ہے ایمانداروں کیلیے
جو ایمان لائے ہین اوس وحی کا جو دلین خیال رکہتے ہین اوقات مقررہ نماز کا جو دیتے ہین
زکوٰۃ اوس چیز سے جو ہمنے (یعنی خدا نے) دی ہے اونہین جو یقین لاتے ہین
اوس وحی کا جو پہنچی گئی ہے تجہہ اے محمد صلعم اور نیز اوسکا جو دیا گیا تہا پیغمبرون
کو پیشتر تیرے اور جو یقین کامل رکہتے ہین عاقبت کا ایسے لوگ بتحقیق کہ ہین
رہنمائی مین اپنے رب کی اور رستگار ہونگے لیکن کفار پس وہ مثل اس
شخص کے ہین جو روشن کرتا ہے آگ کو اور جب وہ روشن کرتی ہے ہر چیز کو جو
گرد اوسکے ہے تو بند کر لیتا ہے اپنی آنکہین خدا لے لیتا ہے اونکا نور اور چہوڑ دیتا ہے
اونہین اندہیرے مین پس وہ نہ دیکہین گے وہ بہرے اور گونگے اور اندہے ہین
پس تو نہ کرینگے یا مثل اوس ابر کی جو اوترا ہو آسمان سے اور بہرا ہو اندہیری

گرج اور بجلی سے پس وہ رکھتے ہین اپنی اونگلیان اپنی کانون مین بسبب گرج کی آواز کے اور موت کی خوف سے خدا گھیر تاہی کافرونکو اور بجلی فقط فنا کردیتی اونہین بسبب نابینائی کی جب وہ روشنی دیتی ہی تو وہ چلتے ہین اوسمین لیکن جب اندھیرا ہوجاتا ہی تو وہ حیران ہوجاتے ہین + واضح ہو کہ) عرب کو جو تلاوت قرآن سے تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو اسکی وجہ یہہ ہی کہ اوس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہی کہ سحر کہنا چاہیئے اور یہہ ہی سبب ہی کہ آنحضرت نے اپنی نثر شعر کی خوبیون سے مزین کی ہے اسواسطیکہ آیات مین قافیہ بندی کی ہی اور اسطرح لکھی ہین کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا اور اختلاف طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہوگیا ہے چنانچہ بعض مقامات پر محاورہ سہل اور روزمرہ مین نہین لکھا ھی بلکہ عبارت مین رنگینی اور قافیہ بندی کی ہی جیسا کہ ایک مقام پر گویا جناب باری کی تصویر کھینچی ہے کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی اور اپنی بندون پر قواعد اور احکام نافذ فرمارہا ہی تو دآیات جنمین نعمات ابدی بہشت کا ذکر ہی ایسی فصیح اور شیرین ہین کہ اونکی سننے سے دل بیچین ہوجاتا ہی اور جنمین شعلہ ہای آتش جہنم کا بیان ہی اوس سے ایسی دہشت اور خوف معلوم ہوتا ہے کہ قلب ٹکڑی ہوا جاتا ہی اہل اسلام قرآن کا بہت اکرام احترام کرتی ہین اور جو لوگ اونمین نہایت محتاط ہین وہ تو اوسی بے طہارت مس بھی نہین کرتی اور یا بین خیال کہ مبادا سہواً بی طہارت مس کرلین بعض اوقات یہ آیت یا اوس کتاب پر یا اوسکی جلد پر لکھدیتے ہین کوئی شخص نہ مس کرے اسے مگر وہ لوگ جو طاہر ہون اور وہ لوگ اُس کتاب کا بہت ادب کرتے ہین اور

کبھی ہے کہ منہ سے نیچے اوسے نہین لٹکاتے اور جب اوسے پہلی مرتبہ کھولتے ہین
تو چوم لیتے ہین اور لڑائیون مین اوسے ساتھ لیجاتے ہین اور اوسکی آیتین علمون کے
پھریرون پر لکھ لیتے ہین اور اوسے طلا اور جواہرات سے مزین کرتے ہین اور عمدًا
کسی کافر کے پاس نہین رہنے دیتے اور اون لوگون نے اس کتاب کو بناء تعلیم قرار
دیا ہے اور سب مدرسون مین اپنے لڑکون کو یہہ کتاب پڑھواتے ہین اور حفظ کراتے ہین
انتظام بلاد اسلام مین رسوم و قوانین کا مدار اسی کتاب پر ہے اور قاضی اور مفتی اسی
کی قسم کھاتے ہین سب مسلمان اسکی مزاولت سے واسطے واجب جانتے ہین کہ اسمین اپنی
زندگی کا نور پائین (یعنی اسکے وسیلہ سے ہدایت پائین) اکثر مساجد مین ہر روز
قرآن کا دورہ ہوتا ہے اسطرح سے کہ تیس قاری باری باری پڑھتے ہین یہانتک کہ
قرآن ختم کرتے ہین اسی کثرت مزاولت کا یہہ نتیجہ ہے کہ بارہ سو برس عرصہ سے لاکھا
بلکہ کروڑہا آدمیون کے دلون مین اور کانون مین ہر وقت اسی کتاب کی صدا آتی ہے چنانچہ
بعض علماء اسلام ایسے گذرے ہین کہ اونہون نے ستر مرتبہ قرآن ختم کیا ہے قرآن
مین یہہ حکم مکررات و مرات لکھا ہے کہ وحدانیت خدا کا اعتقاد کرو اور اوسکی رضا
پر راضی رہو اور بلا عذر بدل و جان اوسکے احکام کی اطاعت کرو اور خیرات دو
اور حلم اور نرمی اختیار کرو اور رشوت سے پرہیز کرو اور عفو و درگذر اپنا شیوہ رکھو اور
راہ خدا مین جہاد کر کے سعادت شہادت حاصل کرو علاوہ اس حکم کے کہ تشہیر اور ترویج
اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے پہلے جن اعمال واجبہ کا قرآن مین حکم ہے وہ نماز ہاے
پنجگانہ کا بجا لانا ہے اسطرح سے کہ بوقت نماز مصلّی کو چاہیے کہ رو بقبلہ ہو اور پانچ
ساعت مقررہ مین بجا لاے بعد اوسکے ماہ رمضان مین روزے رکھنا اور اوسکے بعد زکوٰۃ

[illegible]

دینا اسطرح سی کہ ہر شخص چالیسوان حصہ اپنی مال کا زکوٰۃ کے لیئے مخصوص کری
اور اپنی دشمنون اور جہلا کو بہی زکوٰۃ دی سکتا ہی واضح ہو کہ ان تینون اعمال
مین آنحضرت صلعم نماز کو ایسا ضروری اور فرض جانتی تہی کہ اوسے رکن دین اور مفتاح
جنت فرمایا کرتی تہی اور یہہ بہی فرماتی تہی جس مذہب مین نماز نہین اوسمین کوئی
عمل نیک نہین نماز مین طہارت اور وضو کا بہی حکم ہی اور یہہ دونو فعل متمم صلوٰۃ
قرار دی گئی ہین جیسا کہ سیل صاحب اپنی کتاب مسمّی بہ پوے ملنہ ہے
صفحہ ۱۰۳ مین لکہتی ہین کہ مسلمانون پر واجب ہی کہ اس عمل (یعنی وضو) طہارت کی
زیادہ تر پابندی کرین اسواسطے کہ آنحضرت صلعم سی روایت ہی کہ کل اعمال نماز
طہارت پر مبنی ہین اور طہارت نصف ملت اسلام ہی اور مفتاح صلوٰۃ ہی
اور بجای اسکے بحث اتمام مین مشغول کرتا راقم لکہتا ہی کہ ان الفاظ کی تشریح کی لئی قول
غزالی کا نقل کرنا مناسب ہی عالم موصوف طہارت کی چار درجہ قرار دیتا ہی پہلا
درجہ پاک کرنا بدن کا نجاسات اور کثافات سی ہی دوسرا باز رکہنا اعضاء کا
تمام افعال قبیحہ سے تیسرا پاک کرنا دل کا تمام شہوات مذمومہ اور گناہان کبیرہ سے
چوتہا تذکیہ نفس کرنا یعنی بری کرنا نفس کا اون تعلقات سی جو مانع رجوع
قلب الی اللہ ہون بعد اسکی عالم موصوف کہتا ہی کہ جسم بہ نسبت قلب کی بمنزلہ
چہلکہ کے ہے اور قلب مثل مغز کی چنانچہ اسی وجہ سی یہہ عالم اون لوگون پر بڑی
لعن اور طعن کرتا ہی جو وسوسہ شیطانی سی طہارت ہای ظاہری مین سرگردان رہتی ہین
اور اون لوگون کو نجس جانکر پرہیز کرتی ہین جو ظاہر مین ویسی صاف اور محتاط نہین
جیسے وہ خود ہین حالانکہ ایسی ظاہر دار لوگونکی قلوب عصیان اور غرور اور جہالت

اور ریاسے مملو اور مغلوب ہوتی ہین پس اس عالم کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعض مورخین نے جو مسلمانون کی نسبت یہہ تہمت کی ہی کہ ان لوگونکا یہہ عقیدہ ہی کہ صرف طہارت ظاہری سے ہم گناہونسے پاک ہوجاتے ہین یہہ قول محض لغو اور بی اصل ہی (مخفی نرہے) کہ احکام قرآن فقط فرائض مذہبی اور مکارم اخلاق مین منحصر نہین ہین جیسا کہ گبن صاحب مورخ لکہتے ہین کہ بحر کابل سے دریاے گنگ تک سب لوگ اس بات کی قائل ہین کہ قرآن تمام قوانین شرع محمدی کی اصل ہے اور فقط فن کلام ہی اس سے مستنبط نہین بلکہ قوانین سیاست مدن بہی اسی کتاب سے مستخرج ہین اور اس فرقہ اسلام مین افعال اور اموال عباد کا اہتمام اور انصرام حق تعالی کی مشیت اور رضا پر موقوف ہی لہذا قرآن کو مجموعہ احکام و قوانین شرع محمدی کہنا چاہیے جسمین مذہب اخلاق سیاست مدن تجارت عدالت و انصاف جزا اور سزا ان سب امور کی تشریح و تفصیل ہی اور اس کتاب مین ہر قسم کے احکام مندرج ہین از رسوم مذہبی تا رسوم روزمرہ از نجات روحانی تا صحت جسمانی از حقوق جمیع ناس تا حقوق ہر فرد واحد از منافع شخصی تا منافع نوعی از مکارم اخلاق تا محارم و سیئات از سزای دنیوی تا عقاب اخروی بعد ان سب امور کی یہہ بات قابل لحاظ ہی کہ قرآن اور توریت اور انجیل و دیگر کتب سماویہ مین فرق بین ہی جیسا کہ کومٹ صاحب کہتے ہین کہ کتب سماویہ مین کوئی طریقہ علم کلام اور علم فقہ منضبط نہین بلکہ یہہ کتب فقط قصص اور حکایات اور وقائع اور حالات اور دعیہ مناجات عالی مضامین سے مملو

دشمنون ہین اور طرفہ تر یہہ ہی کہ یہہ مضامین سب غیر مدلل اور نامربوط ہین اور
باہم کوئی علاقہ منطقی اور عقلی نہین رکھتے نہ قرآن مثل اناجیل اربعہ بالضرور ہو سکتا ہی
اسواسطیکہ ان کتب مقدسہ مین صرف عقائد مذہبی اور طریقہ عبادات اور اعمال
اتباع دین مسیحی مذکور ہین برخلاف قرآن کی کہ اسمین علاوہ ان سب امور کے
سیاسۃ مدن سی بھی متصل اور مشرح ہی اور چونکہ اسی طریقہ مذکورہ قرآن پر
حکومت اور سیاسۃ بنا ہی لہذا جملہ ضوابط اور قوانین ملکی اسی کتاب سے
ماخوذ ہین اور اسی کی روسی تمام مقدمات جان او مال منفصل ہوتی ہین ٭
واضح ہو کہ چونکہ آنحضرت بخوبی آگاہ تھی کہ انتظام ملک مین منصب قضا اور
اجتہاد کی نسبت تغلب و تصرف کا خوف ہی اور یہہ احتمال جمیع ممالک کی نسبت
ہو سکتا ہی لہذا آپ نی ان مناصب کا تقرر مناسب نہ جانا اور انکی ممانعت
کردی بلکہ ہر مسلمان کو حکم کیا کہ قرآن اپنی پاس رکھی اور جمیع امور مین اوسی
اپنا راہنما سمجھے واقع مین یہہ حکم آنحضرت کا موافق عقل سلیم ہی اور اس مین
آپ نی پیغمبر حضرت عیسی کا تتبع کیا ہی اسواسطیکہ جس مذہب کی انہون
نی بنا ڈالی ہی اوسمین فقط عبادت خالص کا حکم ہی اور قاضی اور مفتی اور
رسوم اور اعمال ظاہری سی کچھ بحث نہین بلکہ وہ دین کا صرف خلوص اور عدم خلوص
نیت اور فرمان الہی پر مبنی ہی جیسا کہ رینان صاحب کہتی ہین کہ جناب مسیح
سی زیادہ کسی شخص کو قضا اور اجتہاد سی نفرت نہ تہی اور اونسی بڑہ کر کوئی شخص
اون رسوم و قواعد کا دشمن نہ تہا جو بحیلہ حفاظت اور حراست مذہب کی دین کو
ضایع و برباد کرتے ہین آنحضرت فرقہ جدید (یعنی اسلام) مین منصب قضا

واجتہاد کسی زمانہ مین نہین ہوا بلکہ سب اہل اسلام کو حکم ہی کہ اسمین
کچھ تکلف وامتیاز نہ کرین اور ایک دوسرے کو بہ لقب برادر پکارے بیان کو
سے واضح ہوا کہ اسلام مین منصب قضا واجتہاد نہین بلکہ جن علماء مجتہدین
سے انصرام مقدمات دنیوی (مثل فصل قضایا وغیرہ) متعلق ہوتا ہی اونہین
سے انتظام امور دین (مثل صوم وصلوۃ وغیرہ بھی متعلق ہوتا ہی اسطرح
کہ اس مذہب مین قوانین سلطنت وحکومت اور احکام دین وملت مین
کچھ فرق نہین بلکہ دونون کی اصل قرآن ہی لیکن جسطرح عیسائیون مین
رسم ہے کہ ہر شخص اپنے مال کا دسوان حصہ پادریون کی نذر کرتا ہی
اوسطرح مجتہدین اسلام اپنے مقلدین سے منتفع نہین ہوتے اور مثل علماے
عیسوی کی یہہ لوگ اپنی خدمت اجتہاد کی عوض مین کچھ نہین لیتے نہ مال اوقاف
متعلق مساجد وغیرہ مین دست اندازی کرتے ہین نہ لوگون سے اونکے مال کا
دسوان حصہ لیتے ہین اور نہ بادشاہ سے تنخواہ لیتے ہین بلکہ ان لوگون
کی بسر اوقات اسطرح ہوتی ہی کہ مقدمات شرعیہ مین (جنمین کسی شخص
کو کسی مال یا استحقاق شرعی کی نسبت نزاع ہوتی ہی) ایک مبلغ مناسب تخمیناً
فیصدی [illegible] لیتے ہین اور کچھ اون اراضی کی آمدنی مین سے پاتے ہین جو
اخراجات مساجد کے لئے مخصوص ہوتی ہین یہہ امر واقعی ہی کہ علماء
اسلام آپسمین سب متفق اور متحد ہوتے ہین اور مثل ایک فرقہ یا جماعت
کی رہتے ہین اور ان لوگون کو بھی وہی اختیارات ہوتے ہین جو پادریان
انگلستان کو حاصل ہین الا یہ فرق ہی کہ ان لوگونمین آپس مین بنا اتفاقی

نہین ہوتی (مخفی نرہی) کہ آنحضرتؐ کی شریعت مین جہان اور خوبیان
ہین وہان ایک خوبی یہہ بہی ہی کہ شک وشبہ اور تخالف اور تشابہ سے
منزّہ اور مبرّا ہی اور قرآن وحدانیت باری تعالی کی دلیل کافی ووافی ہی
آنحضرتؐ نی عبادت اصنام واجرام وکواکب وسیارات باین دلیل معقول
باطل کردی کہ جو شی ممکن ہی اوسکو فنا ضرور ہی اور جو چیز پیدا ہوئی ہی اوسکے
مٹنا لابد ہی اور جو چیز طلوع کرتی ہی اوسی غروب ہونا لازم ہی اور جو شے
متغیر اور حادث ہی اوسی فنا وزوال واجب ہی پس ان دلائل سی آپؐ
کی عقل سلیم اور دل حق بین نی ایک ذات واجب الوجود کا اعتقاد کیا جو قدیم مجرّد
معرّا از جسم ومکان منزّہ از اولاد وازواج مبرّا از شبیہ ونظیر حاضر فی کل جہات
ناظر صفات موجود بنفسہ قایم بالذات متحد الصفات مع الذات ہی اور
اوسی معبود برحق کی عبادت اختیار کی یہہ عقائد حقّہ جو آنحضرتؐ نی اپنی زبان
صدق بیان سے فرمائی (جو قرآن کی ۲ — ۵۷ اور ۵۸ سورون مین مذکور
ہین) آپؐ کی صحابہ اور تابعین نی بصدق دل اور خلوص نیت قبول کئی اور
مترجمین اور مفسرین قرآن نی بدلائل حکمیہ وبراہین منطقیہ مدلّل ومشرّح
کئی (و اضح ہو کہ عقائد اہل اسلام (اسقدر عقل پر مبنی ہین) کہ ایک حکیم
موحّد (جو سوا ایک خدا کی اور کسی بات کا قائل نہ ہو) کلمۂ طیبہ لا اِلٰہ
اِلّا اللہ بلا حجت وتکرار قبول کرلی گا اب راقم کہتا ہی کہ خالق جہان نی اپنا
وجود اپنی تمام مخلوقات پر ظاہر کیا ہی اور اپنی شریعت انسان کی دل پر لکھی ہی
چنانچہ ہر زمانہ کی پیغمبرون کا یہی مقصود واصلی با ظاہری رہا کہ حق تعالی کو پہچنوائین

اور اوسکی شریعت کو رواج دین پس آنحضرتؐ کی صدق نیت اور صفائی طینت کو دیکھنا چاہیئے کہ آپؐ نے انبیاء سابقین کی نبوت کو مثل اپنی نبوت کے جانا اور اونکی رسالت کی بہی اوسی طرح تصدیق و توثیق کی جسطرح اپنی نبوت کا اظہار و اثبات کیا بلکہ اپنے بارےمین تو یہہ فرمایا کہ مین از آدمؑ تا ایندم نبی ہون اور بانی دین مسیحی کے بارے مین آنحضرتؐ نے مسلمانون سے یہہ ارشاد کیا ہے کہ اونکا بہت پاس و ادب کرو اور اونکی بات مین بعض اسرار کا اعتقاد رکہو جیساکہ ۷ آور ۸ اسورہ مین لکہا ہے) علمائے فرقہ پروٹسٹنٹ کیتہولک نے حسن ظن نسبت والدہ حضرت عیسیٰؑ کی قرآن ہی سے نقل کرکے اپنے عقائد مین داخل کیا ہے چہہ سو برس کے عرصہ مین (یعنی زمانہ جاہلیت مین) اگرچہ طریقۂ حق بالکل مفقود ہوگیا تہا تاہم عیسائیون نے اپنے مقتدی (یعنی مسیحؑ) کے ارشادات اور احکام بالکل فراموش کردئے تہے راقم کہتا ہے کہ یہہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے بمقتضی زہد و تقویٰ نبوت بڑی خوشی سے یہہ خبر دی ہے کہ زمانہ آخر مین ایک ایسا نبی مبعوث ہوگا جو ہمسے بہی افضل و اولیٰ ہوگا اور شاگرد مسیحؑ نے بہی وعدہ کیا ہے کہ فارقلیطا یعنی تسلی دہندہ آئیگا یہہ دو لفظ پیشین گوئیان بلاشک و شبہہ اشرف الانبیاء اور خاتم النبیین (یعنی آنحضرتؐ) کے بارے مین اور آپ ہی کی ذات پاک مین انکی تکمیل ہوئی سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ پہلا امر جسکی قرآن مین تاکید ہے اعتقاد وحدانیت خدا ہے اور بعد اوسکے تصدیق آنحضرتؐ عیسائیون کی بارے مین آنحضرتؐ یہہ فرماتے تہے کہ

۵۲ چنانچہ سیل صاحب نے ترجمہ قرآن باب ۳ صفحہ ۳۹ مین لکہتے ہین کہ سینٹ اپورس اور سینٹ آگسٹین سے کہ قدمائے علمائے مسیحی مین سے تہے مسئلہ الہی مین بہت نزاع کی ہے اور اونکا کلام بسا رکیک اور خلاف جیسا ہے کہ اوسکا نقل کرنا راقم کے نزدیک بیہودہ ہے فقط ۱۲

بہہ لوگ غلطی اور گمراہی مین پڑے ہین اور عقیدۂ حقّہ توحید کو مسئلہ مخترعہ
تثلیث سے خراب کر دیا اور چونکہ حق تعالے کی عادت ہی کہ امور
ضروریہ واقعیہ کو بغیر ثابت کیے نہین چھوڑتا اور یہہ امور ضروریہ قبل
میری بعثت کو متروک ہو گئے تہے لہذا اوسنے مجہے پیغمبر کیا کہ اون
واقعی ضروریہ کو ثابت اور قایم کرون پس یہی وجہ ہے کہ قرآن مین
مسلمانون کو بہ لقب موحدین خطاب کیا ہی اور یہہ لقب بمقابلہ عیسائیان
رکھا گیا ہے جنہین لفظ مشرکین سے تعبیر کیا ہی نصاری کو مشرکین کہنے کی
وجہ آپ صلعم نے یہہ فرمائی ہی کہ یہہ لوگ اور چیزون کو خدا کا شریک گردانتے ہین
اور انکی عبادت کرتے ہین جیسا کہ تیسرے سورہ مین قرآن کی لکہا ہے
کہ ای اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) اپنی عبادت حدود مقررہ سے
نہ بڑہاؤ نہ کہو وہ بات جو خلاف سچائی کے ہے جب تم خدا کا ذکر کرتے ہو
عیسے علیہ السلام مسیح پسر مریم صرف پیغمبر خدا ہین پس یقین کرو خدا کا اور اوسکی نبیون کا
اور نہ کرو ذکر تثلیث کا اور اپنی باتون کو حد انصاف سے نہ گذرنے دو خدا ایک
اور لا شریک ہی سب تعریفین اوسی کے لئے ثابت ہین خدا کوئی فرزند نہین رکہتا
دوسرا مطلب عظیم نزول قرآن سے یہہ تہا کہ تین مختلف مذہبون کے
لوگ (جو مذہب اوس زمانہ مین مروّج تہے) ایک ہی خدا کو مانین
اور اوسی کی پرستش کرین اور چند رسوم و قوانین مقرر کیے جائین جنمین
بعض قوانین سلف کی مطابق ہون اور بعض بالکل جدید ہون اور ان قواعد
و رسوم کی تعمیل اون لوگون سے اسطرح کرائی جاے کہ اونہین طمع ثواب

اور خوف عقاب دنیوی و اخروی دلایا جائے اور ان نبیون نے ہون
کی لوگ آنحضرت صلعم کو پیغمبر جانکر آپ صلعم کی اطاعت کرین اور یہ اعتقاد کرین کہ
زمانہ سابق مین حق تعالی نے اپنے بندون کو بار بار ترغیب اور تہدید کی
کہ اوسکا ایمان لائین اور جب وہ راستی پر نہ آئے تو اوسنے آنحضرت صلعم کو اس
غرض سے مبعوث کیا کہ دین خدا کو زمین پر قایم کرین اور اسواسطے مین بلندی
اور مقدمات دنیا مین تمام عالم کے بادشاہ یقین کئے جائین پس قرآن
مین اول اور اشرف اعتقادات توحید جناب باری ہے اور اسی عقیدہ
کو آنحضرت صلعم نے اپنی رسالت کا مقصود اصلی قرار دیا ہے اور یہہ بھی فرمایا ہے
کہ ایک مذہب حق سے زیادہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہوسکتا ہے اور اگرچہ وضع عبادات
کی رسوم و قواعد مخصوصہ چند ہی عرصہ کے لئے ہون اور سنت الہی
اونمین اکثر تغییر و تبدل ہوتا ہے تاہم چونکہ وہ مذہب حق اور ذاتی ہے
لہذا اوسکی اصل ماہیت مین تغییر نہین ہوسکتا بلکہ ہمیشہ ایک ہی کیفیت پر
رہتا ہے پس جب اوس دین حق کے اصول و قواعد سے بندون نے غفلت
کی تو حقتعالی نے اپنے پیغمبر بھیجے تاکہ اون غافلون کو عقائد حقہ تعلیم کرین
اور اونہین تنبیہ و تہدید کرین اور ان انبیاء مین سے حضرت موسی و عیسی ع
نہایت جلیل القدر اور اولوالعزم تھے جبتک کہ آنحضرت مبعوث ہوئے لیکن
آنحضرت صلعم نے یہ کبھی نہین فرمایا کہ مین ایک مذہب جدید او علیحدہ بنا کرتا ہون
بلکہ خلاف اسکے یہہ ارشاد کیا (جیسا کہ قرآن کے ١٦ — ١٢٦ اور اور سورۃ مین لکھا ہے
کہ میرا مذہب موافق ملت ابراہیم ع ہے اور یہہ دین جبرئیل فرشتہ بذریعہ وحی

جہپر لائے ہین (جیساکہ ۳-۲۳ سورتون مین لکھاہے) خلاصہ یہہ کہ قرآن کا
صرف یہہ حال ہے کہ کتب سماویہ کی تصحیح کرے اسواسطیکہ آنحضرت نے
فرمایا ہیکہ یہود و نصاریٰ نے ان صحف مقدسہ مین تحریف کی ہے خصوصاً
اون مقامات پر جہان میرا ذکر تہا (جیساکہ ۳-۲-۶-۱۰-۱۱-۱۲-۱۹
۷-۳ سورون مین لکھاہی) ایک روایت یہہ ہی کہ جبرئیل فرشتہ قرآن
آنحضرت کی پاس اس کیفیت سے لائے کہ اوس دنبہ کی کہال پر لکھا تہا
جو حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند اسحق کے عوض قربانی مین دیا تہا
اور طلا اور ریشم اور جواہرات سے مزین تہا دوسری روایت یہہ ہے
کہ اور یہی قول عیسائیون کے نزدیک بہی معتبر ہی کہ باعانت یہود خارجی
مسمے بہ سرجی ورحہ ابن نوال اور راہب نصرانی جو سردار فرقہ نسطوریہ
باشندہ انفیشی واقع بصرہ تہا آنحضرت نے یہہ کتاب تالیف کی اور یہہ قول
بہت قدیم معلوم ہوتا ہی اسواسطیکہ خود آنحضرت نے بڑی غصہ سے اسکی رد
کی ہی (جیساکہ ۱۰-۱۱-۱۶-۲۵ سورون مین لکھاہی واضح ہو کہ) قرآن مین نہایت
تاکید ہے کہ ایک ہی خدا کے وجود کی قائل ہو جیساکہ ۲-۳-۴-۵
-۶-۷-۱۳-۲۳-۳۷-۳۹-۴۰-۴۳-اور ۹۴ سورون
مین لکھاہے (اور اوسکی صفات یہہ لکھی ہین) کہ قدیم ہے اور کسی سے پیدا
نہین ہوا اور نہ کوئی اوس سے پیدا ہوا ہی (جیساکہ ۱۱۲ مین لکھاہی) اور سب
چیزونکا خالق اور صانع ہے (جیساکہ ۶-۱۳ سورون مین آئی) اور
رحمان اور رحیم ہی (جیساکہ ۳-۵-۱۰۶-۴ سورون مین لکھاہی)

اور حافظ ہی اون لوگونکا جو اوسکی ناشکر گذاری نہین کرتے (جیسا کہ ۹۴
۹۴-سورونمین لکھاہی آور بخشنے والا ہے اون لوگون کا جو گناہ
کرتی ہین بشرطیکہ وہ توبہ کرین (جیسا کہ ۲۵-اور ۱۰ اسورون مین لکھاہی)
مالک روز جزاہی (جیسا کہ ۲-۱۴-۱۶-۱۷-۱۸-۲۲ سورونمین ہے)
اور سلوک کرتاہے ہر شخص سی موافق اوسکی اعمال کی (جیسا کہ ۲-۳-
۴-۱۰-۲۸ سورونمین ہی) یعنی نیکون کو اور اون لوگون کو جو اوسکی راہ
مین جہاد کرکے شہید ہوتے ہین عیش اور آرام ابدی دیگا اور یہہ نعمات
عقبی بڑی نفاست اور لطافت سی بیان کی گئی ہین اور سب مضامین عالیہ
اور استعارات لطیفہ سی مملو ہین (جیسا کہ ۷-۱۳-۱۵-۱۸-۳۲-۳۵ سورون
مین لکھاہی) اور خاص کرکے ۲۷-۳۸-۵۲-۵۴-۵۵-۵۶-۷۶-
۸۱-سورون مین لکھاہے اور گناہگارون اور شریرون کو عذاب دائمی
جہنم مین مبتلا کریگا جسکی خوف اور دہشت خارج از عقل ہی خدا وہ جو
ایک خدا کی یہہ بھی لکھاہی کہ وہ رب العالمین ہے (جیسا کہ ۵-۱۶-۱۷-
۲۵-۳۲ سورونمین لکھاہے) اور عالم الغیب اور مقدر تقدیرات ہے
جیسا کہ ۱۳-۳۴ اسورونمین ہی) قرآن مین یہہ بھی حکم ہی کہ وجود ملائک
کا اعتقاد کرو (جیسا کہ ۲-۷-۹-سورونمین ہے) لیکن فرشتون کی اور
آنحضرت کی عبادت کرنیکی ممانعت قطعی ہو جیسا کہ ۳-سوری مین ہے
اور یہہ بھی لکھاہے کہ شیاطین خلقت سی بنی آدم کی دشمن ہین (جیسا
۵-۴-۳۶-۳۸-سورونمین لکھاہے) اور ہر شخص پاس دو فرشتے ہین

جو اوسکی افعال کو دیکھتے رہتے ہین (۳۵ سورہ آور مسلمان کو ان امور کے اعتقاد کا بھی حکم ہی کہ اجنہ ہین اور ان مین سے بعضے نیک ہین اور بعضے بد اور ملائکہ اور شیاطین مدارج مین مختلف ہین (جیسا کہ ۳۶-۵۵ سورہ مین ہی) لیکن ان سب امور سے زیادہ اسکی تاکید ہی کہ آنحضرت کو پیغمبر خدا سمجھو لیکن آپ کو من حیث الماہیۃ اور بنی آدم سے برتر تصور نہ کرو (جیسا کہ ۱۷-۹۴ سورہ مین ہے) واضح ہو کہ جسطرح لوگون نے ناانصافی سے مضامین اور احکام قرآن پر اعتراضات کیے ہین اوسی طرح اون مکارم اخلاق پر نقض کیے ہین جو اوسمین مندرج ہین حالانکہ اوس کتاب مین شراب خواری اور لہو و لعب کی بڑی مذمت ہی (۵-۹۴ ۱۷ سورے) اور رشوت (۲-۵ سورہ) حرص و غرور ۴-۱۷-۱۸ سورے غیبت اور بدگوئی (۱۰۴ سورہ) طمع (۴-۳۳ سورہ) ریاکاری (۴-۶۲ سورہ) طمع منافع دنیوی (۱۰۰-۱۰۳ سورے) ان سب افعال و عادات قبیحہ کی ممانعت کلی ہے بلکہ برخلاف اسکی زکوٰۃ ۲-۳-۹-۵۰-۵۷-۹۰ سورے حقوق والدین (۴-۱۷-۲۹-۴۶ سورے) حمد و شکر نعمات الٰہی (۵ سورہ) ایفائی عہود (۵-۱۶ سورے صدق و صفائی قلب (۶-۱۷-۲۳-۸۳ سورے) عدل و انصاف (۵-۶ سورے) خصوصًا نسبت ایتام کے (۱۳-۹۰ سورے) عصمت اور تہذیب کلام مین بھی (۴-۲۴-۲۵ سورے) رہائی اسیران ۲۴-۹۰ سورے) صبر و شکیبائی ۲-۳-۴ سورے) اطاعت (۲ سورہ)

سخاوت (۲۸ سورہ) عفو جرائم (۳-۱۶-۴۲-۳۴-۴۳ سورے) نیکی کی راہ چلنا نہ دنیا کی تعریف کے لیئے بلکہ خوشنودی و رضاء الٰہی کیواسطے (۴۲ سورہ) ان سب امور نیک کی نہایت تاکید ھی سابق میں ذکر ہوچکا ہی کہ قرآن میں صرف احکام ضروریہ مذہب ہی نہیں مندرج ہیں بلکہ قوانین ملکی اہل اسلام بھی لکھی ہیں جسطرح توریت میں قواعد ملکی یہود مرقوم ہیں اور عدد ازواج چار میں منحصر ہی اور ان سے زیادہ عقد کرنا ممنوع ہے (۴ سورہ) اور رسوم نکاح بھی مندرج ہیں (۲-۶ سورہ) اور حقوق زوجیت (جو شوہر و زوجہ دونوں کو لازم ہیں) بھی مقرر ہیں یہانتک کہ مدت رضاعت (۲ سورہ) زمانہ عدہ بعد انتقال شوہر (۲ سورہ) مہر اور نفقہ زوجہ (۲-۴ سورے) اور احکام نسبت بہ زوج و زوجہ بعد خلع یا طلاق (۲-۴-۵-۶ سورے) یہہ سب امور اس کتاب میں مذکور ہیں ورثہ وصیت تولیت معاملات و عہود انمیں سے کوئی چیز آنحضرت صلعم نے نہیں چھوڑی اور سورہ مشار الیہا میں ان سب باتوں کا ذکر ہے بعد ازان شہادت کاذب (۵-۹ سورے) مکر و خدع قضاۃ و اجتہاد مین (۵ سورہ) فریب (۴ سورہ) سرقہ (۵ سورہ) قتل انسان (۲-۴-۶-۵-۲ سورے) قتل رضیع (۶-۷ اسورے) مناکحت از محرمات شرعیہ (۴ سورہ) بیحیائی اور زنا (۴-۱۹-۲۴-۲۵-سورہ) ان سب افعال بد کی عقوبت اور سزا لکھی ہی ان احکام و حدود سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صرف نبی نہ تھی بلکہ مقنن بھی تھے پس یہہ بلا تکلف کہ سکتے ہیں کہ یہہ احکام و حدود قبل ہجرت یا بعد

شریعت اسلام جاری نہ تھے بلکہ کہہ سکتے ہین کہ انمین سے بعض احکام تو
فتح مکہ تک نہ جاری ہوئے تھے پس قران کی کیفیت ایسی ہے جیسی بیان
کی گئی اور مسلمان اس کتاب کا ایسا پاس و ادب کرتے ہین کہ عیسائیون
مین بہت کم لوگ ہین جو ایسا پاس و لحاظ کتب مقدسہ کا کرتے ہین اور ان
لوگون کے تمام عقائد مذہبی اور قوانین ملکی اور اخلاق و عادات کا ماخذ
یہی کتاب ہے (واضح ہو) کہ جو عقیدۂ اہل اسلام فی قرآن سے اخذ کیا ہے
اوسکی اصول یہہ ہین پہلی اصل یہہ ہے کہ مذہب کی دو قسمین ہین ایمان
اور دین خدا اور ملائکہ اور احکام قرآنی اور انبیاء و رسل اور بعث و قیامت
ان سب باتونکا اعتقاد ایمان مین داخل ہے اور نماز ہای پنجگانہ مع رسوم طہارت
و وضو اور صوم زکوٰۃ حج یہہ سب امور دین مین داخل ہین ملت اسلام
اور دین مسیحی مین فرق سمجھنے کے لئے یہہ بات ناظرین کے ذہن نشین
رہے کہ مذہب عیسوی کا مدار صرف اصول عقائد پر ہے اور عیسائی
انہین عقائد کے پابند ہین اور اونکے نزدیک عقائد مذہبی اور اخلاق
و اعمال ظاہری مین بڑا فرق ہے لیکن برخلاف اسکے اہل اسلام فقط اصول
عقائد کی پابندی نہین کرتے بلکہ اونکے نزدیک احکام و حدود شرع پر بھی
عمل فرض ہے اور اونکے عقیدہ مین اخلاق اور سیاست مدن شرع پر مبنی ہین
اور ان سب امور کی تعمیل حسب شرع واجب ہے پس ان لوگون کو شرع کے
تبعیت و مودت شرع و توسیع حدیث اور واسطے انتظام و انصرام ملک
اور حق و دین سب باتین ایک لفظ اسلام مین داخل ہین جنکا [illegible]

اور مناقب قرآن کے جنپر اوسی فخر و مباہات کرنی بجا ہی دو فضیلتین بہت بڑی ہین ایک فضیلت تو یہہ ہی کہ جس مقام پر حقتعالی کا ذکر ہے بڑی عزت و احترام و عظمت و ہیبت کی ساتہہ ہے اور کسی جگہہ پر اوسکی ذات پاک کی طرف عیوب اور شہوات انسانی نہین منسوب کئی ہین دوسرا شرف یہہ ہوگہ جملہ خیالات باطل الفاظ رکیک اور حکایات لغو سی منزہ ہے ۔ لیکن افسوس ہے کہ کتب ہنود ان عیوب و نقص سے مملو ہین واقعی قرآن ان عیوب صریحہ سی ایسا مبرا ہی کہ ابتدا سے انتہا تک پڑہ جایئے کہین کسی امر رکیک اور خلاف حیا کا شائبہ بہی نہ پائیگا جس مذہب کی بنا قرآن پر ہی اوسکا مآل توحید محض خالص ہے اور کوئی بات اوسمین ایسی نہین جسسے اوسکے اہم عقائد (یعنی وحدانیت خدا) مین کسی طرح کا شک و شبہ ہو سکی بعض فرقون کا یہہ قول ہی کہ حق تعالی محض ایک علت عقلی ہے جسکا وجود تمام ممکنات پر مقدم ہے اور اوسنے چند قواعد مقرر کر دیئے ہین کہ اونہین پر انتظام عالم کا مدار ہے اور اوسی خود کو کچہہ دخل نہین بلکہ وہ تو ایسی مقام پر رہتا ہے کہ وہان تک کسی کا گذر ممکن نہین لیکن مذہب اسلام مین حق تعالی کی ذات ان نقصون سے بری ہی بلکہ وہ ہمیشہ حاضر و ناظر اور فاعل مختار ہے ایک فضیلت اسلام کی یہہ بہی ہے کہ اس مذہب مین حجت و تکرار کو کچہہ دخل نہین اور چونکہ اسمین کوئی امر مخفی اور خلاف عقل نہین بلکہ جملہ امور مدلل و مبرہن ہین لہذا لوگون کو کوئی حجت و تکرار اس مذہب مین نہ رہی بلکہ بیچون و چرا ایک صاف اور ایکرنگ طریقہ

عبادت اختیار کر لیا جالانکہ اون لوگون پر تعصب مذہبی اور شہوات نفسانی
کا اسقدر غلبہ تھا کہ از خود رفتہ ہوجاتی تھے اور حق و باطل مین تمیز کرنے سے
دوسرا شرف اسلام کا یہ ہی کہ اس مذہب مین اولیا و فقرا و شہدا کی
پرستش کرنا باقیات بزرگان سلف اور اونکی تصویرون کو پوجنا اور ایسی
کشف و کرامات کا اعتقاد کرنا جو انسان کی عقل سے خارج ہین یہ سب امور
ممنوع ہین اور ترک دنیا اور توبہ بامشقت شدید جسمانی یا روحانی بھی
ممنوع ہے پس ان امور سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلی آنحضرت نے سب چیزون
کی حقیقتا و کیفیتا بخوبی دریافت کرلی اور اوس زمانہ کی لوگون کی حالات
ہمہ تن تجسس کرلیا اور یہ بھی بنظر تعمق دیکھ لیا کہ جو امور مذہبی اتفاق
عقلا ہین پابند ضبطی کرنے ان سب مراحل کی قواعد اور احکام شرع جاری
کیے پس کچھ تعجب نہین کہ ایسے طریقۂ معقول و محمود سے سب رسوم
بت پرستی خانہ کعبہ سے موقوف کر دیئے قواعد صابئین اور ستارہ پرستان
باطل کر دیے اور آتشکدہ ہای زردشت خاموش کر دیئے اب راقم
چاہتا ہے کہ چند باتین نسبت بہ مذہب اسلام من حیث انہ مبنی علی
القرآن بیان کرے (پس واضح ہو کہ اہل اسلام نے کسی مذہب و
ملت کی رسوم و قواعد مین کبھی دست اندازی نہین کی نہ کبھی کسی مذہب
کی لوگون پر ظلم و تعدی کی نہ کبھی محکمہ انکوئزیشن مقرر کیا (یہ محکمہ
ملک اسپانیہ مین اس واسطے مقرر کیا گیا تھا کہ لوگون سے مذہب عیسائی
بجبر قبول کرایا جائے) نہ لوگون سے اپنا مذہب بجبر قبول کرایا اگر

نہ اونہین اپنے دین مین لانیکی کبھی کوشش اور جستجو کی البتہ اہل اسلام
نے اور مذہب کے لوگون کو اپنے دین کیطرف دعوت کی لکن کبھی اون سے
اپنا مذہب جبراً قبول نہین کرایا جیسا کہ قران مین لکھا ہے کہ مذہب کے
بارے مین جبر نکرو تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہود و نصاری
اور صابئین ہین اور جو شخص ایمان لایا ہے خدا اور روز قیامت پر وہ
پائینگے اپنی جزا اپنے پروردگار سے اونپر کوئی خوف نہ ائیگا اور نہ وہ
رنجیدہ کئے جائینگے علاوہ ان سب امور کے ہمیشہ مسلمانون کا یہ دستور رہا
کہ جس شخص نے انکا مذہب برضا و رغبت قبول کیا اوسی پیہ لوگ شامل
اپنے جانا گئے اور اوسکے حقوق کو اپنے حقون کے برابر سمجھا گئے اور
جن ملکون کو فتح کیا اونہین ظلم و جور اور ہر قسم کی تعدی سے محفوظ رکھا
حالانکہ از ابتدائے خلقت تا زمانہ آنحضرت جس بادشاہ نے ملک غیر کو فتح کیا
وہانکے باشندون کی نسبت کوئی دقیقہ ظلم و جور کا فروگذاشت نہین کیا
بلکہ اہل اسلام نے رسم قتل اطفال جو اوس زمانہ مین عرب مین اور اوسکے
گرد و نواح مین رائج تہا موقوف کردیا اور بردہ فروشی کی بہی ممانعت
کردی اور عدل و انصاف مین سب لوگون کو یکسان سمجھے یہانتک کہ
جن لوگون کو بزور شمشیر مغلوب کیا تھا اونکی نسبت بہی ویسا ہی انصاف
کیا جیسا آپسمین ایکدوسرے کی نسبت کرتے تہے اور خراج کم کردی اور فقط
دسوان حصہ رعایا سے بطریق خراج لیا اور اختیار کو محصول اور اخراج
سے بہی کرو یا اور اور مذہب کے لوگون کو اس تکلیف سے آزاد کردیا۔

علماء و مجتہدین اسلام کو دیا اور مسلمانون کو ایک مبلغ معین بطور محصول
باخراج کے دیا کرین بلکہ جو لوگ اسلام قبول کرنی پر راضی ہوتی تھے
فقط ایک جملہ یعنی (کلمہ طیبہ پڑہنے کی اونسے درخواست کیجاتی تھی
اور فقط یہی ضمانت اونسی طلب کیجاتی تہی نہ یہ کہ اونسے ختنہ کرنیکا
بھی اصرار کیا جاتا ہو جیسا کہ اکثر لوگ گمان کرتے ہین (واضح ہو کہ جو
امور باعث ترقی اسلام ہوئے اس زمانہ مین بہی بخوبی تفصیل سے دریافت
نہین ہوسکتے ہان البتہ یہہ ممکن ہے کہ چند باتین ضروری بیان کیجائین
پہلی وجہ ترقی اسلام کی یہہ تہی کہ عقائد اہل اسلام نسبت جناب باری کے
بہت صحیح اور معقول ہین اور ان لوگون آداب و اخلاق بہی بہت درست
ہین چنانچہ یہہ امور قرآن مین جابجا مذکور ہین اور چونکہ وہ لوگ جنمین اسلام
نے پیشتر رواج پایا تہا بسبب مشارکت و مجانست یہود و نصاری مہذب
و معقول ہوگئے تہے لہذا اعتقاد حقیقی اسلام کا مقتضی یہہ تہا کہ ایسے لوگون
کے دلون پر اثر کرین دوسری وجہ ترقی اسلام کی یہہ ہی کہ اس مذہب کے
قواعد و رسوم اور ملل و مذاہب سے جو اوس زمانہ مین عرب مین رائج تہے
ماخوذ ہوکر بطرز معقول جمع کئے گئے تہے تیسرا سبب اس مذہب کی ترقی
کا یہہ تہا کہ جملہ مقدمات اور معاملات شرعی اور تمام کاروبار زندگی از روی
احکام قرآن تعمیل کئے جاتے ہین لیکن بعض مؤرخین نے علاوہ ان وجوہ
کے ایک وجہ ترقی اسلام کی یہ بہی لکہی ہے کہ آنحضرت صلعم نے عیاشی اور
بدفعلی کی قدغن نہ کی تہی بلکہ ان امور سے چشم پوشی کرتے تہے لیکن جس شخص

کے مزاج مین تعصب نہ ہوگا اس قول کو ہرگز نہ تسلیم کریگا اسواسطے کہ
تواریخ وسیر کی تتبع سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی مذہب
کے اشتہار اور ترویج کے لئے اس قسم کی ترغیب اور تالیف قلوب کبھی
نہیں کیا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان امور (یعنی عیاشی وغیرہ) کا
قیاس قواعد و رسوم نصاریٰ اور اہل یورپ پر نہین ہوسکتا اسواسطے کہ
بعض رسوم ان لوگون کے نزدیک عیاشی اور بدفعلی مین داخل ہین لیکن
وہی رسوم عرب وغیرہ مین مروج و ممدوح ہین پس راقم کہتا ہے کہ جس حالت
مین کہ تعدد ازواج عرب مین رائج تھا تو آنحضرتؐ کی تابعین کو اس فعل کی
کوئی اجازت جدید نہین ملی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ اون لوگون نے اس امر
(یعنی تعدد ازواج) مین بڑی احتیاط کی اسواسطے کہ اوس زمانہ مین جاہلیت
متفرقہ مین عورتون کے بارے مین ایسی وسعت تھی کہ جتنے عقد چاہتے کرسکتے تھے
لیکن باوجود اس رسم قبیح کے آنحضرتؐ نے زنا اور عقد محرمات شرعیہ کی
ممانعت قطعی کردی تھی اگرچہ یہ افعال بد جاہل اور وحشی قومون مین اکثر رائج
ہوتے ہین پس ان باتون سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ (معاذ اللہ) آنحضرتؐ
بد اخلاق یا مکار تھے جو مسلمان بہت پابند مذہب ہوتی ہین وہ مثل اسٹوئکس
کے (یہ ایک فرقہ حکماء یونان مین تھا جو مشقت و ریاضت نفس بہت پسند
کرتا تھا) شدید اور سخت ہوتی ہین نہ مانند اپیکیوریینس کے (یہ ایک
اور فرقہ حکماء یونان مین تھا جو عیش و عشرت کو دوست رکھتے تھے) نرم عیاش
اور جو شخص قرآن کو سمجھ کر پڑھیگا اوسے معلوم ہو جائیگا کہ بندون کی نسبت

کسقدر تشدد ہے اور کس قدر احتیاط کا حکم ہے واقع نہیں ہے کیونکر ہوسکتا تہا
کہ جو شخص ایک مذہب نوا ور فرقہ جدید کا بانی ہو وہ لوگون کی عیاشی او
بد فعلی سے چشم پوشی اختیار کرے اور کچہ تعرض نہ کرے بہلا اصلاح اوسکے
ہمراہیون کے لئے کامیابی کیونکر حاصل ہوسکتی تہی اور اوسکی مذہب کو ثبات و
دوام کیونکر ہوسکتا تہا پس جہان اور اسباب ترقی اسلام کے ہین وہان تشدد
اور پابندی مذہب بہی ایک سبب اوسکی نشو و نما کا تصور کرنا چاہیے چونکہ
ہر مذہب مین قواعد و رسوم ظاہری (مثل نماز و روزہ) کے صاف اور
واضح ہوتی ہین لہذا اگر لوگون نے ان رسوم کی پابندی اختیار کرلی ہو تو
پہر انسی تغافل اور تساہل نہین کرتے بلکہ اکثر انہین بجالاتے ہین برخلاف ان
احکام کے جو مکارم اخلاق کی بابت ہین ہون کہ اونکی پابندی مین لوگ غفلت
اور کاہلی کرتے ہین مثلاً مدت تک روزہ رکہنا حج کرنا نماز پانچگانہ
ہر روز بجالانا طہارت اور وضو وغیرہ کرنا ہمیشہ زکوٰۃ دینا اون نشون سے
پرہیز کرنا جو حواس زائل کردیتے ہین یہ سب فرائض مجوزہ قرآن اہل اسلام
کے لئے سند اور حجت قاطع ہین اور انکی مزاولت اور مواظبت سے وہ لوگ
اپنے مذہب کو نہ بہولے ایک سبب ترقی اسلام کا یہ بہی ہوسکتا ہے کہ مسلمانون
نے بذریعہ تجارت قرآن کو اشتہار دیا اسواسطے کہ جو مسلمان ممالک مشرق
مین آگئے اونہون نے یہ کتاب ان بادشاہون تک پہونچائی جو کہ
کوئی مذہب خاص نہ رکہتے تہے چنانچہ باشندگان ملابار اور جزائر
ان لوگون سے عنایت و محبت پیش آئے بادشاہان [illegible]

نے اونکا دین قبول کیا اور جب قندہار کیمبی اور گجرات اور
اور بہت ملکون مین سلاطین مغل کی سلطنت ہوئی تو اونہون
نے کچھہ لوگ مسلمان کر لئے جب پورتگیز ہندوستان مین
داخل ہوئے تو اونہون نے مذہب اسلام اوس ملک مین
سرسبز پایا باوجودیکہ اوس زمانہ مین عقائد فاسدہ ہنود کو بڑا غلبہ
تہا چنانچہ لکہا ہے کہ منجملہ راجگان ہندوستان ایک راجہ تہا کہ
اوسکا نام ہمودرن تہا اور اوسکا پایہ تخت کالیکٹ کہلاتا تہا
چہہ سو برس قبل داخلہ پورتگیز مسلمان اس راجہ کے ملک مین
داخل ہوئے تہے اور وہ اون لوگون سے بڑی عنایت و محبت
سے پیش آیا تہا اور اونہین اپنے ملک مین عہدہ ہاے جلیل دیے
اور آخر الامر اونکا مذہب قبول کر لیا اور راجگان ملک مذکور مین
آخری راجہ سراما پیرمل نامے ایک عرب کے جہاز پر
سوار ہو کر حج خانہ کعبہ کو گیا تاکہ باقی ایام زندگی وہان
بسر کرے یہہ بات قابل لحاظ ہے کہ آنحضرت کے تشدد و ظلم
مین لوگون نے ایک غرض خاص سے مبالغہ کیا ہے واقع مین
آپ نے بت پرستون اور لامذہبون کو ان دونون باتون مین سے
ایک بات قبول کرنے کا اختیار دیا تہا یعنی یا مسلمان ہون یا
قتل ہونا قبول کرین باقی رہے یہہ چار فرقے یعنی یہود و نصاریٰ
و مجوس و صابئین جنہین قرآن مین بہ لفظ اہل کتاب تعبیر کیا ہے

پس ان لوگون کو آنحضرتؐ نے اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت
دی مگر اس شرط سے کہ جزیہ دین اور اس ذلت و تحقیر گوارا کرین
لیکن جو حد تشدد نسبت کفار کے آنحضرتؐ نے مقرر کردی ہے
اوس حد سے اہل اسلام نے بہت کم تجاوز کیا اور جو عہد اون لوگون
نے کفار سے کیا اکثر اوس کی پابندی کی حالانکہ مجاہدین اسلام
ظالم و جابر تھے لکن بہ نسبت تابعین پادریان شام و قسطنطنیہ
بہت حلیم و رحیم تھے پس یہہ بات سچ ہے کہ اگر بعوض مسلمانون
اور ترکون کے بادشاہان مغرب (یعنی روم و قسطنطنیہ وغیرہ) اقلیم
ایشیا مین حکمران ہوتے تو یہ بادشاہ مسلمانون سے ایسی عنایت
نکرتے جیسی مسلمانون نے عیسائیون سے کی اسواسطے کہ اونھون
نے (یعنی بادشاہان نصاریٰ مغرب نے) تو اپنے ہم مذہبون
سے جس شخص کو اپنے مسلک کے مخالف جانا اوسپر بڑے بڑے
ظلم و ستم کئے جیسا کہ مسٹر جورٹو صاحب کہتے ہین کہ جیسا جور و ظلم
تابعین پوپ نے اور عیسائیون پر کیا ویسا ظلم و تعدی تو مسلمانون
نے بھی ان لوگون پر نہین کیا راقم کہتا ہے کہ جس قدر خون ریزی
عیسائیون نے آپس مین فقط واڈ وائی اور برتہالومیو کی
لڑائیون مین صرف مذہب کے لئے کی اوس قدر خون ریزی تو
مسلمانون نے عیسائیون کی کل لڑائیون مین بھی نہین کی پس مناسب
ہے کہ ایسے متعصبین کے تعصب کا علاج کیا جاوے جو کہتے ہین

زور شور کے ساتھ اسلام جو پھیلا ہے رحم ہے اسواسطے کہ ان لوگون نے اپنا دین
اس طرح رواج دیا کہ عیسائیون کو اختیار دیا کہ یا قتل ہونا قبول کرین
یا اپنا مذہب ترک کرین یہہ قول کسی طرح صحیح نہین بلکہ مجاہدین اسلام
ظلم و ستم مین نسبت تابعین پوپ کے ایسے تھے جیسے حواریین
ہین لیکن اتباع پوپ کا ظلم اور جور آدم خورون سے بڑھ گیا تھا
راقم کہتا ہے کہ بالفرض آنحضرت کا مذہب روحانی نہین تاہم
موافق عقل اور مفید خلایق تو ہے اور واقع مین یہ مذہب اون
عقائد باطلہ اور اوہام فاسدہ مین جو اوس زمانے مین عیسائیون
مین مروج تھے اور جنکے سبب سے دین مسیحی کا نام خراب
ہوگیا تھا اور لوگون کے اخلاق بگڑ گئے تھے اسطرح بنایا گیا تھا
جس طرح کہ ایک شاہراہ مضبوط ایک دلدل مین سے نکالی جا
اور اس بات مین کسی طرح کا مبالغہ نہین کہ جب سے مسلمانون
نے نشو و نما پایا جس فرقۂ عیسائی سے اونہین سابقہ پڑا اوسکے
رسوم و عقائد و افعال ایسے خراب اور لغو پائے کہ اونکی نظر سے
گر گئے یہہ امر تو کسی قدر واضح ہے کہ حضرت موسیٰ فقط بنی اسرائیل
کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور اون کی حین رسالت
مین حق تعالیٰ کو اسقدر اہتمام تھا کہ اس امر کے لئے کہ کون لوگ
اون کی اُمت مین داخل ہو سکتے ہین ایک قانون مقرر کیا تھا
جسکی رو سے ہر شخص کو اولاد یعقوب مین داخل ہونا مشکل ہوگیا تھا

اسواسطیکہ اونہین مین امت موسیٰ کا انحصار تہا اور یہہ بات بہی کتب سلسلوبہٗ سے جو اریین جناب مسیح علیہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ شاگردان مسیح علیہ کو اس بات مین تامل تہا کہ سوا یہود کے اور فرقون کے لوگ بہی اونکے زمرہ مین داخل ہون اور انکی وعظ و نصائح سے مستفید ہون اگرچہ بعد مشورہ کے یہہ امر قرار پایا تہا کہ سب مخالفین دین مسیحی کو انجیل سُنائی جاوے اور یہہ بات تو خود مؤرخین عیسائی کے کلام سے مفہوم ہوتی ہے کہ ہنوز مذہب عیسوی نے دربار شاہی مین جلوہ نہ پایا تہا کہ اوسمین وہ صفائی نہ رہی جو انجیل مین لکہی ہے (یعنی بادشاہ اور اوسکے مصاحبین نے ایسی حرکتین کین جو سوا انجیل کے خلاف نہین) اور جو لوگ یہہ مذہب عوام الناس کو تعلیم کرتے تہے اونہین غرور حرص اور نفسانیت دامنگیر تہی اور اون مین آپس مین نااتفاقی پڑ گئی تہی اور اونکے قلم ایک دوسرے کے مقابلہ مین ایسے روان ہوئے کہ پہر نہ رُکے جیساکہ ملٹن صاحب کہتے ہین کہ بادشاہ قسطنطین کے عہد سے بہت پیشتر اکثر عیسائیون کے عقائد اور افعال مین ایسی پاکیزگی اور صداقت نہ رہی تہی جیسی سابق مین تہی اور حالانکہ بادشاہ مذکور پادریون کو مالامال کر چکا تہا لکن اس پر بہی اون لوگون نے قناعت نہ کی اور خطابہاے بادشاہی اور عہدہ ہاے ملکی کے فراق مین پڑے پس انجام یہہ ہوا کہ دین مسیحی شاہ و سپاہ ہو

یہہ حال تو انبیاء بنی اسرائیل اور حواریین اور تابعین مسیح کا تھا اب آنحضرت صلعم کا حال سنیئے کہ سنہ ۶۱۱ء مین آپ صلعم ممالک مشرقیہ مین مبعوث مبعوث ہوئے اور وہان مذہب اسلام قایم کیا اور اکثر بلاد اقالیم ایشیا اور افریقیہ اور مصر سے بت پرستی نیست نابود کردی اور آپ صلعم ہی کی بدولت ان سب ملکون مین ابتک ایک خداے برحق کی عبادت باقی ہے اور اون رسول عربی نے نعمات دنیا اور عاقبت کے وعدون سے لاکھا آدمیون کی تالیف قلوب کی اور اہل انصاف یقین کرینگے کہ اکثر تابعین آنحضرت کو آپ صلعم کے نبی صادق اور برحق ہونے کا یقین واثق تھا راقم کہتا ہے کہ موحد کا تو کیا ذکر بلکہ ضرور ہے کہ مشرک صاحب نظر کو بھی آنحضرت صلعم کی شریعت موافق طبیعت انسانی و رحمت ربانی سے معلوم ہوا اور ازبسکہ آپ کی شریعت مذہب زردشت سے الحق ملت موسےٰ سے افضل ہے لہذا چاہیئے کہ یہہ شریعت اس قدر خلاف عقل نہ معلوم ہو جس قدر کہ وہ اسرار کاذبہ اور اوہام فاسدہ منافی عقل ہین جو ساتوین صدی عیسوی مین عیسائیون کے اعتقادات مین داخل تھے اور جنکے سبب سے انجیل کی صداقت پر حرف آگیا تھا واقع مین قلوب اہل اسلام پر آنحضرت صلعم کی شریعت کا اثر قوی ہے اور اسکی دلیل قاطع یہہ ہی کہ حالانکہ اسلام کو اتنا زمانہ گذرا ہے کہ

چاہیئے تہا کہ مثل اور مذاہب کی اس مذہب مین بہی یہ نقص آجاتا یعنے
مخلوق کو خالق سمجہنا لکن اس دین کی پیرو اپنی عقیدہ توحید مین مستحکم
رہی اور اغوائی شیطانی مین نہ آئی اور اپنی معبود برحق کو حواس ظاہری
و باطنی انسانی سے مبرا سمجہی اور تعصب مذہبی اور وساوس شیطانی سے
محفوظ رہی اور معبود حقیقی کے صورت عقلی اور غیر محسوس کو کسی جسم
محسوس سے مشابہ کرکے ذلیل نہین کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پس یہی عقیدہ وصاف اسلام کا ہمیشہ سے ہی بعض لوگ گمان کرتی
تہی کہ مذہب قران فقط بزور شمشیر رواج دیا گیا تہا اور اکثر اشخاص کو
ابتک یہی ظن فاسد ہی لکن راقم لکہتا ہی کہ یہ غلطی عظیم ہی اسواسطی
کہ اہل انصاف خالی عن التعصب والاعتساف اس امر کو بلاحجت و
تکرار تسلیم کرلینگی کہ آن حضرتؐ سے شریعت ممالک مشرقیہ کی لیے
نعمت عظمی تہے اسواسطے کہ اسی شریعت کی بدولت اون ملکون
مین مظلومون کی خونریزی موقوف ہوگئی اور اس ظلم کے
بدلی نماز اور زکوۃ مقرر ہوئی اور اسی کی وسیلہ سی ہمیشہ کے
لڑائی جہگڑی موقوف ہوگئی اور اون کی عوض مین سخاوت اور
اخلاق حمیدہ جو ایک شخص کو دوسرے کی نسبت لازم ہین
مروج ہوئی لہذا ضرور ہے کہ ایسی شریعت نے لوگون کے
تہذیب اور شایستگی پر بہی اثر قوی کیا ہو پس ایسی شریعت کو
کیا ضرورت تہی کہ وہی قتال اور جدال اور خونریزی سے

رواج دی جاتی جیساکہ حضرت موسیٰ نی بت پرستی دفع کرنی کی لیئے
بلا وسوسہ قتل عام کیا پس کیا حماقت اور مضحکہ کی بات ہی کہ ایسی
شریعت کو بعوض تعریف و مدح کی لوگ یہ انعام دین کہ اوسی بدنام
کرین اور ازراہ جہالت و نافہمی اوسی ملزم و مطعون کرین حالانکہ یہ
شریعت منجملہ اون وسائل اور اسباب قویہ کی ہی جو جناب باری نے
اپنی دست قدرت سے درستی آرا و عقاید عباد کی لیئے مہیا فرمائی ہین اب
راقم کہتا ہی کہ ممکن نہین کہ یہ سارا باب خواہ اس نظر سی دیکھئی کہ بلئے
مذہب اسلام نی کسقدر ترقی کی اور کیا شہرت حاصل کی خواہ اس نظر سی
ملاحظہ کیجئی کہ خود شریعت اسلام نی کیا جلد رواج پایا کہ ان دونون
باتون مین عقل متحیر ہی دلچسپ ہو اور ناظرین کی مطبوع خاطر ہو اور اس
باب مین کوئی شک نہین کہ جن لوگون نے مذہب اسلام اور دین مسیحی کی
تحقیق کی ہی اور ان دونون مذہبون کی اوصاف مین مقابلہ اور
محاکمہ کیا ہی اون مین سے ایسی کم ہون گی جو بعض مقامات پر متعجب اور
متحیر نہ ہو گئے ہون اور آخر مجبور ہو کر تسلیم کر لیا ہو کہ ضرور ہی کہ
کہ حق تعالی نے شریعت اسلام بہت سی منافع معقول اور مصالح
نیک کی لیے مقرر کی ہی بلکہ اس بات کا بھی اون کو وثوق بہم پہونچا
ہو گا کہ اگر اس شریعت سی اور کچھ فایدہ نہین ہوا تو یہ نفع تو ہوا کہ
اس کے وسیلہ سے لاکھا امور نیک ظاہر ہوئی فقط

باب دوم ترقی علوم اہل اسلام ۞

جو امر اخیر باب سابق مین بیان کیا گیا ہی اوسکے صحت دلایل اور کیفیات
مرقومہ ذیل سے زیادہ تر واضح اور لایح ہو جائیگی راقم گمان کرتا ہی
کہ کبھی کوئی قوم ایسی نہین ہوئی جسنی علم کو ایسا مستحسن اور ممدوح سمجہا ہو
اور اسقدر اوسکی تعظیم و توقیر کی ہو جسقدر عربون کی چنانچہ ایک
شخص شعرای اہل اسلام مین سے کہتا ہی کہ جو ہین مین کسی عالم کو
دیکہتا ہون آرزو کرتا ہون کہ اوسکے قدمون پر گر پڑون اور
اوسکی خاک پا چوم لون انحضرت نی بہی قرآن و حدیث دونون مین اس امر
ممدوح یعنی تعظیم و توقیر علماء کی تاکید ہی چنانچہ انحضرت صلعم سے روایت ہی
کہ مداد قلم عالم اور خون شہید دونون کی ایک قدر و منزلت ہی دوسری
حدیث مین فرماتی ہین کہ بہشت کہلا ہی اوس شخص کے لیے جو اپنی بعد اپنا
قلم اور روشنائی چہوڑ جاتا ہی یعنی جو شخص خود علم حاصل کرتا ہی
اور اس فعل کے ذریعہ سے اپنی اولاد و احفاد کو تحصیل علم کی ترغیب
دیتا ہی تیسری حدیث مین فرماتی ہین کہ بناء عالم فقط چار چیزون
پر ہی عقلا کا علم امرا کا انصاف صلحا کی نماز اور بہادرون کی
شجاعت لکن علم کی قدر و منزلت کا زیادہ تر یہ سبب ہی کہ خود جناب باری
قرآن مین فرماتا ہی کہ مال کی قدر اور علم کی بہا ہی اور خود انحضرت صلعم نے
بہی تعریف و ترغیب علم مین بہت مبالغہ فرمایا ہی اور حضرت
علی علیہ السلام اونکی داماد فرماتی ہین کہ حق تعالی کا عین عدل و انصاف سے
کہ ہمین دولت نہ دی اور علم عنایت کیا راقم کہتا ہی کہ ہر قسم کی

دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگون نے پہلے فلسفہ اور اور علوم و فنون کو جنہین بعض علما اُنکو علوم قدیم اور علوم جدید مین شمار کرتے ہے تعبیر کیا ہے رواج دیا وہ مسلمانان اقلیم ایشیا اور ملک اسپانیہ تھے اور اس امر مین خلفائے بنی عباس اور بنی امیہ اون کی معین و متکفل ہوئے اور جو علوم کہ بیشتر یورپ یعنی فرنگستان مین ممالک مشرقیہ سے آئے تھے دوبارا اونکا رواج اوس اقلیم مین طبائع عالیہ اہل اسلام کے ذریعہ سے ہوا اور یہ بات تو بہت مشہور ہے کہ قریب چھ سو برس کے عرصہ تک قوم عرب مین علوم و فنون کے بہت ترقی رہی لیکن برخلاف اسکے ہم لوگون مین جہالت محض کا غلبہ رہا اور گویا علم ہم مین سے بالکل مفقود ہو گیا تھا جیسا کہ مشہور صاحب مورخ کہتے ہین کہ مورخین معتمدین علی الاتفاق کہتے ہین کہ کوئی چیز اسقدر غم انگیز اور لائق افسوس نہین جسقدر کہ وہ ظلمت جہالت ہے جو دسوین صدی عیسوی مین تمام ممالک مغربیہ پر چھا گئی تھی اور اونکی ضرر اوس تاریکی کا یہ تھا کہ علم اور فلسفہ تو بالکل مفقود ہو گیا تھا لہذا اوس زمانہ کو زمانہ آہنی رومیون کا کہنا چاہیے زمانہ آہنی سے یہ کنایہ ہے کہ بسبب جہالت کے خلق و حلم لوگون سے جاتا رہا تھا اور اون کی اخلاق و عادات مین سختی اور درشتی بڑھ گئی تھی اور فلسفہ روم فقط منطق اور معقولات مین منحصر تھا اور انہین علوم کو اہل روم

اہل روم کل مایہ و بساط عقل انسانی سمجھتے تھی یہ امر یقینی ہی کہ حکماء
عرب نے بہت سی مدارس ملک اسپانیہ اور اطالیہ مین بنا کیے تہے اور
سیکڑون علمائے محققین اون ملکون مین گئی اور اصول اور قواعد فلسفہ
عرب انہی کی مدارس نصاری مین مروج کیئی اور اس بات کا انکار بہی
نہین ہو سکتا کہ تمام علوم طبیعیات و نجوم و ریاضی جو دسوین صدی
سی اقلیم یورپ مین مروج ہوئی مدارس عربیہ سی ماخوذ ہوئی تہے
اور خاص کر کی مسلمانان اسپانیہ کو فلسفہ یورپ کی آبا یعنی اصول
سمجھنا چاہیئی اور اس زمانہ کی شعرای یورپ نے مضامین اور خیالات
شعر پہلی عرب سے اخذ کئے ہین جو منافع اور فوائد ان لوگون
یعنی عرب نے اور ملکون کے فتح سے حاصل کئے تہے او نہین
ضایع نہین کیا بلکہ اون سے عمدہ نتائج پیدا کیی اور تہوڑی
عرصی مین ایک علیحدہ زبان اور علم ادب ایجاد کیا اور جب
اس سے فارغ ہوئی تو علوم عقلیہ مین ایسی جلد ترقی کے
کہ اون سے پیشتر کبہی کسی قوم نے نہ کی تہے آٹھ سو برس کے
عرصی مین علوم یونان نے رواج پایا تہا اور اسیقدر
زمانہ مین علما و شعراء روم نے بہی نشو و نما حاصل کیا تہا
اور اسی قدر زمانہ مین اہل فرانس نے بہی علم ادب مین ترقی کی تہی
لیکن اعرب کی ذہانت کو دیکہا چاہیئے کہ ہنوز ڈیڑہ سو برس
بہی ہجرت کو نہ گذرے تہی کہ یہ لوگ علوم مین اور قومون

پر گوئی سبقت لی گئی اور فلسفہ اور نجوم اور علوم و فنونِ متقدمین کو
شایع اور رائج کیا رومیون اور گوتھ قریب دو سو برس کے عرصہ
مین ملکِ اسپانیہ کو بالکل فتح کر لیا تھا لیکن عرب کی شجاعت کو ملاحظہ
کیجیے کہ ان لوگون نے فقط بیس برس کے زمانہ مین اوسی جزیرہ نما
یعنی ملک اسپانیہ کو مغلوب کر لیا اور کوہِ پرینز کو طے کر کے فرانس
کے بیچو بیچ مین پہونچ گئے اور جسقدر جلد اوس ملک کو فتح کیا اوسی
قدر جلد وہان علم کو رواج دیا پوشیدہ نہیں کہ ابتدا مین
حضرت علی ع آن حضرت صلعم کی چچازاد بھائی اور خلیفۂ چہارم نے ترقی
علوم مین اعانت اور کفالت کی اور عہد معویہ مین جسکی نسل مین
خلافت موروثی ہو گئی تھی عرب نے علوم و فنونِ یونانیین جمع
کیئی اور بعد معویہ کی ابو جعفر منصور جو خاندانِ بنی عباس دوسرا
خلیفہ تھا ترقی علوم مین معین اور متکفل ہوا اور باوجودیکہ خلیفۂ
مذکور کو دفع غدر و فساد اور فتح ممالک و بلاد سے مہلت نہ تھی
تاہم اوسی ترقی علوم کا شوق رہا اور اس امر مین صرفِ اوقات
اور مال سے دریغ نہ کیئی اور بغداد کہ علو و رفعت اور کثرت آبادی
مین مثل نہین رکھتا اپنا دار الخلافت قرار دیا جو پانچ سو برس سے
زیادہ تک اوسکے اولاد و احفاد کا پایۂ تخت رہا ہارون الرشید
جسکی شجاعت اور ہنرِ جنگ سے یونانی بہت خائف رہتے تھے
اپنی آبا و اجداد سے زیادہ یورپ مین مشہور تھا اور خاص کے

صلاح و سداد خلائق شوق علوم اور ترقی فنون مین خلیفہ موصوف نے اوس ملک مین بڑا نام پیدا کیا تہا اور یہ خلیفہ اور شارلمین بادشاہ یورپ مین بڑی محبت تہا اور نامہ و پیام رہنا تہا بادشاہ موصوف بہی بڑا محقق مدقق اور شایق اور معین علم تہا اور اون جاہل اور وحشی قومون مین جو اوسکے ملک کی قریب ہتی تہین اوسنے نئی نئی علوم و فنون رواج دی تہی لکن مامون الرشید پسر خلیفہ موصوف نے کتب خانہ عربی کی بنا دالی اور اس امر کی تعریف کا وہی مستحق ہوا سیکڑون اونٹ کتابون سے لدی ہوئے اوسکے دار الخلافت مین ہمیشہ آتی دکہائی دیتی تہے اور عرصہ قلیل مین سمرقند سے اصفہان تک دولت علم پہیل گیے اور بغداد کوفہ بصرہ قاہرہ فیض مراکو کارڈوا گرانادا والنیشیا اور سویل ان سب بلاد مین فصاحت علمی اور طلاقت لسانی عام ہو گئی اور بلاد مغرب مین فلسفہ نے بہت جلد رایج ہو گیا تہا خاص کر کے فلسفہ ارسطو جسی عرب مثل خدا کی مانتے تہی الغرض ان سب خلفا کی عہد مین علم الٰہی بڑہی ترقی سے اور خوب رواج پایا اور کتب خانہ عربی مین علوم یونان اور روم گویا از سر نو زندہ ہو گئے اور شعر و سخن کا بہی چرچا ہوا اور اگرچہ اشعار فقط نصیحت آمیز اور عاشقانہ ہوتی تہے تاہم بہت خوبصورتی کی ساتہ نظم کیے جاتی تہے اور نثر مقفی بہی مستعمل تہے پس اسطرح سی انہین عہد کی

چودھوین صدی عیسوی تک نورِ علم مدارس عربی سی ساطع و لامع تھا
بعد خلفائے عباسیہ کے عبدالرحمن والیان ملکِ اسپانیہ ترقی
علوم مین شہرۂ آفاق ہوئی حکّام مذکورین ایک شخص عبدالرحمن
نامی کی نسل سے تہی جس نے ۱۳۹ھ مین سلطنت بنی امیہ ملک
مذکور مین قایم کی تہی اُن مین سے تیسرا اور آخری حاکم عبدالرحمن سب سے
زیادہ ترذی اقتدار تہا اور آٹہوان خلیفہ تہا اور پیشتر اسی نے
خطابِ امیرالمومنین حاصل کیا تہا اس خلیفہ کے عہد مین بعض
بلاد نی ایسی قوت پکڑلی تہی کہ غدر و فساد کا خوف ہوا اور آخر عرصۂ
قلیل مین خاندانِ خلفاء بنی امیہ کو غارت کر دیا اُس غدر کے دفع
کرنی کی لیئی خلیفۂ موصوف کو عقل آزمائی اور جرات نمائی کرنی پڑی
لکن حتی الامکان ترقی علوم مین ہر وقت مستعد رہا اس خلیفہ نے
دسوین صدی عیسوی مین پچاس برس سے زیادہ خلافت کی
اور اوس زمانہ مین اہل یورپ اپنی علوم سے قوی بہرہ ہو گئے
تہی لکن اوس خلیفہ کے زمان مین بڑی ترقی کے تہی اور اسی خلیفہ
کی عہد مین ہملوگون کے ظلمت جہالت پر شعاعِ نورِ علم پڑے
مدارس بخارا و بغداد وغیرہ اگرچہ بہت مشہور تہی لکن
اسقدر دُور تہی کہ سیاحان اور طالب علمان یورپ کو وہان
تک جانے کی جرات نہ پرتی تہی پس اگر خلیفۂ مذکور کے اعانت
و کفالت سی ملکِ اسپانیہ مین مدارس نہ جاری ہوئی تو

فوائد علوم عربیہ اچھی طرح نہ محسوس ہوئی بلکہ بالکل نیست و نابود ہو جائے واقع مین
عبدالرحمن بڑا مروج علوم تہا اور شان و شوکت و محکمہ جات شاہی
اور حسن عمارات مکانات سلطانی اور عمدگی باغات مین اگر اور
بادشاہان ممالک مغربیہ سے بڑہ کے نہ تہا تو کم بہی نہ تہا اور اس خلیفہ نے
ایک شہر مسمی بہ زہرہ جسمین ایک بارگاہ سلطانی بہی تھی شہر کاردوا سے
تین میل کے فاصلہ پر پچیس برس کے عرصے مین چہہ لاکھہ روپیہ
لگا کر بنایا گیا تہا اور اوسکے محل سرا مین چہ ہزار سے زیادہ خواصین
اور کنیزین اور غلام وغیرہ تہی اور اوس کے ہمراہیان شکار ایک
فوج قہار بارہ ہزار سوار کی تھی آب اس مقام پر راقم اصل مطلب
چہوڑ کر ایک اعتراض نسبت خلیفہ عمر کے بیان کرتا ہی اور اوسکا
جواب بھی عرض کرتا ہی وہ اعتراض یہہ ہے کہ سنہ ۶۴۰ع مین خلیفہ
مذکور نے اپنی نائب عمرو کو حکم کیا کہ کتب خانۂ اسکندریہ تباہ کر دے
اور اوسکے کتابون کو بعوض ہیمہ سوختنی اوس شہر کے
حماموں مین جلوا دی راقم معارضۃً کہتا ہی کہ یہہ کوئی اعتراض
معقول نہین اسواسطیکہ یہہ بات طشت از بام افتادہ ہی کہ جولیس
قیصر روم کی لڑائی مین کتب خانہ بطلیموسی جس مین چار یا سات
لاکہہ جلد تہی جلا ڈالا گیا تہا علاوہ اس جواب کی اور بہت سی جواب
اس بہتان کے ہو سکتی ہین جسکو مورخین نی بکرات و مرات بیان
کیا ہی اور اون جوابات سی ثابت ہو جائے گا کہ یہہ تہمت

بالکل بے اصل ہی پہلا جواب یہ ہے کہ واقع مین ایسی افعل کی ارتکاب ہی مخالفت شریعت انحضرت لازم آتی تھی اسواسطیکہ آپ نے حکم قطعی فرمایا ہی کہ کتب مذہبی یہود و نصارا کی جو بذریعہ فتح کے ہاتھ مین ہرگز برباد نہ کیجا ئین ہان البتہ کتب علوم باطلہ مثل تاریخ شعر حکمت وغیرہ کی بارہ مین مومنین کو اختیار ہی جس طرح اپنا فائدہ دیکہین ویسا ہی اونہین استعمال مین لائین دوسرا جواب یہ ہی کہ ابو الفرج جسکے کتاب مسمی بہ تاریخ الخلفاء سے یہ اعتراض نقل کیا گیا ہی چھ سی برس بعد اس واقعہ کی گذرا تہا پس اگر یہ امر واقع ہوا ہوتا تو مورخین عیسا کی اور اہل مصر جو ابو الفرج سی کہین پیشتر تھے کیون اس امر مین ساکت رہتی تیسرا جواب یہ ہی کہ کرانیکس جسنے کتب خانہ اسکندریہ کی بابمین بڑی تحقیق و تفتیش کی تھی اس قصہ کو فقط کہانی یعنی دروغ ٹھہراتا ہے اسواسطیکہ جو کتب خانہ اسکندریہ کی پرانی سی پرانی اور بڑے سی بڑی تہی وہ بھی تو چوتھی صدی عیسوی سی پیشتر نہ تہی تعجب کا مقام تو یہ ہی کہ مورخین حال بھی ابھی تک اسی قصہ کو باربار بیان کرتی ہین اسواسطیکہ گبن صاحب مورخ اس قصہ مین شک کرتی ہین بہ این وجہ کہ اولا تو یہ ماجرا خود یقینی نہین ثانیا اوس زمانہ کی کسی مورخ عیسائی یا مسلمان کے کلام سی اسکے سند نہین ملتی مورخ موصوف کہتی ہین کہ فرض کیجئے کہ ایک بڑا انبار دلائل اور مباحث عربیہ کا واقع مین حمامون مین جلاڈالا گیا تہا تاہم

امید ہی کہ حکیم منصف کہی کہ خیر کیا مضایقہ اخیر یہ کتب خانہ آدمی ہی کی
کام آیا راقم کہتا ہی کہ فرض کیجیے کہ یہ بات صحیح ہی کہ مسلمانون نے کتب خانہ
اسکندریہ جلا ڈالا لیکن یہ الزام اون کی نسبت وہ لوگ کیونکر کر سکتی
ہین جنکی روبرو زیمنس پادری نی تمام کتب عرب تواریخ و طب و
زراعت باین حیلہ جلوا دی کہ یہ سب قرآن ہین اور اون لوگون نے اس
فعل ناشایستہ کی کچہہ مزاحمت نہ کی اور اسیطرح سی بارگاہ سلطانی مسمے
سمرپیلیس یعنی گرمی کا مکان اور اور عمارات اور اور تواریخ چین
عیسائیون نے جلوا دی آب راقم پہر اصل مطلب عرض کرتا ہی
پس واضح ہو کہ جسقدر احسانات بیان ہوئی اونسی بھی یادہ تر
اہل اسلام کی احسانات یورپ پر ہین اسواسطی کہ قطع نظر اسکے
کہ مسلمانون سی جہاد کرنے مین ایک فائدہ ہملوگون کو یہہ ہوا
کہ آپس کے لڑائی جہگڑی مٹ گئی اور وہ غدر و فساد اور بدانتظامی
جاتی رہی جسکے وقوع ہونی سی ہملوگ بادشاہون اور امیرون کے
ظلم و تعدی سی بچ گئی اور ہماری آزادی کی بنا مستحکم قایم ہوئی
ہملوگون کو یہ احسانات بھی اہل اسلام کی فراموش نہ کرنی چاہیین
کہ انہین لوگون نے اکثر حکماے یونان کی کتب کی اوس زمانہ مین
حفاظت و حراست کی جبکہ ظلمت جہالت نی ہماری ملک کو
احاطہ کر لیا تہا اور انہین لوگون نے علوم قدیم اور علوم جدید مین
ربط اور علاقہ پیدا کیا اور انہین نے بڑی جد و جہد سی بعض

عمدہ ترین علوم و فنون مثل ریاضی طب وغیرہ رواج دی ملک اسپانیہ سسلی
اور کیسینو اوس زمانہ مین جہاد علم تہی اور مصنفات ابو علی سینا اور دوسرے
حکمائی اسلام کی مطالعہ سی سرگشتگان وادی جہالت نی علم کی راہ
پائی اہل اسلام کو علم جغرافیہ سی ایسا شوق تہا اور ایسی مہارت بہم پہونچائی
تہی کہ افریقیہ کی صحراؤن مین سلطنتین بنا کی تہین اور ان لوگون نی ہمیشہ
علم کی قدر و منزلت کی اور یہ امر فقط اوسی زمانہ مین نہ تہا جب کہ انہون نی
علوم مین ترقی کی تہی بلکہ ابتداء اسلام سے یہی کیفیت رہی چنانچہ
خود آنحضرت صلعم فرماتی ہین کہ دل بغیر علم کی ایسا ہی جیسا جسم بغیر
روح کی اور یہ بہی ارشاد کرتی ہین کہ عزت دولت مین نہین بلکہ
علم مین ہے اور آپ نی اپنی امت سی فرمایا ہی کہ تلاش علم بعید
ترین طبقات زمین مین کرو واضح ہو کہ بڑی مدت تک خلافت آنحضرت کی
ایک خاندان شاہی مین رہی اور اس خاندان کے خلفاء اون سلاطین کے
ہم مرتبہ تھی جو بڑے ذیعلم اور ذی لیاقت ہوتی ہین اور اونہون نی
اختلافات مذہبی کا لحاظ نہین کیا چنانچہ خلیفہ مامون نی ایک شخص
عیسائی مسمی بہ موسل کے بارے مین کہا کہ مین اس مرد عالم کو دوست
رکہتا ہون نہ اسواسطے کہ امور مذہبی مین میرا ہادی ہو بلکہ اس لئے
کہ علوم و فنون مین میرا معلم ہو حالانکہ لوگون سے نی خلیفہ موصوف پر
یہ الزام کیا کہ نصرانی مذکور کو مدرسہ دمشق کا مدرس اعلی مقرر
کیا ہی راقم کہتا ہی کہ کون شخص ایسا ہے کہ جسنی اوس جنگ

اخیری پر تاسف اور افسوس نہین کیا جس لڑائی سی سلطنت اسلام
ملک اسپانیہ سی جاتی رہی اور کون شخص ایسا ہی جسکا دل اوس قوم
شجاع اور سخی یعنی اہل اسلام کی جوش مدح و تعریف سی اُمنڈ نہ آیا ہو
جس قوم کی بارے مین مورخین مخالفین بھی اعتراف کرتی ہین کہ آٹھ سی
برس سلطنت کی لیکن اس عرصہ دراز مین کبھی کسی پر ظلم نہین کیا اور ایک
قطرۂ خون ناحق بھی نہین بہایا اور کون شخص عیسائیون مین سے
اس امر کی دیکھنی سے شرمندہ نہین ہوا کہ پادری لوگ سپاہ اور افراد کو
اشتعال دیتے تھے کہ اہل اسلام سی ایسی تعصب اور بیرحمی سی پیش آئین
کہ کبھی کوئی شخص کسی سے نہ پیش آیا ہو حالانکہ مسلمانون نی عیسائیون
سی انسانیت کی تھی اور اون کی حفاظت اور حراست کی تھی اور کون
شخص پادری زمینش کے اس حرکت ناشایستہ اور تعصبانہ سے
سر در گریبان خجالت نہین ہوا کہ اوسنے کتب حکماء و شعراء
و ریاضیین شہر کارڈوا جلوادین حالانکہ یہہ کتب بادشاہان جلیل
الشان اسلام نی سات سو برس کی عرصی مین جمع کی تہین اور یہی
کتابین اون کی علوم کی مایہ و بساط تہین اور واضح ہو کہ ہملوگون کو
اسقدر آگاہی کتب عربیہ سی بوسیلہ کتب و تحریرات فرایر ہیکن
صاحب بہم پہونچی مصنف موصوف سنہ ۱۲۱۴ع مین پیدا ہوئے
تھی اور ممالک مشرقیہ کی زبانون سی واقف تھے چنانچہ اونہون
نی ثابت بن ابو الفراز اور اور شعراء و مصنفین عرب کی

تاریخ انگلستان
صفحہ ۱۱۸
تصنیف شارپ صاحب
مترجمہ صاحب
ملاحظہ طلب
فقط سنہ

عبارات اپنی تصنیفات مین نقل کئے ہین اور مصنف موصوف مصنفین عرب سے بھی اوسیقدر واقف تھی جسقدر کہ مولفین یونان اور روم سے آگاہ تھی اور خاص کر کے ابو علی سینا کو بخوبی جانتی تھی جسبی وہ رئیس اور سلطان فلسفہ کہتی ہین یہ سب جانتی ہین کہ ہماری افضل الحکماء بیکن صاحب کی اصول اولیہ اپنی فلسفہ عملی کے اپنی ہمنام راجر بیکن صاحب سے اخذ کیئی پس یہ بات بلانزاع ثابت ہوئی ہی کہ طریقہ فلسفہ بیکن صاحب اولاد اسمعیل یعنی عرب اور اتباع محمدؐ سے ماخوذ ہوا ہی بعض اشخاص ازراہ نادانی کہتے ہین کہ اس زمانہ مین دین اسلام علوم وفنون کا دشمن ہی اس قول باطل کے جواب مین بعض اشخاص کہتی ہین کہ اہل اسلام نی تو ہم لوگون سی بھی زیادہ علوم مین ترقی کی ہی اور تحصیل علم کو فرایض ضروریہ مذہب مین داخل کیا ہی اور ان لوگون کے نزدیک واجب ہی کہ اطفال پانچ برس کی سن مین مدرسہ بہیجی جائین اور بادشاہ کو فرض ہی کہ اپنی رعایا کو تعلیم دے تاکہ وہ احکام ضروریہ دین سمجھہ سکین اور والدین پر فرض ہی کہ اپنی اولاد کو وہ باتین سکہائین جنسے وہ اپنی معاش حاصل کرسکین اور ہر طالب علم کو کوئی ہنر بھی سکہایا جاتا ہی چنانچہ بعض طلبہ اسی طرح اپنی معاش حاصل کرتی ہین بلکہ بادشاہان اسلام کو امر تعلیم مین کچھہ فکر و تردد نہین کرنا پڑتا اسواسطی کہ ہر قبیلہ اور ہر خاندان کے لوگ اپنی لڑکون کو

اپنی صرف سی پڑہوا تی ہین چنانچہ قسطنطنیہ مین اکثر ایسا ہوتا ہی کہ بعض
محلّون مین آگ لگجاتی ہی اور مکانات جل جاتی ہین تو رعایا کو اپنی
طرف سی از سر نو مدرسہ کی تعمیر کرنی پڑتی تہی لکن مسجد از سر نو نہین
تعمیر کرنی پڑتی جبتک کہ یا سرکار کی جو اوس مسجد کا خرچ مقرر کیا گیا ہی
اوسمین سی کچہہ ملی یا کوئی شخص بخدا اپنی پاس سے بنوا دی بعض
اشخاص کہتی ہین کہ آجکل ترکستان (یعنی مملکت سلطان روم) مین
ملک کی قانون ہی لکن اگر غور کیجئی تو یہ قول بہی بالکل غلط ہی
اسواسطی کہ ساری دنیا مین فقط ترکستان ہی ایسا ملک ہی جسکا
بادشاہ غصب حقوق رعایا کا درپی نہین رہتا بلکہ برخلاف اسکی اون
حقوق رسانی مین مصروف رہتا ہی اور سلطان روم کو یہ اختیار نہین
کہ رعایا پر ٹکٹ باندہی یا قانون بنائی یا اور کسی بادشاہ سی لڑنیکا
قصد کری یا کسی شخص سے کچہہ قرض لی راقم کہتا ہی کہ اگرچہ نہین
شریعت اسلام یورپ کے کسی ملک مین جاری کیجائین تو وہان کے
لوگ اونہین بہت مستحسن سمجہین اسواسطی کہ ان قوانین سے اون کی آزادی
اور رفاہ متصور ہی لیکن ان قواعد کی تعمیل اون ملکون مین غیر ممکن ہے
اگر اہل اسلام کی معرکہای جنگ کو پوچہی تو اسمین شک نہین
کہ ان کی شجاعت اور مردانگی سے زیادہ کسی قوم کی بہادری اور
کارنمائی درج تاریخ نہین بہلا اس سے عجیب تر کیا بات ہوگی
کہ مسلمانون کی سلطنت آب نائی جبرالٹر سے ہندوستان تک

کہ برسون کی راہ ہی قایم ہو گئی سبحان اللہ کیا شجاعت اور حرارت ایمانی تہی
کہ ایک طرف ترک اور ایک طرف تاتار ہی اپنی پیغمبر کی شان و شوکت اور
نام اور بہی اظہار میں بجان و دل مصروف ہین اگر ممکن ہو تو سلاطین نصاری مین
سی بہی کسی بادشاہ کا نام لیجئی جو صلاح الدین تیمور لنگ امورت
بجانزت محمد ثانی اور سلیمان کے ہمپایہ ہو سکی کیا یہ غلط ہی کہ مسلمانون نے
دین مسیحی کو کوہ پرنیز سے آگی نہ بڑہنی دیا گیا اون لوگون نے ملک اطالیہ
پر حملہ نہین کیا اور ملک فرانسیس کے بیچو بیچ مین نہین پہونچ گئے
کیا یہ بہی جہوٹ ہی کہ ترکون نی حدود ملک جرمن اور خلیج وینس تک
فتح کر لیا تہا کیا یہ بہی جہوٹ ہی کہ تمام بادشاہان نصاری نے
ایک کیا اور مسلمانون سے جہاد کرنے پر مستعد ہوگئی اور پادریان
روم نی اس مہم کے سرکرنی کے لئے اسقدر فوج اور روپیہ
دیا کہ چہاونیان اور خزانے خالی ہو گئیے اور یہ افواج قاہرہ
مثل اوس بحر مواج کی تہین جسکے موجین مغرب سی مشرق تک
جاتی ہین لکن جب یہ فوج قہار لشکر جرار اسلام کی مقابلہ مین آکر
تو اسطرح شکست ہو گئی کہ جس طرح کوئی جہاز بڑی سخت پتہر سے
ٹکرا کے ٹکڑے ہو جائی اس فرقہ جرار کی فتوحات
بحری فتوحات بری سے بہی زیادہ تر حیرت افزا ہین آنحضرت صلعم
کی زمانہ مین سمندر مین عرب کا ایسا خوف تہا کہ آپ نے
فرمایا کہ اس بحر عظیم کا حایل ہونا مسلمانون کے لئے

حج نہ کرنیکا عذر قوی ہی ایک قرن بھی نہ گذرا تہا کہ رایت ظفر آیت اہل اسلام بحیرۂ روم مین لہراتا نظر آیا اور آخر الامر ان لوگون نے جزیرۂ کریٹ اور اور جزایر یونان فتح کر لیئے جزیرہ سلی مسلمانان افریقیہ شمالی کا شکار ہوا اور انہین لوگون نے جزائر کارسکا اور سارڈینیا مین بستیان بسائین اور انپر اونکا قبضہ ہمیشہ رہا مدت مدید تک ان لوگونکا قبضہ بحیرۂ روم پر رہا اور خواہ بغرض تجارت خواہ بغرض جنگ بحیرۂ مذکورہ کو اپنی قبضہ سے نہ نکلنی دیا اور ان لوگون نے بعضی جہاز بھی بہت بڑی تیار کئی تہے چنانچہ قریب ۹۰۰ ع کی عبد الرحمن نے جو مسلمانون کیطرف سے اکثر بلاد اسپانیہ کا حاکم تہا اتنا بڑا جہاز تیار کیا تہا کہ ویسا جہاز اون اطراف مین کبھی نہ دیکھا گیا تھا اور بہت سا اسباب تجارت اوس جہاز پر بار کرا کے بلاد مشرقیہ مین پہنچنے کے لیئی بہیجا تھا اتفاقًا راہ مین اُس جہاز کو ایک اور جہاز ملا جسپر امیر جزیرہ سلی تمغرّ والی بعض بلاد افریقیہ کو تحفہ چیزین بہیجی تہین عبد الرحمن کے لوگون نے اوس جہاز کو گرفتار کرلیا اور لوٹ لیا اس حرکت پر مُعتز نے ایک بڑا بیڑا جہاز ونکا تیار کیا اور اس بیڑی کی لوگون نے ایک جہاز اسپانیہ کا گرفتار کرلیا جسپر بہت سا اسباب قیمتی اسکندریہ سی خاص عبد الرحمن کی لیئی بہیجا گیا تہا اکثر مسلمانون کی بڑے بڑے جہاز تیار کیئے ہین چنانچہ بعض

مورخین کہتے ہین کہ گمان غالب ہی کہ انھین جہازون کی دیکھا دیکھی ہمارے اسپانیہ نے بھی بڑے بڑے جہاز تیار کیئے اور اپنے استعمال مین لائی اور فلپ ثانی کی عہد مین اہل اسپانیہ انھین جہازون کی لیئے مشہور تھی اور اس بادشاہ نے ایک بڑا بیڑا جہازون کا انگریزون کے مقابلہ کو بھیجا تھا اور اوسکا نام فوج منصور رکھا تھا اور اوسکے جہاز انگریزون کے جہازون سے بھی بہت بڑی تھی راقم کہتا ہی کہ جن مورخین عیسائی نے ہندوستان کی تاریخ لکھی ہی اون لیئے زیادہ کسی نے مسلمانون کے بارے مین بے انصافی نہین کی ہی چنانچہ یہ مورخین متعصبین کہتی ہین کہ جسقدر انیسوین صدی مین انگریزون نے بعد فتح ہندوستان وہان کے لوگون سے حلم و رحم کیا اوسی قدر چودھوین صدی عیسوی مین سلاطین مغل نے اونپر ظلم و تعدی کی تھی راقم کہتا ہی کہ اگر ان مورخین کی نیت اچھی ہوتی یعنی اگر تعصب نکرتے تو ان کو لازم تھا کہ امور مرقومہ ذیل مین اہل اسلام اور عیسائیون مین مقابلہ کرتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ کسنے رحم کیا اور کسنے ظلم

امر اول مسلمانون کا حملہ ہندوستان پر اور نارمن کا حملہ انگلستان پر

امر دوم سلاطین اسلام کے افعال و عادات اور اون کے معاصرین بادشاہان ممالک مغربیہ یعنی یورپ کی افعال و عادات

امر سوم بادشاہان اسلام کی جنگ چودھوین صدی مین اور ہمارے یعنی انگریزون کی لڑائیان اہل فرانس سے اور ہماری

جہاد مسلمانون سی اَمر چہارم مسلمانون کی فتح سی ہنود کی چال چلن پر کیا اثر
پیدا ہوا اور نارمن کی فتح سی انگریزون کے اوضاع واطوار پر کیا اثر ہوا
کہ اوس زمانہ مین کہ جب نارمن نے انگلستان کو فتح کیا تہا یہ حال تہا
کہ اگر کسی شخص کو لفظ انگریزی خطاب کرتی تہی تو بُرا مانتا تہا اور اسی اپنی
ذلت سمجہتا تہا اور جو لوگ عدل وانصاف کی لیئے مقرر کیے گئی تہی
وہی سندر ظلم وجور تہی اور جن حکّام کا یہ کام تہا کہ انصاف سی فیصلی
کرین وہی بڑے ظالم اور طمّاع تہی اور اُمرا اور وسا مین آتشِ طمع ذرا ایسی
مشتعل تہے کہ اونہین صرف اس سے غرض تہے کہ کسی طرح روپیہ ملی چاہے
کسی اوپر کیسا ہی جبر ہو اور عیّاشی ایسی بڑہ گئی تہے کہ ایک شاہزادی
اسکاٹلنڈ نے مجبور ہو کر لباس زہد اختیار کیا تاکہ ہتکِ آبرو سے
بچ جاوی کہتی ہین کہ تاریخ سلاطین ہندوستان ایسی ظلمونسی مملو ہی
جنکے سننے سی افسوس ہوتا ہی لیکن راقم کہتا ہی کہ ان سلاطین کی تو
ایسی ظلم نہین کیئی جیسی کہ اونکے معاصرین بادشاہان انصاری کی تہی
اسواسطیکہ جب آخر صدی وہم عیسوی مین مجاہدین نصاری نے
بسرداری گاڈفری بولن بیت المقدس پر حملہ کیا تو مسلمانون کی جمعیت
چالیس ہزار قلعہ بند ہوئے اور جب عیسائی قلعہ مین در آئی تو سب مسلمانونکو
بلا قید قتل تیغ کیا اور نہ ہتہیار بہادرون کو بچا سکے نہ اطاعت
نامردون کو پناہ دی سکے اور صغیر وکبیر عورت ومرد کسی پر رحم نہ کیا
اور اونہین تلوارون سی شیر خوارون کو تہے مارا جنسی اونکے

ماؤن کو قتل کیا تہا کوچہ ہائی بیت المقدس مین لاشون کی انبار لگی تہی اور
ہر گہر سی آواز درد والم اور صدای حسرت و حیرت بلند تھی لیکن جب دوسری
لڑائی مین سلطان صلاح الدین بادشاہ شام و مصر نی بیت المقدس پھیر لیا اور
محصورین قلعہ نی اوسکی اطاعت قبول کر لی تو پہر اوسنی اونہین قتل نہ کیا
اور اسیران نصاری پر بڑی مہربانی کی اور اونہین سے جو لوگ غریب تھے
اونہین بی کچہ لئی رہا کر دیا اس سلطان نیکنام سکے نام کی آگی بہلا
قلب بادشاہ فرانس کو اور خود بادشاہ رچارڈ کی نام کو کب رونق
ہو سکتی ہے یہ بادشاہ علم ادب سے تو کم ماہر تھا لیکن علوم عقلیہ سے
بخوبی واقف تہا اور اسنی ہمیشہ یہانتک کہ زمانہ جنگ مین بھی
علماء و فضلا کی تعظیم و تکریم سکے اور خود تو ایسا پرہیزگار تہا جیسی
فقیر ہوتی ہین لیکن لوگون سے رعایت اور سخاوت کی انتہا نہ تہی اور
حلم اور اور اوصاف حمیدہ اوسمین جمع تھی اور اوسکی افعال و عادات
ایسی نیک تھی کہ اگر اوسکے رقیب اونکا تتبع کرتی تو اون کی حق مین
اولی و انسب ہوتا بلکہ اوس شخص کو بہی اوسکی عادات اختیار کرنی مین
کچہ عیب نہین جو زہد و تقوی عیسوی کی ہوس رکہتا ہو واقع مین
سلطان موصوف بڑا سخی اور عقیل تہا اور تہوڑی ہی دن بعد
مصالحہ اہل اسلام اور نصاری کی دمشق مین مرگیا اور وصیت کر گیا
کہ میری مال مین سے غربا کو خیرات دینا اور اس امر مین یہود و نصاری اور
مسلمان مین امتیاز نہ کرنا پس راقم کہتا ہی کہ کون شخص ایسا ہی جسنی اوس جنگ

اِس بادشاہِ اسلام اور رچارڈ بادشاہ عیسائی مین فرق ملاحظہ کیجئی
یہ مردِ عیسائی (یعنی رچارڈ اول) ایسا بادشاہ تہا کہ جسنی اپنی شان و شوکت
اسطرح بنائی تھی کہ لاکھا روپیہ رعایا سی بڑی جبر سی لیتا تھا اور حرص
ایسا تہا کہ کسیطرح تسکین نہ ہوتی تھی اور ایسا مغلوب الشہوۃ تہا کہ ضبط
نہ کر سکتا تہا اور اپنی شاہزادی حسینہ بیرینگیریا دخترِ سینیکو شاہِ نویرا کو
چھوڑ دیا تہا اور ایسی فعلِ شنیع کا مرتکب ہوا تہا کہ زبان پر نہین آسکتا
پس ایک راہبِ نصرانی نے بادشاہِ مذکور پر اس فعلِ شنیع کے
ملامت کی اور اوسکو خدا کی قسم دی کہ بربادیِ سدوم کا (قریہ حضرت لوط علیہ السلام)
خیال کر اور اِس فعل قبیح سے باز آ پس حق تو یہ ہی کہ اکثر سلاطینِ
اسلام نیک اور متصف باوصافِ حمیدہ تھے سلطان محمود غزنوی
دانائی اور چالاکی اور بہادری اور ترقی علوم شہرۂ آفاق ہی اور
اِس بادشاہ نی اشخاصِ ذی علم اور ذی لیاقت سی ایسی سلوک کئی
کہ جسقدر اوسکے دار السلطنت مین علماء و فضلاء کا مجمع تہا
اوسقدر کسی بادشاہ ایشیا کی پای تخت مین کبھی نہین ہوا اور
اگرچہ بادشاہ تحصیلِ مال مین بڑی قید تہا تاہم جیسا سمجھکر اوسنے
روپیہ صرف کیا ویسا کسی بادشاہ نی نہین کیا محمود کی چار
جانشین ایک دوسرے کے بعد ہوئی اور یہ چارون بادشاہ ترقی
علوم مین بہت سرگرم رہی اور رعایا بھی ان سی بہت راضی تہے
پس اب راقم پوچھتا ہی کہ جو باتین محمود کی نسبت بیان کی گئین

وہ امور اوسکی معاصرین یعنی ولیم نارمن اور اوسکے جانشینون کی بابت بھی
مین بھی کہہ سکتے ہین اب راقم اور سلاطین اسلام اور بادشاہان نصاری
مین مقابلہ اور محاکمہ کرتاہی ایسی واضح ہو کہ جب ۱۱۴۲ء مین لوئی
ہفتم شاہ فرانس نے شہر وٹری فتح کیا تو اوسمین آگ لگادینے کا حکم دیا
اور اس ظلم سے تیرہ ہزار آدمی جلکر مر گئے اور بادشاہ اسٹیفن کے
عہد مین انگلستان مین ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ لوگون نے زراعت
کرنی چھوڑ دی اور آلاتِ زراعت یا غارت ہو گئے یا اونکا استعمال
ترک ہو گیا اور چودہوین صدی مین ہماری لڑائیون کا شاہ فرانس
یہ نتیجہ ہوا کہ جملہ امور مین ایسی خرابی ہوئی کہ کبھی کسی ملک مین یہ
کیفیت نہین ہوئی بعض اشخاص کا قول ہی کہ سلاطین اسلام
بڑے ظالم اور جابر تھے اور اس بات کی سند ایسی معتبر ہی کہ اوسکا
انکار نہین ہو سکتا رہی یہ بات کہ بادشاہانِ موصوف نیک نفس
ایسے تھے کہ حد سی زیادہ اسکی سند ایسی موثق نہین کہ اوسکا انکار
نہ ہو سکے راقم کہتا ہی کہ صدہا دلیلون سے ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہان
نصاری جو سلاطین مذکورین اسلام کی معاصر تھے بڑے ظالم اور
جابر تھے لیکن ہم پوچھتے ہین کہ اون سے نیک اور عادل ہونیکی
بھی کوئی دلیل ہے اب سلاطین اسلام کی کیفیت سنئے کہ قبر دینباہ
سوم نے ۱۲۶۵ء مین جلوس کیا اور اکثر جبرہین عادہ خلائق
کی سبب ایسی ہوئین کہ شہر فو آفاق ہوگیا چنانچہ یہاں بادہ

دریامین بند ہوائی تاکہ کہیتون مین پانی بسہولت پہنچا جای اور چالیس
مسجدین پچاس مدرسی اور کاروان سرائین تیس تالاب تسو شفا خانے
سو حمام اور ایک سو پچاس پل بنوائی اور علاوہ ان کے اور بہت سے
عمارات تفریح طبع اور نمایش وآرایش کے لیی تعمیر کرائین اور ان سب
بعتر یہہ کام کیا کہ جمنا سی تا ہانسی و حصار ایک نہر جاری کی
بابر بادشاہ اوّل خاندان مغل کا ایک تہا اور اشرف سلاطین
سلف تہا اور اس سے بہتر کوئی بادشاہ ہندوستان مین نہین ہوا
اور جسقدر اس بادشاہ مین رعب و سطوت تہی اوسیقدر
سادگی اور فروتنی بہی تہی اور اس نے جوانی مین بعض حرکتین
ایسی بری کی تہین کہ لوگون کے نظرون مین ذلیل ہوگیا تہا لیکن
بعد ازان اپنی نفس امارہ کو ایسا روکا اور ایسا ضبط کیا کہ اون
حرکات شیطانی پر غالب آیا اور پاک طینت مشہور ہوگیا یہہ بادشاہ
مطیع والدین محبت پسر و برادر دوست صادق و وفادار اور دشمن
رحم دل تہا اور رعب و سطوت شاہی کی ساتھہ حلم و مروت بہی
رکہتا تہا اور معتدل الغذا اور قلیل النوم تہا اور رنگ تراشی
اور توپ ڈہالنی مین اور اور دستی ہنرون مین بہی دخل رکہتا تہا
اور شجاع و سخی اور عالی ہمت تہا اور اپنی قوم سے مکر و دغا کو
اپنے لئے عار سمجہتا تہا اور عالم کامل اور فاضل مستجمع تہا اور
علوم و فنون سے بہت مذاق رکہتا تہا اور اگلے

آباو اجداد پر اور اوسکے تحصیل علم پر نظر کیجیے تو واقع ہیں اوس شخص
بذاتِ خود ایسی لیاقت حاصل کی تھی کہ بقول شاعر قیامت تک اوسکا
نام رہی گا شعر یہ پادشاہ مثل اون دریاؤن کے تہا جو درخت
زارون کو شاداب کرتی ہین اور اگرچہ سایون سے تاریک ہو جاتی
ہین تاہم آسمان کے شکل اونمین منعکس ہوتی ہی ہمایون پسر بابر شہوات
نفسانی سی بری اور افعالِ بدسی پاک تھا شیر شاہ بادشاہ افغان نے
شاہ موصوف کو شکست دی اور اوسے ہندوستان سی نکال دیا
اور پانچ برس تختِ سلطنتِ ہند پر جلوہ افروز رہا بعد شیر شاہ
اوسکی بیٹی عادل شاہ نی تخت و تاج پایا لیکن اوسکے سلطنت کو
فقط سولہ برس گذری تھی کہ ہمایون اپنا حق مسترد کرنی مین
کامیاب ہوا (یعنی ہندوستان پھر لے لیا) شیر شاہ صاحبِ سلطنت
ہمایون بڑا لایق اور عقیل تھا اور اگرچہ اپنی عہد قلیل مین ہمیشہ
میدان کارزار مین مصروف جنگ رہا تاہم اپنی ملک کا انتظام
و انصرام خوب کیا اور انتظامِ مملکت مین بڑھی ترقیان کین اور
اس بادشاہ نی چار مہینی کی راہ تک ایک سڑک بنوائی جو بنگالہ
دریائی سندہ کی قریب تک ہی اور اس شاہراہ مین ہر منزل پر
کاروان سرا مین اور ہر ڈیڑھ میل پر کوئی بنی ہین اور ہر مسجد مین
ایک پیش نماز اور ایک موذن مقرر تھا اور کچھ لوگ مسلمان
اور ہندو مسافرون کی خدمت کے لیئی معین تھی اور اس

سڑک پر مسافروں کے لئے درختوں کی قطاریں لگائی تھیں چنانچہ بہاسی
برس کے عرصہ تک مسافروں نے اکثر مقامات پر اس شاہراہ کی وہی کیفیت
پائی جو سابق میں بیان کی گئی بادشاہ جہجاہ اکبر ایسا مشہور و معروف ہے
کہ اوسکا حال بیان کرنا فضول ہے یہ بادشاہ انتظام ملک اور اہتمام
و دیگر باتوں میں اچھا تھا اور علم و فضل عدل و انصاف فیض و سخا
شجاعت و ہمت حلم و رحم اعتدال و احتیاط محبت و شفقت عالی ہمتی اور
بلند پروازی میں شہرۂ آفاق ہوا اور اپنے ملک کا ایسا اچھا انتظام کیا
کہ اون بادشاہوں کی زمرہ سے ہو گیا جنکی سلطنت بنی آدم کی لئے
نعمت ہی اس بادشاہ نے آگ اور پانی سے ازمایش کرنا کہ یہ رسم
ہنود میں تھا موقوف کرا دیا اور حکم کیا کہ قبل بلوغ ناکح و منکوح عقد نہ
واقع ہو اور نہ قربانی کی لئے حیوانات ذبح کئے جائیں اور عورتوں کو
اجازت دی کہ بعد انتقال شوہر دوسرا نکاح کر لیں حالانکہ یہ امر خلاف
شرع ہنود تھا اور ان سب امور سے بہتر یہ کیا کہ ممانعت کردے
کہ عورات ہنود اپنے شوہروں کے ساتھ جبراً نہ جلائی جائیں اور
رعایائے ہنود اور اہل اسلام کو برابر خدمتیں اور عہدی عنایت کئے
اور کفار سے جزیہ لینا اور زیارتیوں سے ٹکٹ لینا موقوف کر دیا
اور ممانعت قطعی کر دی کہ جو لوگ لڑائی میں گرفتار ہوں لونڈی اور
غلام نہ بنائی جائیں جو بندوبست خراج اور آمدنی ملک کی شیرشاہ نے
شروع کئے تھے اون سب کی تکمیل اکبر نے کی اور جو اراضی اوس کے

ملک مین زراعت کی قابل تھین اون کی پیمایش از سرنو کرائی اور ہر
بیگہہ کی پیداوار بھی دریافت کرائی اور پہلے یہہ دریافت کیا کہ رعایا سی
کسقدر خراج لینی چاہیی بعد اوسکے اوسپر زر لگان مقرر کیا اور زمیندارونکو
اختیار دیا کہ اگر یکمشت روپیہ نہ دی سکین تو بطور قسط کی دیا کرین علاوہ
ان سب امور کی بہت سی محصول اور ٹکٹ وغیرہ جنمین رعایا پہ
جبر ہوتا تھا موقوف کردی پس ان سب انتظامات کا نتیجہ ہوا کہ آمدنی
بہت کم ہوگئی جو احکام اور ہدایتین بادشاہ موصوف کی افسران بندوبست
ملکی پر جاری کی تھین ابتک موجود ہین اور اون سے معلوم ہوتا ہی
کہ اوسکی انتظام ملک مین عدل و انصاف کا بہت لحاظ تھا اور جو
ہدایتین وسنی حکام عدالت کو کین تھین اون سی بھی اوسکا انصاف
اور نیکی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ منجملہ اون ہدایات کی ایک ہدایت یہہ تھی
کہ سزائی سخت (مثل قتل اور حبس دوام کی) کم دیجائی اور سوا اون
مفسدون کی جنکی مفسدہ پردازی سے ضرر خلایق ہو اور کسی شخص کو
تعذیر نہ دیجائی جبتک کہ بادشاہ کی منظوری نہ حاصل ہو اور یہہ بھی
حکم کیا کہ سزاہای سنگین جیسے ساتھہ قطع اعضا اور اور تکلیفین
مجرمون کو نہ دی جائین اور انتظام فوج از سرنو اور بوجہ احسن
کیا اسطرح سی کہ اپنی فوج کی لوگون کو نقد تنخواہ دیدیتا تھا نہ یہہ کہ
محاصل ملکی پر اون کی دلائی کردی اور علاوہ قلعون کی اور اور
چیزون کی جنسی رفاہ خلایق ہوتی ہی بہت سی عمارات عالیشان

تعمیر کرائین جنکی تعریف و توصیف پادری ہیبر صاحب نے بہت کی ہی اور
بادشاہِ موصوف نی جملہ خدمات اور عہدونکا ایک قاعدہ خاص مقرر
کر دیا تھا لہذا اوسکی تمام کارخانجات اور محکمجات سے ایسی شان و شوکت اور انتظام
و بند و بست ظاہر ہوتا ہی کہ تعجب ہوتا ہی اور جن چیزون کا بند و بست
ممکن نہین اونکا انتظام ایسی عقلمندی سی کیا کہ اونمین کچھ خلل نہ پڑا اس
بادشاہ کی سرکار مین ہر چیز کی افراط تھی لیکن کسی بات مین اسراف نہ تھا
سنہ ۱۶۲۳ع مین جہانگیر پسر اکبر کے عہد مین ایک سیاحِ مشہور مسمی
پیٹر وڈل ویل باشندہ ملک اطالیہ وارد ہندوستان ہوا اور
کچھ حال بھی وہان کا لکھا چنانچہ سیاح موصوف بادشاہِ مذکور اور
اوسکی رعایا کا یہ حال لکھتا ہی کہ سب لوگ اس ملک کی راحت سے
گذران کرتی ہین بلکہ بشان و شوکت بیخوف و خطر بسر کرتے ہین
اسواسطی کہ چونکہ بادشاہ جانتا ہی کہ ہماری رعایا کو ایسی ایسے
واہیات باتونکا شوق ہی لہذا جہوٹی تہمتون سے اونہین آزار نہین
دیتا بلکہ اونہین غنی اور خوشحال دیکھکر خود بھی خوش ہوتا ہے
لیکن جیسی بہبودی اور سرسبزی شاہجہان نبیرۂ اکبر کے عہد مین
ہندوستان کو حاصل ہوئی ایسی کسی بادشاہ کی وقت مین نہ ہوئی
تھی اور اوسکے حدونمین ہمیشہ امن و امان رہی اور خوب
بند و بست و انتظام رہا اگرچہ ٹامس رو صاحب سفیر انگلستان
نی سنہ ۱۶۱۵ع مین بوقتِ ملازمت بادشاہِ موصوف دیکھا کہ کمپنی کی

شاہی اقل مراتب دو جریب کی دورہ مین ہی اور تمام کمرہ مین فرش
ریشمی اور طلائی بچھا ہی اور اوسپر بہت بہاری کارچوبی مخمل کی قالین
بچھی ہی اور اوس قالین مین جواہرات نصب ہین اور اسقدر کثرت مال
و زر دیکہکر صاحب موصوف بہت متحیر ہوئی تاہم ٹورنیر صاحب سیاح کے
بیان سی معلوم ہوتا ہی کہ جس شخص نے یعنی شاہجہان نے تخت بی بہا
مسمی بہ تخت طاوس تیار کروایا تہا اور بوقت جلوس بڑی دہوم
جشن کیا تہا اور اپنی تلین روپیہ اور جواہرات مین تول کر وہ سب مال
و نقد حضار محفل مین لٹا دیا تہا اوسی شخص کا یہ حال تہا کہ اپنی رعایا پر
مثل بادشاہ کی نہ حکومت کرتا تہا بلکہ مثل پدر مہربان کی اون سے
پیش آتا تھا یہ بادشاہ ہمیشہ اپنی ملک سی ہوشیار رہتا تہا اور
اسسی بہتر کسی بادشاہ ہندوستان نی بندوبست ملک اور انتظام
کارخانجات نہین کیا اور اسی بادشاہ جمجاہ کی عہد مین شہر دہلی مین
نہر مشہور باہتمام علی مردانخان معمار شاہی تیار کی گئی تہی یہ نہر
عالیشان کہیتون اور زراعتون مین سے ہوکر صدہا میل تک چلی گئی ہی
اور جہان جہان گئی ہی وہان کسانون کو اوسی پانی سینچنی کا اور اور
باتون کا بڑا فائدہ ہی یہان تک کہ شہر پناہ مین داخل ہوئی ہی اور
وہان خود بادشاہ اور روسا اور اہل شہر اسکا تماشا کیا کرتی تہے
اب راقم کہتا ہی کہ اگرچہ لوگ کہتی ہین لیکن ثابت نہین کیا کہ ہندوستان
کی بادشاہان اسلام نی بہی اوسی قدر وہان کی لوگون سی لیا تہا جسقدر

کہ حکام انگریزی لیتی ہین تاہم طرفداران سلاطین اسلام ایسی دلایل لا سکتی ہین کہ جنپہ داران احکام انگریزی ویسی دلائل نہین پیش کر سکتے وہ دلیلین یہ ہین کہ اوّل تو سلاطین اسلام کی جو رعایا ہی ہندوستان سے لیا اوسکی مکافاۃ کامل اون سہی کی دوسرم یہ کہ اونہون نے امیر اور غریب کو عدل و انصاف مین برابر جانا سوم یہ کہ اونکا انتظام ایسا تھا کہ تجار سب اوقات مین اپنا مال و اسباب صدہا میل تک بحفاظت تمام لیجاتے تھے اور اگر اونکا اسباب راہ مین تلف ہو جاتا تھا تو سرکار شاہی سے اوسکی مکافاۃ کامل ہوتی تھی چہارم یہ کہ فرض کیجئے کہ یہ انتظام اچھا نہ تھا تاہم اکثر رعایا اوس زمانہ مین آجکل کے بہ نسبت کہین زیادہ متموّل اور غنی تھے اور کچھ خوف و خطر نہ رکھتی تھے اور اس بات کہ اوس زمانہ مین رعایا زیادہ تر متموّل اور محفوظ تھی کی دلیل قاطع یہ ہی کہ پہاڑ کی پہاڑ سنگ مرمر کے جنپر کا کائی حکمی سے اور بڑے بڑی نالی اور نہریان اور عمارات عالیشان اور شیوالی جنمین بسبب کہینگی سے کے چند دن آشیانی بنائی ہین اوسی زمانہ کی بنی ہوی اب تک موجود ہین ہان البتہ یہ کہہ سکتے ہین کہ ہر ایک شخص سے بادشاہان مذکورین مین سے جنہین لوگ بیعقل اور ظالم کہتی ہین اسقدر روپیہ نہرون اور اور اشیار مفید خلایق مین صرف کیا تہا کہ اوسقدر روپیہ اس زمانہ مین یعنی عہد انگریزی مین فوج کا خرچ ہی لیکن اسبات سے اون کے عدالت اور عقلمندی مین نہین فرق آجاتا یہ کہ ہم

بھی ناظرین کو کچھ نہ کچھ فائدہ بخشیگا کہ ان سلاطین مشرقی (یعنی پادشاہان
اسلام ہند وغیرہ) کے مفید اور مستحکم کاموں میں (مثل عمارات وغیرہ)
اور ہمارے ملک (انگلستان) بلکہ کل اقلیم یورپ کی باتوں میں مقابلہ اور
محاکمہ کیا جائے لیکن بڑی مشکل قویہ ہے کہ ان دونوں ملکوں کی حالات میں
ایسی منافات ہے کہ بالکل مشابہت ممکن نہیں یہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے
ملک میں اوس زمانہ میں (جب ہندوستان میں مسلمانوں کے
سلطنت تھی) ایک سڑک بھی نہ تھی اور سوا چند سڑکوں کے سب راستے
خراب تھے اور ایسی تنگ تھی کہ فقط چارپائی اون میں سے گذر سکتی تھی
اور اس ملک کی (یعنی انگلستان کی) بڑی سی بڑی شہر میں پانی نہیں
آتا تھا اور نہ روشنی اور چکیاں تھیں حالانکہ سلطنت دہلی کی ادنی
ادنی دیہات میں بھی روشنی اور چکیاں تھیں اور اوس زمانہ میں
ہمارے ملک میں راہ کا یہ حال رہا کہ اگر لندن سے [illegible] کہ دونوں
شہر بہت قریب ہیں تک بھی کوئی انگریز مسافر جاتا تو خواہ مخواہ اپنی
مقصود تک بحفاظت پہونچنے کا اسقدر یقین نہ ہوتا تھا جسقدر کہ
پادشاہ شاہجہان کی رعایا میں سے ادنی ادنی کو پنجاب سے دہلی تک اور
وہاں سے الہ آباد تک بحفاظت پہونچ جانیکا یقین ہوتا تھا چنانچہ
ٹالبوئز صاحب بیان کرتی ہیں کہ اس کیفیت سے باشندگان بنگالہ
بحکام اہل اسلام کی وقت میں تشبیہ دیتے تھے اور چونکہ یہ حال اوس
شخص نے بیان کیا ہے جو مدت مدید تک ملک مذکور میں رہا اور وہاں

لوگون سی بھی واقفیت تمام رکھتا تھا لہذا اسمین دروغ کا گمان نہین ہوسکتا
صاحب موصوف کہتی ہین کہ واقع مین اس ملک کی لوگ بہت خوشحال
ہین اور ان کو ستانا بڑی بیرحمی اور نا انصافی ہی اسواسطیکہ حُسن صفا
زہد و تقوی پابندی وضع اور انصاف جو باتین کہ اگلی بادشاہون کے
وقت مین ہندوستان مین تہین وہ باتین اب فقط اس صوبہ مین
پائی جاتی ہین اور اس صوبہ مین لوگون کی مال و اسباب اور آزادی مین
کوئی دست اندازی نہین کرتا اور چوری اور ڈاکہ زنی کا کہین ذکر
سننی مین نہین آتا اور سرکار ہر مسافر کی نگہبانی کرتی ہی خواہ اوسکے
پاس اسباب ہو خواہ نہو اور مفت پہری مقرر کردیتی ہی کہ اوسے
منزل منزل پہونچائین اور یہ لوگ اوسکے راحت رسانی اور جان و
مال کے ذمہ دار ہوتی ہین اور جب مسافر پہلی منزل طی کرتا ہی تو پہرہ
والی کچہ انعام لیکر اوسے دوسری منزل کی پہرے کی سپرد کردیتی ہین
اور پہرے والی پہلی تو مسافر سے پوچہتے ہین کہ اس منزل مین پہرے
والی تمسے کیونکر پیش آئے بعد اوسکے جو وہ کہتا ہی اوسے قلمبند
کر لیتے ہین اور ایک سند اون کی نیک چلنی یا بد چلنی کی مع رسید
مسافر اور اسباب پہلی پہری والون کو دیکر اونہین رخصت کرتی ہین
اور یہ سند اور رسید پہلی منزل کی افسر کلان پاس پہنچ جاتی ہی اور
وہ اون کی نقل داخل دفتر کرکے حسب ضابطہ راجہ کی خدمت مین
بہیجتا ہی پس اس کیفیت سی مسافر اس ملک مین سفر کرتا ہی

اور اگر اوسکا قیام کا قصد نہو تو کہانی اور جگہہ اور سواری کا صرف بھی او
نہین کرنا پڑتا لیکن اگر اوسی تین دن سے زیادہ کسی مقام پر ٹہرنیکی اجازت
سرکار سی ملتی ہی تو یہ سب اخراجات اوسی کے ذمہ ہوتے ہین لیکن
اسمین بھی یہ شرط ہی کہ بسبب بیماری یا اور کسی آفت ناگہانی کے
نہ ٹہر گیا ہو اور اگر اس صوبہ مین کوئی چیز کہوئی جاتی ہی مثلاً روپیہ کے
تہیلی یا اور کوئی قیمتی چیز تو جو شخص اوس اسباب گمشدہ کو
پاتا ہی اوسی درخت مین لٹکا دیتا ہی اور اوسکے اطلاع قریب کے
چوکی کو دیتا ہی اور اوس چوکی کا افسر اوس اسباب گمشدہ کے
بارہ مین ڈہنڈہورا ہوتا ہی پس یہ حال تو سلاطین اسلام کا تہا
اب راقم بسبیل مقابلہ اون بادشاہان انگلستان کا حال بیان
کرتا ہی جو سلاطین مذکورین اسلام کے معاصر تہی اور یہ بہی
عرض کرتا ہی کہ اون کے عہد مین عیسائیون کے اور ترقی علوم
کی کیا کیفیت تہی پس مخفی نہ ہی کہ سنہ ۱۳۸۱ ع مین واٹ ٹیلر
نی انگلستان مین بلوا کیا اور جب یہ غدر بیرنس یعنی روساؤن نی
رفع کیا تو قریب پندرہ سو باغیون کے بلا تحقیقات پہانسی دیدی
گئی اور سنہ ۱۳۹۴ ع مین تابعین وکلف ریفارمر قتل کیے گئی اور سنہ ۱۳۹۹ ع
مین بادشاہ رچارڈ دوم نی ظلم و جور کیا اور آیرلنڈ مین بسبب قوانین
مشتہرہ بہ کلکینی مصدرہ سنہ ۱۳۶۷ ع کے غدر ہوا ان قوانین مین یہ جرم
نسبت رعایا کی قایم کیا گیا تہا کہ جن انگریزون نی آیرلنڈ مین

بود و باش اختیار کی تھی اوس ملک کی لوگون سے بذریعہ مناکحت تعلق
کیا تھا اور آیرلنڈ کا لباس اور رسوم اختیار کرلی سی انگریزون کو یہ سزا دی
گئی کہ یا اونکا اسباب قرق کرلیا گیا اور یا قید کئی گئے اور پابندی
قوانین ملک مذکور بھی اون کی نسبت ایک جرم قرار دیا گیا اور اہل
آیرلنڈ کو اراضی مستثنی بہ بہیل پر چار پائی چرانی دینا اور اون سے سلوک
و مراعات کرنا اور اونہین پادریون مین داخل کرنا اور اون کے
شعرا سے بلطف پیش آنا اور اور حرکات اس قبیل کے انگریزون کی
نسبت جرم قرار دی گئے تھی اور کسی انگریز پر ٹکٹ باندہنا بھی جرم
عظیم قرار دیا گیا تہا اور ۱۳۹۹ء مین بالنگبروک نے شاہ رچارڈ
دوم کو زبردستی نکالدیا اور اوسکا تخت سلطنت غصب کرکی خطاب
ہنری پنجم حاصل کیا اور ہر دو وارثان بادشاہ موصوف کو اونکے
حق سی محروم کیا اور اونہین ونڈسر کیسل مین محبوس کیا اور ۱۴۱۰ء
مین جانبیڈلی پرنس آف ویلس رجو بعد ازان بلقب ہنری پنجم مشہور ہوا
کی روبرو بہ تہمت کفر سمتہ رفیلڈ مین جلا دیا گیا اور قریب عہد شاہ
ہنری ششم یہ ظلم و جور شدید رحایا پر ہوئی کہ مجرم یا مجرمہ جہلخانہ
بہیجی جاتی تھے اور وہان کسی تنگ اور تاریک مکان مین قید کئے
جاتی تھے اور با جسم برہنہ زمین سنگی فرش پر سلائی جاتی تہی اور
اون کے سونی کے لئی کوئی چارپائی یا پیال وغیرہ بھی نہ دی جاتی تہی
اور نہ پہننے اور اوڑہنی کو کوئی کپڑا دیا جاتا تہا اور حکم تہا کہ وہ قیدی

اونکو چت اور برہنہ سوئین اور اون کے پاؤن اور ایک ہاتہ رسی سے
ایک طرف اوس مکان کے کہینچے جائین اور دوسرا ہاتہ دوسری طرف
کہینچا جاے اور اسی طرح اون کی پنڈلیان بہی رسی سے جکڑی جائین
اور اسقدر لوہا اور پتہر اونپر رکہوائی جائین جسقدر اون سے اوٹہہ سکین
بلکہ اسسے بہی زیادہ اور تیسری دن دو لقمی نان جو کے اونہین دی جاوین
اور پانی نہ دیا جاے اور جسدن پانی دیا جائی اوس روز روٹی نہ دیجاے
اور تیسرے دن اوس پانی مین سے پیین جو محبس کے قریب ہی
(سوا موری وغیرہ کے پانی کے) اور اسطرحسی اونہین خوراک دیجاے
جبتک کہ وہ مرجائین اور بادشاہ جارج سوم کی زمانہ تک یہ عقوبات
قانوناً جائز رکہی گئے اور اگرچہ ان عقوبات کی تاریخ تحقیق سے نہین
معلوم تاہم یہ امر یقینی ہے کہ یہی طریقہ تعذیر اوس زمانہ مین جاری تہا
اور جو قیدی کہ کسی جرم عظیم سے متہم ہوتے تہے اس طریقہ کے
روسی سزا پاتے تہے خواہ وہ اپنی جرم کا عذر کرتی تہی خواہ
نہ کرتی تہی چنانچہ بارنگٹن صاحب اپنی کتاب مسمّی بہ انشنٹ اسٹیچیوٹس
صفحہ ۸۸ مین لکہتی ہین کہ عہد جارج دوم سنہ ۱۷۳۱ع مین دو مرتبہ
اسی طرح کی تعذیر مجرمون کو دی گئے تہے سنہ ۱۷۴۱ع سے اوس
زمانہ تک جبکہ سلطنت انگلستان قوی ہوگئی یہ عقوبات شدیدہ
اکثر عمل مین آئی اور بہت سے نظیرین ان کے دفتر شاہی مین مندرج
ہین اور اکثر اطلاعنامجات ہنوز ابتک موجود ہین چنانچہ آخری

سطور جو مندرج تاریخ ہی سنہ ۱۶۴۰ع مین واقع ہوئی تھی جبکہ ایک شخص مسمی بہ
لمرجبر دستانہ فروش محبس ٹاور مین قید کیا گیا تھا باین تہمت کہ یہ شخص
اون بلوائیون مین شریک تھا جنھون نے پادری کلان لاڈ کی مکان
واقع لمبتھ پر نرغہ کیا تھا لیکن ایک چٹھی مین جو اوسی زمانہ کی لکھی ہوئی
ہی یہ وجہ اوسکے مقید ہونی کی مرقوم ہی کہ اپنی ساتہ کی باغیون کے
نشاندہی کری چنانچہ ایک نقل اوس وارنٹ کی جسکی ذریعہ سے
اس مقدمہ مین سزا کا حکم ہوا تھا بدستخط و مہر پریوی کونسل دفتر شاہی مین
موجود ہی اور یہ عقوبت شدید مجرم مذکور پر اسکاٹ لنڈ مین شاہ جیمس
دوم کی روبرو کی گئی تھی اور سنہ ۱۴۰۱ع مین کفر کے دفع کرنے کی لیئے
قانون جاری کیے گئے اور سنہ ۱۴۱۵ع مین جان کلیڈن اور رچارڈ
ٹرمن اسمتھ فیلڈ مین بہ تہمت کفر جلا دیے گئے اور سنہ ۱۴۴۱ع مین
ایلینر کوبہم رئیس زادی گلوسٹر اور نجومی مشہور راجر بالنگ بروک
اور کینن سوتہول اور ماجری جورڈن اور جان ہم بجرم سحر متہم
ہوئی اور ان مجرمون کو یہ سزائین دی گئین کہ رئیس زادی مذکورہ
اپنی ملک سے نکالدی گئی اور بالنگ بروک نی پہانسی پائی اور
اوسکی لاش تشہیر کی گئی مارجری جورڈن جلا دیا گیا سوتہول محبس
مین مر گیا اور جان ہم معفو ہوا اور سنہ ۱۴۵۵ع مین جنگ خانگی مشہور
بہ جنگ روزیز شروع ہوئی یہ لڑائی اہل لنکاسٹر جنھون نے
اپنی فوج کی علامت سرخ گلاب کا پہول رکہا تھا اور باشندگان

یارک مین رجنہون نی اپنی لشکر کی علامت سفید گلاب کا پہول کہا تہا ہوئی تہی یہ جنگ سنہ ١٤٨٥ع مین ختم ہوئی اور بارہ شاہزادی نسل پادشاہان انگلستان سے اور دوسی رؤسا و امرا لاکہ شرفا اور اور اشخاص اس لڑائی مین ماری سے گئے اور قریب تمام ملک کے خراب و ویران ہوگیا اور اہل مقدرت اور ارباب عزت تباہ ہوگئے اور سنہ ١٤٧٧ع مین جادوگر گرفتار کیے گئی اور قتل کئی گئی اور سنہ ١٤٨٣ع مین شاہ رچارڈ سوم کا تخت سلطنت غصب کرلیا گیا اور اوسکے دو جوان بہتیجے یعنی بادشاہ اڈورڈ پنجم اور ڈیوک آف یارک محبس شاہی لنڈن مین قتل کیے گئی اور لارڈ وریس اور اور رؤسا پامفرٹ کیسل مین مار ڈالے گئے اور سنہ ١٤٨٥ع ہنری ہفتم تخت نشین ہوا اور لاکہا روپیہ رعایا سے جبر لیا اور اونکی جائدادین قرق کرلین اور شاہ موصوف نی اس ظلم و جور سی بدون استعانت و اختیار پارلیمنٹ سلطنت کے اور رعایا پر از سر نو ٹکٹ باندہی چنانچہ اون ٹکٹون کو از راہ طعن فیوض سلطانی کہتی ہین اور سنہ ١٥٠٩ع مین ہنری ہشتم تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا ظالم تہا اور یہ فخر کرتا تہا کہ مین غصہ کے وقت مرد کی جان نہین چہوڑتا اور شہوت کی وقت عورت کو نہین چہوڑتا اور اسکی عہد مین اختیارات شاہی حد سی تجاوز کر گئے تھے اور ایسے نئی نئی غدر و فساد ہوئے کہ کسی بادشاہ کیوقت مین سننی مین نہین آئے

اور ۱۵۲۲ع مین ایک شخص بہ تہمت زہردہی سترہ آدمیون کی گرفتار
کیا گیا اور دیگ مین اوبال کے مار ڈالا گیا اور ۱۵۳۴ع مین ایک زن
عفیفہ باشندہ صوبہ کینٹ قتل کی گئی اور دو شخص بہ تہمت کفر
سمتھ فیلڈ مین جلادی گئے ۱۵۳۵ع نو پادری جنہون نے مداخلت
شاہ ہنری مقدمات مذہبی مین قبول نہ کی تھے ٹائی برن مین پہانسی
دی گئی اور اون کے لاشی تشہیر کئی گئے اور اسی وجہ سے پادری
کلان فشر اور سر طامس مور خزانچی تھے قتل کئی گئے لیس ایس
ظلم شدید کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام اہل یورپ کو انگریزون سے نفرت ہوگئی
اور ۱۵۳۶ع مین شاہزادی این بولین قتل کئے گئے اور شاہ ہنری
نے جین سمور سے عقد کر لیا اور ۱۵۳۷ع مین ۱۹۳ مونیسٹریز
یعنی راہبون کے محاصل تخمیناً دو کرور بیس لاکہ تیس ہزار
روپیہ پادشاہ نے ضبط کر لیا اور جو اراضی پادریان مذکور کو سرکار سے
مرحمت ہوئی تہین شاہ ہنری نے اپنی مصاحبین مین تقسیم کر دین
اور ۱۵۳۸ع مین دو شخص جو اصطباغ دیا کرتے تہی جلادی گئے
اور ۱۵۳۹ع مین سرداران پادریان ریڈنگ گلیسٹن بری اور
کالچسٹر بجرم عدم قبول مداخلت شاہ ہنری در امور مذہبی پہانسی
دی گئی اور اون کی لاشی تشہیر کئی گئے اور اوسی سنہ مین قانون
ملقب بہ قانون خونی جاری ہوا جس مین چھہ مسئلے موئید عقیدہ
ٹرنس سبسٹن ٹیشن یہ عقیدہ نصاری قدیم یعنی رومن کیتہولک

مین مروّج ہین اور انکا خلاصہ یہ ہی کہ پادری لوگ از راہِ کرامت و اعجاز
خود مسیحؑ بنجاتی ہین ، مندرج تھی اور چند اشخاص جنہون نے دین مسیحی مین
کچھہ دخل دیا تہا اسکاٹ لنڈ مین مظلوم و مقہور ہوے اور اونمین سے
سات شخص بہ تہمتِ کفر جلا دی گئے اور اسی سنہ مین اشتہاراتِ مجریہ
بادشاہ نے بمشورۂ پارلیمنٹ اقتدار قانونی حاصل کیا اور انگلنڈ
اور ویلس مین مکاناتِ مذہبی بالکل برباد کئے گئے چنانچہ ان مکانات مین
۳۴۵ صوامع راہبین ۹۰ مدرسے ۲۳۷۴ گرجے اور اور معابد اور
۱۱۰ شفاخانے تھے اور اِس فعلِ بد کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بہت سی سکنۂ
مقاماتِ مذکورہ نکل گئے اور خراب اور آوارہ ہو گئے اور علی
ہذا القیاس جو غرباء ان کارخانون مین ملازم تھے انسے پرورش
پاتی تھے وہ بھی حیران و سرگردان ہوئی اور ۱۵۳۹ع مین روساء
ملقب بہ ہاسپٹلرس موقوف کردی گئے اور اونکا مال و اسباب
بادشاہ نے قرق کرا لیا اور اسی سال شاہ ہنری نے بعد انتقالِ
شاہزادی جین سیمور این شاہزادی گلیوس سے عقد کر لیا لیکن
چھہ مہینے کے بعد شاہزادی موصوفہ کو چھوڑ کر کتھراین ہاورڈ سی
نکاح کر لیا اور ۱۵۴۱ع مین رئیس زادی مقررہ صوبہ سالسبری
یعنی مارگرٹ دختر جارج رئیسِ کلارنس ۲۷ مئی کو قتل کی گئی اور
چونکہ رئیس زادی موصوفہ جانتی تھے کہ بیجرم قتل ہوتی ہون لہذا
اوسی تختۂ قتل پر سر رکھنی مین تامل کیا آخر الامر جلاد نی سارے

قتل گاہ میں اوسکا تعاقب کیا اور اوس پیرزن کی سر پر تاک کی ایسی
ضرب ماری کہ تن سے سر جدا ہو گیا اور بعد اوسکے اوسکی گردن اور
شانون کو بڑی بیرحمی سے کچل ڈالا اور ۱۵۴۲ع مین شاہزادی کیتھرائن
ہاورڈ قتل کی گئی اور ۱۵۴۳ع مین شاہ ہنری نے چھٹا عقد کیتھرائن
پارسی کیا اور اوسکے حیات مین بادشاہ موصوف نے انتقال کیا
اور ۱۵۴۶ع مین این اسکیو بہ تہمت کفر عقوبات شدیدہ سے
قتل کیے گئے اور تین شخص بجرم انکار عقیدہ تریلنس سبس ٹمین ششش
سن مذکورہ کی ساتھ جلا دیے گئے اور ۱۵۴۷ع مین شاہ ہنری
ہشتم ۲۸ جنوری کو ۵۶ برس کے عمر مین مر گیا اس بادشاہ سے
زیادہ تر کسی پادشاہ انگلستان نے رعایا پر ظلم نہین کیا اور اسی
سنہ مین اڈورڈ ششم تخت نشین ہوا اور ۱۵۴۹ع مین سارے
ملک کی لوگ فقیر ہو گئے اور گدائی کرنے لگی اور بہت سخت قانون
جاری ہوئی اور متصفون کو پادشاہ نے حکم کیا کہ حرف وی
جو ابتداءِ لفظِ ویگبنڈ یعنی شہدی ہی ہر شخص آوارہ کے
سینہ پر داغدیا جاوے اور اوسی حکم کیا جائے کہ دو برس تک اوس
شخص کا غلام رہے جسنی اوسکے اطلاع سرکار مین دی ہی اور
اسی سنہ مین صوبہ نارفوک مین بلوائی عظیم ہوا اور ۱۵۵۳ع مین
شاہزادی میری نے جلوس کیا جسنی مذہب رومن کیتھولک
انگلستان مین از سر نو مروج کیا اور ۱۵۵۴ع مین لیڈی جین گری

اور لارڈ گلڈفورڈ ڈولی ۱۲ - فروری کو قتل کئے گئے اور ۱۵۵۵ ع
مین فرقہ پراٹسٹنٹ پر ظلم و تعدی ہوئی اور پادری کلان ریڈلی
اور لاٹیمر بہ تہمت کفر اکسفورڈ مین جلا دئے گئے اور محبسہای انگلستان
قیدیان متہم بہ کفر سے بھر گئے اور شاہزادی میری نے اراضی متعلقہ
معابد مسیحی اور حقوق حصہ دہم پادریون کو باین نظر بخشدیے کہ یہ
عطیات اوسکے نجات آخرت کے باعث ہون اور اسی زمانہ مین
گناہون کی بڑی شدت ہوئی اور قزاقی اور ذلت اور ہتک آبروی
خلائق بافراط ہوئی اور پچاس مجرم بعد تحقیقات سرسری
اکسفورڈ مین پھانسی دیدیے گئے اور اشخاص ذی مرتبہ نے
چوری کرنا اختیار کیا اور ۱۵۵۸ ع مین شاہزادی میری نے ۱۷
نومبر کو ۴۲ برس کے عمر مین انتقال کیا پانچ برس اس شاہزادی نے
سلطنت کی اور اس عہد قلیل مین ۲۸۵ آدمی جلوا دیے جنمین
پانچ بڑے پادری اور اکیس چھوٹی پادری اور ۵ عورتین اور
چار لڑکی تھے اور ہزارہا آدمی نے بمقتضای ایمانداری اپنی جان و
مال کا تلف ہونا قبول کیا اور اسی سنہ مین شاہزادی الیزبیتھ
تخت نشین ہوئی جسکے عہد مین فرقہ رومن کیتھولک کی لوگ بانواع
عقوبات تکلیف دئے گئے اور جلوا دی گئی باین جرم کہ ان لوگون
نے حکم پوپ مشعر لاتختی شاہزادی موصوفہ قبول کرلیا تھا اور ۱۵۸۶ ع
مین سری شاہزادی اسکاٹ لنڈ کی نسبت یہہ تہمت کی گئی

کہ شاہزادی الیزبیتھہ کی قتل کرنیکے لئیے بابنگٹن سربراہ کار مفسدین کے
شریک ہوی اور شاہزادی موصوفہ پر اٹھارہ برس کی معیاد ہوئی
اور اوسکا حسن جوانی محبس ہی مین زائل ہوگیا اور علیل و نحیف ہوگئے
اور ۱۵۸۷ع مین شاہزادی موصوفہ یعنی میری ۸ فروری کو ۴۶
برس کی عمر مین قتل کی گئے اور ۱۵۹۸ع مین رومن کیتہولک باشندگان
ائیرلنڈ پر ظلم شدید ہوا اور ۱۶۰۳ع مین شاہزادی الیزبیتھہ ۲۴
مارچ کو ۷۰ برس کی عمر مین مر گئی اور جیمس اوّل بادشاہ ششم
اسکاٹ لنڈ اور پسر میری شاہزادی ملک مذکور تخت نشین ہوا
اور اشتہار دیا گیا کہ امور مذہبی مین مروّت اور رعایت موقوف ہوجاے
اور فرقہ پیورٹن کی لوگ خوف ظلم سے امریکا کو چلی گئے اور ۱۶۰۶ع
مین جیمس بادشاہ انگلستان نے کوشش کے کہ مذہب پرسبٹیرین
اسکاٹلنڈ سے رہی اور دس شخص پیشوایان مذہب مذکور سے
قید کرلئی گئی اور تین سے پادری نکالدی گئے اور اور بہت سے
ظلم ہوی اور جادوگرون کے سزا کی لئے قانون جاری ہوئے
اور شاہ جیمس نے اپنی کتاب درباب فن سحر تیسری مرتبہ مطبوع و مشتہر
کرائی اوس کتاب مین شاہ موصوف نے عملیات اور فریب
اجنّہ و شیاطین بہت تفصیل سے بیان کئی ہین اور معاملات جادوگران
اور اونکی رسوم و عملیات اور اون کے مکر کے دریافت کرنیکا طریقہ
اور اونکو سزا دینا یہ سب امور بھی لکھے ہین اور پارلیمنٹ کی ایک

قانون جاری کیا جسکا ہر دفعہ کتاب مذکور کی مضمون کے موافق ہی اور ممبران محکمہ مذکورہ اس بادشاہ جابر کی ایسی اطاعت کرتی تہی کہ اوسکے کتاب کی تعمیل زبردستی لوگونسی کرائی اور اوسکے بڑی نگہداشت سے اور بادشاہ موصوف کی سنہ جلوس سے تا آخر سنہ ۱۶۲۶ع ۳۱۹۲ آدمی فقط انگلستان مین بہ تہمت سحر اور دعا تعویذ ملزم و معذب ہوئے اور اگرچہ یہہ ظلم خلاف قیاس معلوم ہوتا ہی لیکن واقع مین صحیح ہے ان مقتولین مظلومین مین سے دو بیوہ عورتین بہی تہین جنہین مصنف رپورٹ اعلی اہیل صاحب نے بربنای شہادت اون کی دشمنون کی اس جرم پر پہانسی کا حکم کیا کہ انہون نے دو لڑکون پر سحر کیا ہی اور یہہ بہی اظہار کیا گیا کہ وہ لڑکے اس سحر کے سبب سے ایسی علیل ہو گئے ہین کہ عدالت مین نہین حاضر ہو سکتی حالانکہ دوسرے روز وہی لڑکی تندرست کچہری مین حاضر ہوی گویا کہ جسوقت اون عورتون کی قتل کا حکم دیا گیا اوسی وقت وہ تندرست ہو گئی اور ۱۶۲۵ع مین شاہ جیمس اول نے ۲۹ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چارلس اول اوسکا جانشین ہوا اس بادشاہ نے بجبر لوگونسی قرضی لئی اور ناحق اونپر ٹکٹ باندہی اور بیجرم اونہین قید کیا پس ان ظلمون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ رعایا اوسی بہت ناراض ہو گئی اور ۱۶۴۱ع مین احکام کونسل اسٹار چیمبر سُس تا فذ کرائی گئی چارلس فیل مین مرقوم ہوتی ہین جنسی اس عدالت سراپا ضلالت کی ظلم و جبر کی

کیفیت معلوم ہو جائیگی ایک نظیر یہہ ہی کہ بیران صاحب وکیل عدالت نے
ایک کتاب تصنیف کی تہے جو مضر اور مخالف کونسل مذکور تہی پس
اس بات پر وکیل موصوف کی نسبت حکم کیا گیا کہ عدالت سی نکالدیا جاے
اور اوس کی کان کاٹ ڈالی جائین اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ
داخل کری اور تمام عمر قید رہی دوسری نظیر یہہ ہی کہ کرنیل للبرن پر
یہہ تہمت کی گئی کہ یہہ شخص بہ نیت مفسدہ پردازی کتابین تصنیف
کر کے لوگون کو تقسیم کرتا ہی اور اس جرم پر کرنیل موصوف کے
تحقیقات کا حکم ہوا لیکن اوسنے اوس قسم کی حلف کرنیکا انکار کیا
جو عدالت اسٹار چیمبرس مین مروج تھی وہ حلف یہہ تھی کہ مجرم
عدالت کی سوالات کی جواب دی اگرچہ اپنی جوابات سی وہ خود
ملزم ٹھہرتا ہو منصفون نے اس انکار کو تحقیر عدالت قرار دیکر شخص
مذکور پر کوڑی لگائی اور قید کا حکم دیا اور جب اوسپر کوڑے
پڑنی لگی تو اوسنے باواز بلند ظلم سرکار کی شکایت کی پس اس
حرکت پر ممبران اسٹار چیمبرس نے حکم کیا کہ اسکا منہہ بند کر دیا
جای تیسری نظیر یہہ ہی کہ ولیمس پادری کلان صوبہ النکن جو بڑا
عالم تہا وعظ کہا کرتا تہا اور لوگون کو اوسکا وعظ بہت پسند تہا
پس لاڈ پادری کلان کینٹربری اوسپر خشمہ ہوا اور فقط اوسکے
غصہ ہونی سے ولیمس پر لاکہہ روپیہ جرمانہ کیا گیا اور قید بھی
کیا گیا اور خدمات اجتہاد سی بھی معزول کیا گیا لیکن اسپر بھی

التفات نہ کی بلکہ جب اوسکا مال و اسباب اور کتابین قرق ہو کر عدالت
مین داخل کی گئین تو چند خطوط اوسکے بنام اوس بالڈسٹون مدرس
اوسی اسباب مین نکلی اِس بابت پر اسّی ہزار روپیہ اوس پر اور جرمانہ
کیا گیا اور اوس مدرس کی نسبت حکم ہوا کہ اسی کی مدرسی کی سامنے
اوسکے کان لوہی کی کیلون سی ایک لکڑی مین بہ چسپیدہ کر دی جائین
اور سنہ ۱۶۴۱ع مین آیرلنڈ مین بلوا ہوا اور چالیس ہزار آدمی فرقہ
پراٹسٹنٹ مین سے قتل کئے گئی اور سنہ ۱۶۴۲ع مین جنگ خانگی
شروع ہوا اور سنہ ۱۶۴۹ع مین پادشاہ چارلس پر یہ تہمتین لگی گئین
کہ ظالم اور دغا باز اور خونی اور دشمن رعایا ہی اور ۱۲ جنوری کو
شاہ موصوف کی نسبت جرایم مذکورہ قایم کیے گئے اور ۳۰ ماہ
مذکور کو وہایٹ ہال مین قتل کیا گیا اور اوسی زمانہ مین سلطنت
انگلستان توعی ہو گئے اور سنہ ۱۶۵۳ع مین کرامول ۲۶ جون کو
ویسٹ منسٹر ہال مین لارڈ پروٹیکٹر یعنی حافظ رعایا سے
انگلستان مقرر کیا گیا اور اس شخص نے بھی بڑا ظلم کیا اور بغیر
تحقیقات قانونی لوگون کو قتل کر ڈالا اور بہت سی اسیران جنگ کو
اور پچاس شرفا کو جو اوسکے حکومت سی ناراض تھی قید کر کے
جزائر بربیڈوز کو بھجوا دیا جہان وہ لوگ مثل غلامون کے بیچ ڈالی گئے
اور اسی حاکم کے عہد مین ملک انگلستان فوج پر تقسیم کر دیا گیا
اور ہر صوبہ کے انتظام کی واسطے ایک میجر جنرل مقرر کیا گیا اور اون

اجازت دی گئی کہ جس شخص پر شبہ ہو یا خوف مفسدہ پردازی ہو اوسے
قید کرے اب راقم زمانہ ندیم کے حالات چھوڑکر یہ امر بیان کرتا ہی
کہ بعد فتح ہندوستان سرکار انگریزی نی اوس ملک مین کیا کیا
بیس واضح ہو کہ جو واقعات کہ بعد معزولی قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ
واقع ہوئی اون کی بارے مین کلائیو صاحب کہتے ہین کہ جو کیفیت
بدانتظامی اور رشوت ستانی اور ظلم کی بنگالہ مین ہی کسی ملک مین
نہ دیکھی نہ سنی جسوقت سے کہ میر جعفر دوبارہ صوبہ دار ہوے اوسوقت
تک یہ تینون صوبی یعنی بنگالہ بہار اور اوڑیسہ جنکی آمدنی دس کروڑ
روپیہ سکہ ہی ملازمان کمپنی کے بندوبست مین ہین اور اور کسی شخص کو
انکی انتظام مین دخل نہین اور ان افسران ملکی اور جنگی دونون سے
ہر شخص فیلقدرت اور آبرودار سے از نواب تا ادنی زمیندار ہزار ہا
روپیہ بجبر لیا ہی اور تجارت کا یہ حال ہی کہ سوداگرون کو محصول
معاف کردیا گیا ہے اور ملازمان کمپنی کیطرف سے مثل گماشتون کے
تجارت کرتی ہین اور افسران مذکورین کمپنی کے نام سے ایسی ایسی
حرکتین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی کے نام سے ہر ہندو اور
مسلمان کو نفرت ہو گئی ہے اور ملازمان کمپنی محاصل نواب بنگالہ
مین دست اندازی کرتے ہین اور جس افسر سرکاری کو چاہتی ہین
نکالدیتی ہین اور جسے چاہتی ہین اوسکے جگہ پر مقرر کردیتی ہین
اور جسی عہدہ افسری مقرر کرتے ہین اوس تقرری کی عوض

ہین اوس سے کچھہ لیتے بھی ہین پس اس بدانتظامی کا یہ نتیجہ ہوا کہ صوبۂ مذکور مین قحط شدید ہوا اور اس بات مین کچھہ تعجب نہین کہ بیس برس کے بعد اوسی صوبۂ بنگالہ کی بابت مین لارڈ کارنوالس صاحب گورنر جنرل نے فرمایا کہ یہ ملک روز بروز تباہ و ویران ہوتا جاتا ہی لاٹھہ صاحب موصوف کی یہ عبارت ہی کہ ہمین بڑا افسوس ہے کہ کئی سال سے زراعت اور تجارت مین روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہی اور آجکل تو یہ کیفیت ہی کہ سوا بنیون وغیرہ کی جو اکثر بڑے بڑے قصبو نمین بستے ہین ان صوبون کے لوگ روز بروز فقر و فلاکت مین مبتلا ہوتی جاتی ہین اور ہم دیکھتی ہین کہ اسی حالت مفلسی مین اکثر زمینداران کمپنی کے مبتلا ہین پس کیا عجب ہی کہ یہ کیفیت افلاس اونہین کے بد ذاتی اور فضول خرچی سے پیدا ہوئی ہو لیکن ہمین بہ گمان غالب ہی کہ خاص کرکے اس افلاس کا سبب وہ خرابیان ہین جو ہماری سابق کی بدانتظامی سے پیدا ہوئی ہین راقم کہتا ہی کہ یہ بلا ہی بدانتظامی فقط اونہین بلاد مین نہ تھی جہان انگریز کے عملداری تھی بلکہ یہی نے بندوبستی شرکا انگریز کی ملکون مین ہوگئی تھی جب سے ہمگویون سے اور نواب اودہ سے راہ و رسم شروع ہوئی اوسکا صوبہ سرکار انگریزی کا شکار رہا چنانچہ ہیسٹنگس صاحب جو اوس زمانہ مین حاکم اعلی ہندوستان تھی اون باتون کی کیفیت بیان کرگئی ہین جنمین وہ خود بھی شریک تھی صاحب موصوف فرماتی ہین کہ

تذکرہ کلائیو صاحب مصنفہ سکالٹ صاحب ملاحظہ طلب ہے فقط منہ ۱۲

ہم گمان غالب کرتی ہین کہ تمام حکام ہندوستان جسقدر بسبب ہماری
فوج کی ہماری مشارکت سی خائف ہین اوسی قدر ہماری خواہش ملک
افزائی اور شرارت سی بہی ہملوگون کے شرکت سی ڈرتی ہین ہملوگ
ہمیشہ اسی تدبیر مین رہتی ہین کہ کسی طرح اونکا ملک لیلیجئی اور
ہماری نفس ہماری قابو مین نہین رہتی اگرچہ ہم چاہتی ہین کہ
افعال بدسی محفوظ رہین پس جسقدر ان حرکتون سی ہماری قوم
بدنام اور بی اعتبار ہوگئی ہی اوسقدر بسبب ہماری فوج اور
قوت کی ہمارا وقار نہین بڑہا اور ہر شخص ہندوستانیون مین سے
ہماری مشارکت سی ڈرتا ہی اسواسطی کہ یہ لوگ دیکہتی ہین کہ جن
اشخاص نے ہمسی رسم و راہ پیدا کی ہی سوا ذلت اور خواری کے
اونہین اور کچہ نہین حاصل بعد اس کے لاٹہ صاحب موصوف
وہ معاملات بیان کرتے ہین جو ہملوگون اور نواب اودہ مین
ہوئی تہی تاکہ تنفر اہل ہند نسبت ہماری اور جو باتین اس
تنفر کا باعث ہوئین بخوبی واضح ہوجائین [۵۲] صاحب مورخ
کہتی ہین کہ قبل اس کی کہ یہہ معاملات انگریزون اور نواب
اودہ مین شروع ہوئے وہ صوبہ بہت آباد اور سرسبز تہا اور
اوسکی آمدنی بلاخرچ اور بدون ظلم نسبت رعایا کی تیس [۳۰] لاکہہ روپیہ
تہی لیکن ہملوگون نے نواب اودہ پر فوج مقرر کی اور اوسپر
طرہ یہ کیا کہ بہت سے افسران ملکی بہی اوسپر معین کیے لہذا ہمین

صوبہ دار موصوف کی مصیبت اور افلاس عظیم کی باعث ہوئی چند سال تک
نواب موصوف نی اس بار کو اوٹھایا لیکن بعد اوسکے دیکھا کہ جو آمدنی
ملک پیشتر تھی اب اوسکے آدہی رہ گئی ہی اور نو برس کی عرصہ مین
قریب چونتیس لاکھہ روپیہ کی اوس صوبۂ متعلقۂ سرکار انگریزی سے
بجبر و نا انصافی لیی گئی چنانچہ لارڈ ہیسٹنگس صاحب کہتی ہین
کہ وزیر اودہ کی سرکار مین ملازمین انگریزی کی اسقدر کثرت سے
اور اون کی اختیارات اور تنخواہین اسقدر زیادہ ہین اور افسران کمپنی
ملکی اور جنگی دونون کی پنشنین اور اور مداخلتہای بیجا ایسی بڑہی
ہوئی ہین کہ اب نواب موصوف سے نہ تو اونکی اخراجات کا بار اوٹھہ
سکتا ہی اور نہ اون کی حکومت کا تحمل ہو سکتا ہی اور ان ملازمین
کمپنی نے تمام ملک کو ہم لوگون کا دشمن اور عدو کر دیا ہی سوا اسکے
انہون نے نواب موصوف کی رفقا اور اور ملازمین ہندوستانی کو
اونکی عہدون اور خدمتون سے بالکل خارج کر دیا ہی پس اب اگر ہم
کسی سے پوچھین کہ کس استحقاق سے اوسکو [illegible] سرکار
انگریزی نے اپنی ملازمین کی نفع کی لیئے دریا اودہ [illegible]
تو کوئی اس سوال کو نہ سمجھیگا استحقاق بھی اور کس قانون کی سرکار
انگریزی نے نواب موصوف کی حفاظت کی واسطی فوج مقرر کی تھے
حالانکہ خود نواب کو بھی اوس فوج کی نوکر رکھنیکا مقدور رہتا اور نہ اوسکے
احتیاج تھی تو اس سوال کو بھی کوئی صاحب نہ سمجھینگے پہر لارڈ صاحب

موصوف فرماتی ہین کہ بہلا ہم کس منہہ سی نواب اودہ سی کہین کہ تم
ہماری فوج کی احتیاج تو نہین رکھتی لیکن اوسکے تنخواہ تمہین دینی
پڑیگی لیکن لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے اون حالات کی مذمت پر
کفایت نہ کی جو اونہین کے عہد وزارت مین واقع ہوئی تہی بلکہ
ایک حصہ اوس فوج کا اودہ سے برخواست کردیا جسکی بابت مین
اونہون نے عہد فرمایا تہا کہ نواب اودہ کو اس فوج کی احتیاج تو نہین
لیکن اسکے تنخواہ دینی پر مجبور ہی لیکن یہہ بار نواب موصوف پر لارڈ
کارنوالیس جانشین لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے پہر رکہہ دیا اور یہ باتین
بہی کہین اور اگرچہ اوسنی بہت کچہہ عرض معروض اس بارے مین
لیکن لاٹہہ صاحب موصوف نی ایک بہی نہ سنی پیشتر تو سرکار انگریزی
پچیس ۲۵ لاکہہ روپیہ سالانہ بطریق خراج کے وزیر اودہ سے
لیتی تہی لیکن یہہ مبلغ رفتہ رفتہ بڑہکر ستر لاکہہ روپیہ سالانہ ہوگیا
اور لارڈ ٹین موتہہ صاحب (جنہین سرتیان شور بہی کہتے ہین)
نی اس مبلغ خراج کو اور بڑہایا اور لارڈ ولیزلی صاحب نے
۱۸۰۱ء مین نواب اودہ کو دہمکایا کہ سارا ملک تمہارا چہین
لیا جائیگا اور اس دہمکی سے بعوض ستر لاکہہ روپیہ کی جو لاٹہہ
صاحب موصوف نے سابق مین طلب کیا تہا نصف ملک اوسکا
جسکی آمدنی تیرہ کرور روپیہ سالانہ تہی لیلیا لیکن ہملوگون نے
اسیقدر نواب موصوف سے نہین لیا بلکہ ۱۸۱۵ء سی ۱۸۲۵ء تک اور

تیس کرور روپیہ اوسی قرض کے نام سی لیا چنانچہ اس قرضہ کی بابت میں
لارڈ ہیٹنگس صاحب فرماتے ہین کہ واقع مین یہ مبالغ نواب اودھ سے
دھمکی سے بدون اوسکی مرضی کی لیے گئی اور اس کی عوض مین ہمنے
فقط براے نام اوسے خطاب شاہ اودھ عنایت کیا اور ایسا ملک دیا
جسمین پیداوری مطلق نہین اور مثل جنگل کے ہی اس مقام پر
راقم کو ضرور ہی کہ کچہ توقف کرے اور حال ظلم و ناانصافی سرکار
انگریزی نسبت شاہ اودھ کے تمام کرے یہن واضح ہو کہ سرکار
انگریزی نی نسبت شاہ اودھ کے اون ظلمون اور بے انصافیون
پر بھی اکتفا نہ کی جو سابق مین بیان ہوئی بلکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب
گورنر جنرل نے صریحًا اوس عہد کی مخالفت کی جو سرکار انگریزی
اور شاہ اودھ مین ۱۸۳۷ع مین منعقد ہوا تھا اور صوبہ اودھ اوسے
منتزع کرلیا اور عہد مذکور کی نسبت لارڈ صاحب موصوف نے
بہ تکلف فرمایا کہ یہ عہد کسی طرح معتبر نہین ہو سکتا اسواسطی کہ
ممبران کورٹ آف ڈایرکٹرس نے بمجرد اطلاع اسی نامنظور کیا تھا
حالانکہ صاحب موصوف ان امور واقعی سے بخوبی واقف تھی
کہ عہدنامۂ مذکور پر لارڈ اکلنڈ صاحب جو اوس زمانہ مین گورنر جنرل
ہندوستان تھی اور تین ممبران کونسل کی دستخطین حسب ضابطہ ثبت
تھین اور اس عہد کی استحکام کی بارے مین گورنر جنرل موصوف نے
دو خط بمہر و دستخط خود شاہ اودھ کو لکھے تھی ایک خط ۱۸۳۹ع مین

اور ایک ۱۸۳۷ع مین اور یہہ عہدنامہ اوس کتاب مین شامل کیا گیا تہا
جو ۱۸۵۶ع مین بحکم گورنمنٹ مطبوع اور مشہور ہوئی (کتاب مسمّی بہ اودہ
بلو بک ملاحظہ طلب ہی) جب یہ مقدّمہ (یعنی انتزاع سلطنت اودہ)
۱۸۵۶ع مین ڈاکٹر ٹراورس ٹوئس صاحب وکیل کونسلی مشہور کی
محوّل ہوا اور اون سے رائے طلب کی گئی تو اونہون نی کہا کہ جہانتک
وجہ سی ممکن ہوا لیکن نے اس مقدّمہ کی وجوہ مین بہت غور و تامل کیا
اور آخر الامر مجہی کہنا پڑا کہ گورنر جنرل ہندوستان اور ممبران
کونسل بمقتضائی اون قوانین کے جنکی پابندی سب قومون کو لازم
ہی کسی طرح مجاز نتہی کہ عہدنامہ مرقومہ ۱۸۳۷ع بیکار سمجہکر منسوخ
کردیتی عجیب بات ہی کہ حالانکہ ایسی شخص ذی لیاقت اور معتمد
القول کی یہ رائے ہی تاہم ایک مؤرّخ حال جسکی یہ کیفیت ہی کہ جیسا
وہ احکام مرقومہ توراتہ کا پابند ہی ویسا ہی کچہ رسوم قوانین
قوم کا بہی لحاظ رکہتا ہی بی تکلف اور بلا وسوسہ انتزاع ملک
اودہ مین سرکار انگریزی کی جنبہ داری کرتا ہی اور سرکار
موصوف کی طرف سی ایسی تقریر کرتا ہی جس سے ہنر مکر و فریب
جو بعضی لوگون کے نزدیک ممدوح ہی دزدو لا ور اور اوچکی
دونون کی لئے جایز ٹہرتا ہی مسٹر ٹکر صاحب کہتی ہین کہ لارڈ ولزلی
صاحب کو ایک اور صوبہ بہی عملداری انگریزی مین داخل کرنا تہا
نہ بذریعہ فتح کے سوا اسکے کہ اوس صوبہ کے حکام ہمیشہ سی سرکار

بلکہ خیر خواہ ہین اور اوسکے لوگ ہماری فوج مین برضا و رغبت بہرتی ہوتے تہی اور نہ اسوجہ سے اوس صوبہ کو منتزع کر سکتے تہی کہ کوئی مستحق اوسکا نہین باقی رہا اسواسطے کہ ہمیشہ کوئی بیٹا بہائی یا اور کوئی شخص خاندان صوبہ دار مین سے رہا جسمین حسب شرع محمدی جمیع شروط وراثت پائی جاتی تہی اور جب تک اوس صوبہ مین ایک بادشاہ جسکا باپ بہی بادشاہ تہا تخت نشین تہا بلکہ صرف اسوجہ سے اوس صوبہ کو منتزع کر لیا کہ سرکار انگریزی کی یہی مرضی تہی صوبہ مشار الیہ صوبہ اودہ ہی جو وسط ہندوستان مین واقع ہی اور چونکہ یہہ صوبہ بہت اچہی مقام پر واقع ہی اور زرخیزی اور زراعت اور اور اوصاف علاقی مین ممتاز ہی لہذا بڑی مدت سی ہم لوگون کے نیت بد تہی کہ اوسی منتزع کر لین راقم کہتا ہی کہ یہہ سچ ہی کہ لارڈ کارنوالیس صاحب عادل تہی اور لارڈ بینٹنک صاحب دیندار تہی اور لارڈ ولیزلی صاحب نیس تہی خلاصہ یہہ کہ یہہ سب صاحب اچہی تہی لیکن کسی صاحب نے اپنی غریب لاچار خیر خواہ یعنی شاہان اودہ کی بارہ مین کوئی بات عقلمندی اور عدالت اور دینداری اور ریاست کی نہین کی مسٹر ونڈاز صاحب مشہور بہ لارڈ بلول بہی اس امر کی گواہی دیتی ہین کہ ہم لوگون نے حکام اور روسائی ہندوستان سی بڑی بدسلوکی کی اور ۱۵ اپریل ۱۸۶۲ع کو صاحب موصوف نے ایک تقریر پارلیمنٹ مین بیان کی تہی اور اوس تقریر مین یہہ بہی فرمایا تہا

۱۷ تاریخ ہندوستان مصنفہ مسٹر ... صفحہ ۴۱۱ ... ملاحظہ ... منہ

یہ واضح ہو کہ ہندوستان میں چار ریاستین بہت بڑی تہین اور چارون قریب قریب واقع تہین یعنی صوبہ جات مرہٹہ صوبہ جات حیدر علی خان صوبہ جات نظام الملک صوبہ دار دکہن اور صوبہ جات برائہ اور ان ریاستون کی سوا اور چہوٹی ریاستین بہی ہین جیسے صوبہ نواب ارکٹ صوبہ راجہ تنجور وغیرہ لیکن یہہ چارون بڑی ریاستین ہملوگون سے منحرف ہوگئی تہین اور انمین سے دو ریاستین تو علانیہ ہمسی خلاف تہین اور دو خفیہ منحرف تہین حکام احاطہ بمبی نے رگہوبہ مدعی حکومت صوبہ جات مرہٹہ سے باین اقرار مصالحہ کیا تہا کہ اگر بعد گدی نشین ہونی کے بعض صوبے کمپنی کو دیدے تو تجہے حکومت ملک مرہٹہ دیتی ہین اور اسی عہد کی بنا پر حکام موصوفین مرہٹہ مذکور سے جنگ پر مستعد ہوئے اور تہوڑی ہی عرصہ کی بعد حکام احاطہ بنگالہ نے بہی اسی قسم عہد مذکور کی راو بہوسلی راجہ برار سی بہی کیا تہا باین اقرار کہ اگر چند صوبی سرکار کو دیدی تو ملک مرہٹہ کی حکومت اوسی بخشدی جائے پس یہہ دوسرا معاملہ ظاہر ہوگیا اور مذکور راؤ کی دلمین سرکار انگریزی کی طرف سے یہہ کینہ آگیا کہ ہمسی جعلسازی اور بی ایمانی کی نظام الملک صوبہ دار دکہن کا ملک ہماری ملک کی شمال مین واقع تہا اور اس صوبہ دار سے ہمین ایسی مضرتین ہوپہچین کہ اوسکا حال بتفصیل بیان کرنا چاہئی اس صوبہ دار نی چند صوبی باین شرط کمپنی کو دیدئی تہی کہ اونکے

عوض مین ایک خراج سالانہ اوسی دیا جاوی لیکن ہم لوگون نے خراج موعود کی ادا کرنے مین قصور کیا پس صوبہ دار موصوف نے کہا کہ انگریز ایسی قوم ہی کہ اپنی اقرار کے پابند ہی نہین کرتی اور نہ قواعد عدل اور عزت اور دیانت کا کچہ لحاظ کرتی ہی لہذا ہمسی نہ بنیگی ادسنے حیدر علی خان سے مدد طلب کی اسواسطی کہ اوسی یقین تہا کہ جب تک ہندوستان مین ایک انچہ زمین بہی انگریزون کے قبضہ مین رہیگی جب تک کوئی ہندوستانی محفوظ نہین چونکہ سرکار انگریزی کی بد انتظامی اور بی ایمانی خود انگریزون کی کلام سی ظاہر ہوئی پس مضامین مندرجہ فرمانِ شاہی مرقومۂ ذیل مین کچہ تعجب اور شک کا محل نہین یہہ فرمان وزیر سلطانِ روم کی سفیر انگریزی سر رابرٹ انزلی صاحب مقیم قسطنطنیہ کو ارسال کیا تہا اور ۲۹- فروری ۱۸۹۲ع کو مسٹر گری صاحب ممبر پارلیمنٹ کی کاغذ مذکور اوسوقت پارلیمنٹ مین پڑہا جبکہ ممبران محکمہ مذکورہ جنگ روس کی بارے مین گفتگو کر رہی تہی آخر تقریر مین گری صاحب نے کہا کہ اون شرکائی ہماری (یعنی ترک لی) جلنسی پہلے تو ہم نی مدد کا وعدہ کیا اور بعد اوسکے دغا کی بہت سی امور ایسی کیے ہین جنسے صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ ہماری افعال بہت متنفر ہان چاہین اب حضرات میرے فعل پر ہنسین چاہین مجہی الزام دین لیکن میری تشفی مذکور کی اطلاع ہی سی امر مذکور کی اطلاع صحیح

حاصل کی ہے اور ایک نقل اوس فرمان کی جو سلطان روم نے
سفیر انگریزی سر رابرٹ آینسرلی صاحب کو لکھا تھا
حاصل کی ہے جس کا خلاصہ مضمون یہہ ہے فقط

نقل فرمان و زیر شہنشاہ روم

واضح ہو کہ بادشاہ جمجاہ روم خود ہی جنگ کرتے ہین اور خود ہی
مصالحہ کرتی ہین اور اپنی غلام اور ملازمین اور رعایا پر اعتماد کر سکتے
ہین اور چونکہ اونکی ایمانداری اور وفاشعاری کا تجربہ کر لیا ہی
لہذا اونپر اعتبار کلی ہے لیکن یہہ وصف (یعنی وفاداری)
تم لوگون کے ملک سے اور اور بلاد یورپ سے جو تمہارے
ملک کی قریب ہین بڑی مدت سی جاتا رہا ہی اگرچہ اور عیسائی
اپنی بات کی سچے بھی ہین ٭ ہم انگریزون کا قول قابل اعتماد
نہین اسواسطی کہ یہہ لوگ تمام بنی آدم کو بیچتے ہین اور مول لیتے
ہین سلاطین عثمانیہ تمہارے بادشاہ اور تمہاری ملک سے
کچھہ تعلق نہین رکھتے اور ہمنی نہ کبھی تمسے صلاح و مشورہ کسی امر
مین چاہا اور نہ تمہاری دست اندازی اور نہ تمہارے دوستی
چاہی اور ہم اپنی طرف سے کوئی سفیر یا وکیل تمہارے
ملک مین نہین رکھنا چاہیی اور نہ تمسی رسم و راہ اور خط و کتابت رکھنے کے
ہمین منظور ہی پس تملوگ کیون چاہتے ہو کہ ہماری اور بادشاہ روس کے
درمیان مین پڑو اور کیا وجہ ہی کہ تم چاہتی ہو کہ سلطنت اہل اسلام

کوئی خدمت کرو حالانکہ تم ہمیں کفار کہتے ہیں ہم تمہاری دوستی چاہتے
ہیں تمہاری بہبود اور ہمیں یقین ہے کہ تمہارا وزیر جسکی تم اتنی
تعریف کرتے ہو کوئی بات جو سلطان کے بد نظر رکھتا ہے یا تمہاری
قوم کی خوشی کرنیکے لیے کوئی تدبیر ظلم کرنیکی سوچتا ہے اور ہمنے
سنا ہے کہ تم لوگ بڑی بیوقوف اور بد ذات اور کمینی اور بندۂ
زر ہو اور ہمیں صحیح خبر پہونچی ہے کہ حرص و طمع تم میں بڑی صفت ہے
اور تم اپنے خدا کو بیچتے اور مول لیتے ہو اور تمہارا خدا زر ہے اور
تمہاری وزرا بلکہ تمہاری سب قوم پس جو کچھ سمجھتے ہیں تجارت کو
سمجھتے ہیں پس تم چاہتے ہو کہ شاہ روس کے ہاتھ ہمیں بیچ ڈالو
لیکن ہمیں یہ امر منظور نہیں ہمیں خود ہی شاہ موصوف سے معاملہ
کرلینگے اور چونکہ حق تعالی نے ہمارا رشتہ خوش قسمتی دراز کیا ہے
لہذا ہمیں واجب ہے کہ اوسکے رضا پر راضی رہیں اور جو خدا اور
اوسکے رسول نے فرمایا ہے ضرور ظہور میں آئیگا آگاہ ہو کہ سلاطین
عثمانیہ مکر و حیلہ نہیں جانتے بلکہ نفاق و مکر تم نصاری ہی کے
اخلاق میں داخل ہے ہم بادشاہ اپنے قول میں ایمانداری اور دیانت
اور صفائی کو عیب نہیں سمجھتے اور اگر ہم جنگ میں مبتلا ہوتے ہیں
تو رضا الہی پر راضی رہتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ جو ابتدا میں
ہماری تقدیر میں لکھا گیا تھا وہی ہوگا ہم بڑے
مدت سے شان و شوکت سے بسر کرتے چلے آتے ہیں اور

تمام بادشاہان روی زمین سے اولی اور افضل ہین اور ہم فخر کرتی ہین کہ مدتہاے
مدید سے کفر و نفاق اور ہر قسم کی بدی اور ریاکاری پر نصارا کی غالب ہوتے
چلے آئے ہین ہم رب العالمین کی عبادت کرتی ہین اور محمد کا اعتقاد کرتے
ہین لیکن تم لوگ نہ اوس خدا کا اعتقاد رکھتے ہو جسکی عبادت کا بہانہ کرتے ہو
اور نہ اوسکے بیٹے کا عقیدہ رکھتے ہو جسے تم اپنا خدا بھی کہتے ہو اور اپنا
پیغمبر بھی جانتے ہو بھلا ایسی قوم کفار پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے اپنی تمام
اوضاع اور اطوار سے جو تم ایک دوسرے کی نسبت کرتے ہو تم نے راستی اور
نیکی نکال ڈالی ہے اگر تمکو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو دفتر شکایات اور اقرارات
اور اظہارات جملہ سلاطین با ضمیمہ نصاری جو آپسمین جدال و قتال کرتے رہتے
دیکھو اور اگر تم وہ دفتر دیکھوگے تو تمہین معلوم ہو جائیگا کہ تمام سلاطین
مذکورین نصاری کفر و زندقہ مکر و فریب ظلم و جور نا انصافی و عہد شکنی
مین مساوی تھے بھلا کسی ترک نے کبھی اپنے عہد یا اقرار کا ایفا نہین کیا
بلکہ ہمیشہ ترک نے اپنی بات کو پورا کیا بھلا کسی بادشاہ نصرانی نے بھی
کبھی کسی عہد کا ایفا کیا ہے بجز اوس اقرار کے جو اوسکی حرص و طمع کے
موافق تھا نہین کسی بادشاہ نصرانی نے اپنی عہد کی وفا نہین کی پس
کیونکر تم لوگ گمان کرتے ہو کہ ہم تمہارا اعتبار کرینگے حالانکہ سچ تو
یہ ہے کہ اس زمانہ مین تم ایسے قوم ہو کہ تمہاری انتظام مین بالکل
مکر و فریب بھرا ہے اور تم مین ذرا بھی نیکی نہین کہ بندوبست ملک مین
تمہین ہدایت کرے آگاہ ہو کہ شاہنشاہ اعظم و معظم تمہاری بادشاہ سے

رسم و راہ ظاہری نہیں رکھتا اور نہ اس امر کی کو نہیں ضرورت ہی اور نہ وہ
اس امر کو چاہتے ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ اس بات میں بطور ایک گویندہ کے رہو
یا بقول تمھاری مثل ایک سفیر کے اپنے بادشاہ کیطرف سے تو تمھیں اجازت دی
گئی اور رعیان قوم نصاری کو ساتھ رہنے کی بشرطیکہ تم اپنے چال چلن درست رکھو
لیکن ہم نہ تو تمھاری مددگاری چاہتے ہیں نہ اعانت بحری اور نہ تمھارا مشورہ
اور نہ تمھارا درمیان پڑنا ہمیں مطلوب ہی یعنی کوئی وزیر شاہنشاہ روم کو
حکم نہیں کہ تمھاری بیابد د کا شکریہ ادا کرے سوا اسکے دیوان شاہی
اس امر کو تم لوگوں کی نسبت ... تصور کرتا ہی اور نہ مجھے علم ہی کہ تمھارے
پیام اعانت بحری کا شکریہ بجالاوے سوا اسکے ہماری بادشاہ نے کبھی
وہم و گمان بھی نہیں کیا کہ تمھاری جہازوں کو اپنی دریاؤں میں آنے کی اجازت
دی نہ ہم جانتے ہیں اور نہ ہمیں اسکی مطلب ہی کہ تمھیں شاہ روس سے
کیا کرنا چاہیے اور ہم چاہتے ہیں کہ اپنی مقدمات کو بادشاہ موصوف
اوسطرح انجام دیں جسطرح ہمارے واسطے اور ہمارے قوانین ملکی کو انکے
مناسب ہو اگرچہ تم لوگ تمام نصاری میں بدتر اور بدتر نہیں ہو
جیسا کہ لوگ تمھاری نسبت گمان کرتے ہیں تاہم اسمیں شک نہیں
کہ تم غرور اور خودبینی اور گستاخی اور بےادبی میں سب نصاری سے
زیادہ ہو سوا اسکے تم کہتے ہو کہ ہم ایسی سلطنت عظیم روس سے اور
تم سے یعنی شاہ روم سے تمھاری مرضی کے موافق مصالحہ کرادینگے
تم اور بعض اور اقوام نصاری یہ خیال خام رکھتے ہیں کہ ہم بھی حکومت کے

لایق ہین حالانکہ ہم یہ بات خوب جانتی ہین لہذا یہ گستاخی تمہاری ہمارے
نزدیک تمرد اور سرکشی اور مداخلت بیجا مین داخل ہے اور دیکھہ لینا کہ یہ
گستاخی تمہاری ہی ملک مین تمہارے مشورون کو ذلیل کر دیگی اور اوسکے
سلکون مین تمہاری صلاح کو قابل توجہ اور لحاظ کی گی چہ جائیکہ شاہ روم
کہ وہ تمہاری مشورون کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتی اسواسطے کہ جب اوسنے
وزرا نے تمہاری صلاح کو سنا او نہین فوراً معلوم ہوگیا کہ یا تمہاری نیت
مین فساد ہی یا تم کچھ نہین جانتی اگاہ ہو کہ بندگان عالی شاہنشاہ روم
اوس قوم کی تدبیرات اور سرکشی سے اپنے ملک کو کیونکر محفوظ سمجھ سکتے ہین جو
قوم کہ اپنی ہی رعایا و برایا سے ایسی ایسی مکر و فریب کرتی ہی لیکن یہ امر
کچھ تمہین پر منحصر نہین بلکہ کل پادشاہان نصاری کا یہی شعار ہی کہ اپنی
رعایا کو روپیہ کیواسطے ایک دوسرے کے ہاتھہ بیچتے ہین اور ہمین
خبر پہونچی ہی کہ جو معاملہ تم سلاطین نصاری مین آپس مین ہوتا ہی
اوسی پادشاہ کے مفید ہوتا ہی جو رشوت زیادہ دیتا ہی وزرا سلطنت
عثمانی نے اکثر پادشاہان یورپ کے مشورے سنے ہین لیکن جب اون مشورون پہ
عمل کیا دغا یا فریب یا نقصان اوٹھایا ہی تم لوگ شاہنشاہ روم
اور شاہ روس مین مصالحہ کرانے کا ہرگز قصد نہ کرو اس واسطے کہ
ہم خوب جانتی ہین کہ تمہارا یہ ارادہ ہی کہ سب بنی آدم کو پریشانی اور
انتشار مین ڈالو اور بعد ازان اپنے فریب سے خود ہی منتفع ہو ہمکو تمہاری
تجارت کی کچھہ احتیاج ہے نہ خواہش اسواسطے ہمارے تجار تمہارے

مکروفریب سے تباہ ہوگئے تمہارا مذہب نرہی اور کچھ نہین اور تمہارا
خدا فقط حرص جاہ ہی اور مذہب عیسائی جو تم رکھتے ہو تو یہہ فقط
دہوکے کی ٹٹی ہے اور تمہاری ریاکاری اور بدنیتی کو چھپائی ہوئی ہی
آگاہ ہو کہ اب ہم کوئی عرض تمہاری قبول نکرینگی لہذا حکم دیتے ہین کہ
اس حکمنامہ کا جواب نہ بہیجنا فقط آپ راقم چاہتا ہی کہ اس باب کے
آخر مین چند عبارتین ایک کتاب مسمّی بہ لاٹر کوئی الیٹوا مصنفہ آبی سیلنی
مطبوعہ ۱۸۵۵ء سی نقل کرے تاکہ واضح ہوجائے کہ قلوب اور افعال
اہل اسلام پر احکام قرآن کا کیا اثر قوی اور نافع ہی صدق و دیانت
اہل اسلام ان بازار ہائی عظیم الشان مین سب قومون کے لوگ
اور جملہ اشیا ساختہ اہل ترکستان (یعنی روم) جمع ہین اور انکی
مشاہدہ سے راقم کو اس بات کا موقع ہاتھہ آیا کہ بعض اوصاف عثمانی
(یعنی ترک) اونکی قیافہ سے دریافت کر کے بیان کرے سبحان اللہ
دیکھیے کس تہذیب سے وہ ترک اپنی دکانکے سامنے اپنے ہمیشہ تجارا رستی اور ریاکی
قریب بیٹھتا اور جو خریدار ان تاجرونکی قریب سے گذرتا ہی اوسی یہہ دیکھتے
جاتے ہین اور اس طرح اوسی بلاتے ہین ہولاسی کپتان اکلبنی سنتیر کپتان
(یعنی اوہر تشریف لائیے) اور وہ دوکاندار رسان رسان ششت بینا
جاتا ہی اور اگر کسی چیز کی قیمت پوچھئے تو بڑی تہذیب اور فصاحت سے
یہہ جواب مختصر دیتا ہی کہ سو پیاسٹریز (ایک رومی سکہ ہے) کی پچاس
اور اگر کوئی شخص اوس ملک کی عادت سے نہین واقف ہوتا اور سودا چکانے

کہتا ہی تو دوکاندار اوسکے جواب مین رسان سے اپنا سر ہلا دیتا ہی اور پھیر
تسبیح پڑہنے لگتا ہی اور چاہی کوئی شخص کیسی ہی تکرار کرے لکن وہ اپنی
قیمت سے ایک حبہ کم نہین کرتا لکن جو دوکاندار یہودی یا عیسائی ہین اونکی
یہ کیفیت نہین بلکہ یہ دوکاندار سو پیاسٹر سے اسی اور اسی سے
ساٹھہ اور ساٹھہ سے چالیس بلکہ اس سے بھی کم تک اسباب کی
قیمت گھٹا دیتے ہین اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اگر کسی ارمنی دوکاندار کو
جتنی قیمت اوسنی کہی تھی اوس کی نصف دیجیے اور یونانی دوکاندار کو
اوس کی قیمت کا ثلث دیجیے اور یہودی دوکاندار کو ربع ہی دیجیے
تو راضی ہو جاتا ہی لکن اگر کسی مسلمان دوکاندار کا اسباب کوئی شخص
خریدنا چاہی تو اوسے چاہیے کہ جو قیمت وہ مانگے اوسی پر راضی ہو
جائے اسواسطے کہ چونکہ کوئی شخص عثمانی کی بات مین فرق
نہین ڈال سکتا لہذا وہ (عثمانی) بھی اورون کی قول پر یقین کرتا ہی چنانچہ
اگر کوئی شخص قسم کہائے کہ فلان بات سچ ہی تو وہ یقین کر لیتا ہی ایکدن
یہ اتفاق ہوا کہ ایک افسر فرانسیسی کچھ کپڑا خریدنے بازار گیا اور دوکان
وہی کپڑا مانگا جو اوس افسر کے دوست نے کل لیا تھا لکن اوس دوکاندار کے پاس
اوس کپڑے مین سے کچھ نہ بچا تھا پس افسر مذکور اور ایک دوکاندار کے پاس گیا
اور اوسنے اوس قیمت سے زیادہ طلب کیا جس قیمت کو اوسکے
دوست نے وہ کپڑا لیا تھا پس اوس افسر نے اوس بزاز سے اسی امر کی
شکایت کی اور اوس کپڑے کا نمونہ اوسی دکھایا اوس بزاز نے

پہلے تو اوس نمونہ کو خوب جانچا اور دیکہا کہ آیا یہہ کپڑا
بہی ویسا ہی ہے جیسا میرا کپڑا تہا اور بعد اوسکے
اپنے گاہک سے کہا کہ تم قسم کہاؤ کہ اس کپڑے کی
کیا قیمت دی ہے پس وہ افسر حیران ہوا کہ دیکہئے اس سے
کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور آخر قسم کہا بیٹہا اوس کی قسم
کہاتے ہی بزاز نے اوسی قیمت کو اپنا کپڑا بیچڈالا جتنی قیمت
اوسکے کپڑے کی تہی پہر راوی یعنی صاحب مصنف
کتاب مذکور کہتے ہین کہ حقیقت مین جس شخص مین ایسی پابندی
اپنی وضع کی اور ایسی عظمت اور تہذیب دیکہتا ہون اوسی سے
بہت خوش ہوتا ہون لیکن نہین معلوم کہ ہملوگون (یعنی نصاریٰ) مین
دوکاندار خریدار کی ساتہ زبردستی اسقدر ذلیل و حقیر کیون بنجاتا ہے
رہنے روم مین یہہ امتیاز دوکاندار اور خریدار مین نہین ہوتا بلکہ اوس ملک کے
لوگونکا یہہ حال ہی کہ دوکاندار کو اپنے چیز کے بکنے کی کچہہ پروا نہین ہوتی بلکہ اگر کوئی
ہم پیشہ کو اپنے بہ نسبت زیادہ سرسبز پاتا ہے تو حسد نہین کرتا اور کہتا ہی کہ خیر کیا
مضائقہ اگر آج اوسکا مال بکا تو کل میری مال کے بکنی کی باری ہے اور جب کوئی
دوکاندار موذن کے آواز سنتا ہی تو اپنی دوکان مین رکوع و سجود مین مشغول ہو جاتا اور لاانکے
لوگ ادہر سے آتی جاتے ہین لیکن اوسے کچہہ خبر نہین ہوتی اور اس خضوع و خشوع سے
نماز پڑہتا ہے کہ گویا کسی صحرا مین کہڑا ہے اور بعضے دوکاندار آذان سنتے ہی کی ساتہی
بنا اسباب کہیر کر اسی ایمان پر چہوڑ کر کسی قریب کی مسجد مین چلے جاتی ہین اس دار السلطنت [illegible] (یعنی

قسطنطنیہ مین سال بہر مین چار چوریان بہی نہین ہوتین حالانکہ یہان کے تاجرونکی
یہہ عادت ہے کہ اوقات مقررہ نماز پر اپنی دوکان چہوڑکر مسجد چلے جاتی ہین
اور لوگونکے گہر بلا قفل کے دروازے فقط رات کو ایک کاٹ کی تلی سی بند ہوتے ہین
لیکن کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ پیرا اور گلاٹا مین جہان فقط نصاری کے مکان
ہین چوری اور خون نہ سننے مین آتا ہو فقط راقم کہتا ہے کہ قسطنطنیہ پر کیا
موقوف بلکہ تمام ملک روم کے لوگ ایسے ہی ایماندار ہین چنانچہ تہوڑی عرصے
کی بات ہی کہ ایک سیاح انگریز نے مہتمان اخبار دیلی نیوز کو ایک چٹھی لکہی
جسمین وہ لکہتا ہے کہ کل مینے ایک دہقانی باشندہ صوبہ بلگیریا کی گاڑی
کرایہ کو لی تاکہ اپنا اور اپنی رفیق کا اسباب جسمین صندوق کپڑے کے اچہی عبائین بندوقین اور سامان
بہی لیجاؤن اور چاہتا تہا کہ تہوڑی سی پیال اپنی اور اپنے رفیق کے سونیکے لیئے لون
اسکی اثنا مین ایک ترک کہ جس سے زیادہ کوئی شخص خلیق نہوگا آیا اور کہنے لگا کہ مین
تمہارے ہمراہ چلتا ہون یہہ سنتے ہی ساتہہ ہی اوس دہقان نے بیل گاڑی سی
کہول دئی اور ہمارا اسباب سٹرک پر ڈالدیا اور جب مینے دیکہا کہ وہ گاڑیبان
خود بہی چلا جاتا ہی تو مینے کہا کہ کسی شخص کو اسباب پاس حاضر رہنا چاہئے
بس اس کلام سے وہ ترک متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ کسی شخص کی یہان
رہنے کی کیا ضرورت ہی بس مینے کہا کہ میری اسباب کی حفاظت
کے لئے اوس مرد مسلمان نے کہا کہ حضرت اگر اپکا اسباب ایک ہفتہ تک
دن رات یہین پڑا رہے تو کوئی اسمین ہاتہہ نہ لگائیگا بس مینے اوس
قول پر عمل کیا اور جب مینے مراجعت کی تو اپنا اسباب بجنسہ پایا

پس ملاحظہ کیجئے کہ سپاہ ترک کی ہمیشہ اوس راستہ سی آمد و رفت رہتی تھی
لیکن کسی شخص نے اوس اسباب کو چھوا تک نہین پس چاہیئے کہ یہہ قصہ
عیسائیون کو لندن مین منبرون پر سنایا جاوے اور اگرچہ بعضی عیسائی
یہہ خیال کرینگے کہ ہم خواب دیکھتے ہین یعنی اس قصہ کا اعتبار نکرینگے لیکن اونہین
لازم ہی کہ خواب غفلت سی بیدار ہون اور اس قصہ کو نگاہ شک سی نہ دیکھین پس
راقم کہتا ہی کہ اس ملک یعنی روم کی حمالون کے دیانت پر ہماری ملک کے
مزدورون کی دیانت سی زیادہ اعتبار کرنا چاہیئے اسواسطے کہ حمال مسلمانون
کی تھیلے محلہ گلاٹا کی دوکانون سے جہازون پر لیجاتی ہین اور ہمین یقین ہی
کہ کبھی ایک تھیلا بھی نہین کم ہوتا یہہ سچ ہی کہ تمام قوم ترک امانت داری
اور دیانت مین ضرب المثل ہی اور اسیوجہ سے یہہ امور اون لوگونمین بہت سہی آسان
ہوگئی ہین چنانچہ نقل ہی کہ ایک تاجر گلاٹا سی قسطنطنیہ کو مراجعت کرتا تھا
اوسکی پاس ایک تھیلی روپیا اشرفی کی تہی جب وہ تاجر توپ خانے کی لنگرگاہ مین
جہاز سی اوترنی لگا اتفاقاً وہ تھیلی ناگاہ پھٹ گئی اور روپیہ ساری لنگرگاہ مین
پھیل گیا اور اوسمین سے کچھ روپیہ سمندر مین بھی گر پڑا سب لوگ دوڑکے
اوس روپیہ کو سڑک سی سمیٹنی لگی اور بعضی تو روپیہ نکالنی کو سمندر مین کود
پڑی اور وہ تاجر بیچارا بھی مارے خوف کے اونہین کے ساتھ دوڑتا پہرتا تھا کہ اتنی مین
اوسنی دیکھا کہ جہان جہان لوگ وہ روپیہ پاتے ہین اوسی تھیلی مین جمع کرتی جاتی ہین
پس یہہ دیکھنے سی پہر اوسکی جان مین جان آگئی اور ایک حمال نے اوس تھیلے کو اوٹھا لیا
اور اوس تاجر کی ساتھ اوسکی گہر پہونچایا جب وہ سوداگر گہر پہونچا تو حمال کو مزدوری

دیکر جلدی جلدی اپنا روپیہ گننے لگا اور دیکھا کہ ایک روپیہ بھی کم نہین فقط

رحم و سخاوت اہل اسلام

واضح ہو کہ ترک وجوہ مرقومۂ ذیل سے مذہب عیسائی کو ذلیل و حقیر سمجھتے
ہین اور رہیہ ہم لوگون نے احکام مذہبی کی بجالانیمین غفلت اور تساہل اختیار
کیا ہی ثانیاً ہم لوگون نے وہ امور دنیوی اختیار کئے ہین جو امور ضروریہ
مذہبی مین مخل ہین ثالثاً ہم لوگ ذلیل ترین مطالب کے انجام دینی کی لئے
بلا تکلف اپنی مذہب سے دست بردار ہو جاتے ہین پس انہین وجوہ سی وہ لوگ
یورپ کو ملک کفار کہتی ہین اور جب ہمارا ذکر کرتے ہین تو لقب ملحد یعنی
بی ایمان بھی لفظ کافر کی ساتھہ شریک کر لیتی ہین لیکن یہہ تذلیل تحقیر اسکا باعث نہین
ہوتی کہ وہ لوگ ہمپر ظلم کرین چنانچہ اس رسالہ مین راقم نے اکثر مقالات بہت سے
نظیرون سی ثابت کیا ہی کہ ظلم و تعدی درباب مذہب جن عیوب کے ترک متہم کیے گئے
ہین جہلاء اور عوام الناس اہل اسلام سی بھی ظہور مین نہین آتی چہ جائیکہ علماء
اور مخصوصین اسلام جسطرح دنیا مین کوئی چیز عثمان لے سکی اوسکا مذہب نہین
ترک کرا سکتے اوسیطرح وہ بھی نہین چاہتا کہ کسی کے دین مین مخل ہو اور اگر کوئی
شخص کسی ترک کو خوش کرے اور اوسسی محبت پیدا کرے تو وہ کہتا ہی کہ خدا تیرا انجام
بخیر کرے اور اس قول سی اوسکے یہہ مراد ہی کہ خدا تجھی توفیق دیکہ تو مسلمان ہو جائے
بس اسقدر ترک مذہب کے باب مین کر سکتا ہی اور اسسی زیادہ کرنا اوسکے نزدیک
ملک خدا مین بدعت کرنا ہی علمائی اسلام کا یہہ قول ہی کہ تقلیب قلوب خدا کا
کام ہی اور انہین علماء کا یہہ بھی مقولہ ہی کہ ہر شخص سی نیکی کرو اور جہلاء سے

حجت نکرو (واضح ہو کہ) کہ ملک روم میں مذہب کے باب میں کبھی ظلم
یا تعدّی نہیں ہوئے بلکہ جو شخص ظلم نصارے سے وہاں بھاگ آتا ہے تو وہاں کے لوگ
اوسے پناہ دیتے ہیں اور اگر اس بات میں کسی کو شک ہو تو تواریخ میں دیکھ لے
چنانچہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ پندرہویں صدی عیسوی تک میں ہزاروں یہودی
ملک اسپانیہ اور پرتگیز سے نکالے گئے اور اسی ملک روم میں اونہیں پناہ ملی اور اوس
ملک میں چار برس تک اونکی اولاد و احفاد مامون و محفوظ رہی سوا اونکے وہ لوگ
جو ایسے مقامات پر رہتے تھے جہاں ظلم و تعدی نصارے سے خصوصاً قیصر
شعار روس سے کیونکہ اونہیں حفاظت و حراست کی ضرورت پڑی چنانچہ
ابتک اتھینس پایۂ تخت یونان میں ظلم نصارے کی کیفیت یہی ہے کہ جبتک
ایسٹر یعنی مسیح کے دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر چلے جانیکا
جشن رہتا ہے جبتک کوئے یہودی سڑک پر آنے کی جرأت نہیں کرتا
لیکن روم میں یہہ حال ہے کہ اگلے زمانے میں ہمیشہ نصارے اونکے ہاتھہ
سے ذلت اوٹھاتے ہیں یا تو اوس ملک کے حکام اگر او دیکھتے ہیں تو اونکی طرف سے
بچاتے ہیں [illegible] کرتے ہیں ممالک محروسۂ سلطان روم میں ہر ایک قوم
کے لوگ اب میں یہہ ہے کہ مسجدیں گرجا اور سیناگوگ [illegible] بلند تر
ہوتے ہیں لیکن نصارے اور یہود کو اونکے عبادت سے ممانعت نہیں ہے
لیکن قسطنطنیہ اور سمرنا کے رومن کیتھولک نصارے قدیم سے اسقدر ظلم نہیں کیے جاتے جسقدر
پاریس اور لیونس (یہہ دو شہر ملک فرانس میں ہیں) کے لوگ تعدی کرتے ہیں اور مثل اوس نصارے
کے نصارے روم میں ایسا کوئی قانون نہیں کہ رسوم ظاہری مذہبی کی تقلید کرتا ہو لیکن مگر

خدا اگر چاہین بند کر رکہے بلکہ وہان یہہ دستور ہے کہ جب مردی کو خواب گاہ
عدم کو لیجاتے ہین تو سب پادری صف بستہ شمعین لیے ہوئے اور خدا کی نعت
گاتی ہوئی اوسکی تشییع کرتے ہین اور یوم ولادت مسیح کو سب پادریان سیاہ اور نکلا
صف بستہ چلتے ہین اور اونکے آگے خاصلیت زور علم مسیح ہوتا ہے اور ساتھ اونکی ہمراہ
ایک دستہ سرکاری سپاہیونکا ہوتا ہے جو خود ترکون کو نراستہ سے ہٹاتی
جاتے ہین تاکہ پادریونکے جماعت بسہولت گذرجائے لیکن اب اگر تو صاحب
راقم سے کہین کہ پادشاہان فرانس اور آسٹریا نصاری بلاد مشرق کے حفا
کرتے ہین اور پادشاہ روم نصاری یونان کے حراست کرتے ہین اور شاہ
انگلستان نصاری فرقہ پراٹسٹنٹ نگہبانی کرتے ہین تو راقم اونکے جواب
مین کہیگا کہ مسلما ایسا ہی ہے لیکن ہم پوچھتے ہین کہ ہماری یہودیونکو کون
بادشاہ عیسائی بچاتے دو تین برس کا عرصہ ہوا کہ ایک یہود حجر والا
حاکم موصل پاس پکڑ آیا اور اوسکے نسبت یہہ تہمت کیگئی کہ آنحضرت کو دشنام
دی ہی اور اس امر سے سب لوگونکو یقین تہا کہ سنگسار کیا جب حاکم موصوف نے
وہ الفاظ دشنام سنی جو یہودی متہم کیطرف منسوب کیے تہی تو وہ بڑی حیرت
سے یہہ کہتا ہوا اوٹھا کہ یہہ غیر ممکن ہے کہ کسی شخص نے ایسی کلمات
کہے ہون اور اوسیوقت اوسپر غضب خدا نازل نہوا ہو جس ہم نہین
کرسکتے کہ یہہ حجر والا اس گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور یہہ میری گستاخی ہے
کہ ایسی شخص کو سزا دون جسے خدا نے عذاب کیا ہو یہہ قصہ رحم و عفو
اہل اسلام کے کیا عمدہ نظیر ہے لیکن تعجب ہے کہ کتنے اشخاص اہل فرانس مین سے اخبار اسیر گذشتہ

انہین اس تزویر بنا کی پر یقین کرتے ہین کہ اہل روم ہر روز نصاری پر ظلم
اور عقوبت کرتی ہین اور وہ لوگ یعنی اہل فرانس شعرا اور ظرفا کی قول پر
یقین کرتے ہین کہ سلطان روم نے سر دربار ایک رومال اپنی جاریۂ معشوقہ پہ پھینکا
اور عورتون کو زندہ کپڑی مین سیا کر باسفرس مین ڈبوا دیا اور واضح ہو کہ
شاہنشاہ روم نے جب قواعد عفو و درگذر سی عدول کیا جبکہ اونہون نے دیکھا
کہ اسی عفو شاہی کی پردی مین لوگ مذہب کی بارے مین زیادتیان کرتی ہین
اور اونکی نیتون مین اور مفسدات سلطنت مین فساد پڑتا ہی راقم کہتا ہی کہ
فقط فرقۂ لزاریسٹ جو [illegible]ع مین تمام ملک روم مین آئی تھی اپنی کام کو خوب
سمجھی اور اونہین مین کے پادری جو ملک روشتہ مین منتشر ہین در حقیقت اپنی
وعظ کا ثمرہ حاصل کرتی ہین اور حکام روم ان پادریون کو وعظ سی منع نہین
کرتی بلکہ اونکی نیت خالص سمجھکر اس امر مین اونکی تائید کرتی ہین کیا یہ شخص
(جسکا ذکر ذیل مین ہے) ترک تھا اور ترک بھی کیسا کہ سلطان روم کی بڑے
کارندون مین سے یعنی حاسب سلطنت ہی جو [illegible]ع مین مدرسہ مسیحی
بسراف چیری کو دیکھنی گیا تھا اور بعد ملاحظہ مدرسہ مذکورہ مدرس
اعلی کو ایک خلعت فاخرہ بھیجا کہ جو طالب علم غریب ہو اور اس انعام کے
لیاقت رکھتا ہو اوسی یہہ خلعت عنایت کیا جائی عثمانلی لوگون کے نزدیک
کسی شخص سے نیکی کرنا سب فرائض پر مقدم ہی چنانچہ بابلی شاعر ترک نصیحت
مین اپنی بیٹی سے کہتا ہی کہ ہمیشہ اپنا دروازہ درویش اور غریب کے لئی
کھلا رکھ اسواسطی کہ یہہ امر خدا کو بہ نسبت مسجد بنانی کی اور ہمیشہ زکوۃ

دینیکی اور متواتر حج خانہ کعبہ کرنیکی زیادہ ترپ مذہبی ترکون کے نزدیک
خیرات اور مذہب مین کچہہ فرق نہین اور جو شخص زکوۃ دینی مین قصور
کرتا ہی وسنی فقط فریضہ مذہبی کے بجالانیمین تساہل نہین کیا بلکہ فقط ہی
واجب کے ترک کرنیسی اسلام سے خارج ہوگیا اسواسطیکہ زکوۃ حج روزہ ماہ
رمضان نماز اور اقرار لسانی مذہب یہہ پانچ چیزین اصول اولیہ دین اسلام ہین
راقم نی کئی مقام پر بیان کیا ہی کہ سخاوت اور خیرات کی اہل اسلام مین کچہہ
حد نہین اور اونکی نزدیک خیرات دینی مین فرق مذہب بلکہ بغض و عداوت ذاتی
کا بہی یہہ خیال نہ کرنا چاہیئی اور ان لوگون سے کے سخاوت اس درجہ کو پہونچی ہے
کہ تمام اسباب خانہ دیدیتی ہین جیسا ہالسیٹس کہتا ہی کہ اگلی زمانہ مین جبر من
کی لوگ کرتی تھے اور یہہ لوگ فقط قصون مین غربا اور مساکین کے خبرگیری
نہین کرتی بلکہ تمام شاہراہون پر عوام الناس اور شرفاء اہل اسلام نی از راہ سخاوت
مسافرون اور غریبون کی پرورش اور حفاظت کی لئی اسباب مہیا کئی ہین
اور یہہ اسباب فقط آدمی ہی کے واسطی نہین مہیا کئی ہین بلکہ حیوانات کی لئی
بہی عبارت مذکورہ بالا مین مسٹر ایڈمی صاحب قسطنطنیہ کی جنگلی کتون
کی بارے مین کہتے ہین کہ چونکہ یورپ کے لوگون نے جو بالفعل اس شہر مین مقیم ہین
ان کتون کو نکالدیا ہی تو یہہ حیوان بعید ترین محلات شہر مین بہاگ کر چلے
گئی ہین اور وہان کچہہ لوگ ایسی سخی و نہین مل گئی ہین کہ ہر روز صبح کو انہین
کہانا دیتی ہین اور جب اونکی مادینین بچی دیتی ہین تو اونکی بہی خبر گیری
کرتی ہین اور اونکی بچون کو بچالیتی ہین کہ جاڑی مین شہر سے مر نجائین

بلکہ وہ لوگ اسقدر انسانیت کرتی ہین کہ ان کتون کی پرورش کے لئے جائداد
چھوڑ جاتی ہین یہہ سچ ہی کہ عثمانی لوگ کتی کو مثل سور کی نجس جانتی ہین اور چونکہ
کتی کے رہنی سی اونکی طہارت شرعی مین فتور پڑ جاتا ہی لہذا اوسی اپنی گھر مین
نہین رکھتی لیکن اپنی محلہ کی کتون کی خبرگیری اپنی اوپر فرض عین سمجھتی ہین (واضح ہو)
آنحضرتؐ نی سخاوت کا حکم فرمایا ہی اور اس نیکی کو اور سب نیکیون پر مقدم
فرمایا ہی اور سخاوت بھی ایسی کہ جسمین حیوانات بھی داخل ہین خلاصہ یہہ
کہ راقم کے نزدیک یہہ ہی کہ جیسی انسانیت و مروت کرتی ہین وہ ترکو مین
پائی جاتی ہی اور ہم نہین جانتی کہ اس قوم سے زیادہ جسی عیسائی
جاہل اور وحشی سمجھتے ہین کوئی اور قوم بھی صاحب مروت ہی فقط

حصہ سوم جوابات اتہامات نسبت آنحضرتؐ

باب اول واضح ہو کہ جتنی اتہامات آنحضرتؐ کی نسبت کئی گئی ہین اون
سب کا خلاصہ چار تہمتین مرقومہ ذیل ہین **تہمت اول** آنحضرت نی ایک
نیا اور جھوٹا مذہب منزل من اللہ قرار دیکر رواج دیا حالانکہ یہہ سب آپ نے
نی اپنی شہوت نفسانی کے تسکین کے لیئے ایجاد کیا تہا **تہمت دوم** آنحضرت نے
اپنی مذہب کو بزور شمشیر رواج دیا اور بسبب اوسکی لاکہا آدمیونکو ناحق قتل کیا
اور لاکہا کو مصیبت اور تکلیف مین مبتلا کیا **تہمت سیوم** قرآن مین بہشت کو
اوصاف شہوانی اور نفسانی سی متصف کیا ہی **تہمت چہارم** تعدد ازدواج
جائز کرکے جسمین آنحضرتؐ نی عیاشی اور بد فعلی کی بنیاد ڈالی [illegible] **جواب تہمت**
اول راقم لکہتا ہی کہ اگر حالات آنحضرت سی ثابت ہوتا ہی کہ آپ نے [illegible]

بالکل بری تھی اور خاص کر یہ امر مسلم الثبوت ہی کہ حالانکہ آپ کی حیات مین آپ کا
مذہب قایم ہو گیا تھا اور حکومت غیر محدود رکہتی تھی لیکن کبھی اس حکومت سے منتفع
نہین ہوے اور کبھی اپنی شوکت اور حشمت نہین چاہی بلکہ آپکے اطوار و عادات مین
جو سادگی اور بی تکلفی ابتدا مین تھی وہی آخر عمر تک ہی آپ بہہ مرابقی رہا کہ آنحضرت نے
یہہ مذہب اپنی شہوت نفسانی کی تسکین کے لیے ایجاد کیا تھا تیسرا اسکا جواب یہہ ہے
کہ چونکہ جب آپ مبعوث ہوی تھے اوس زمانہ مین تمام عرب مین ازواج کی کوئی حد مقرر
نہ تھی لہذا یہہ بات خلاف قیاس ہے کہ آپ ازواج کی ایک حد معین کر دیتی درحالیکہ
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین مقصود تھی علاوہ ان سب امور کی یہہ دلیل ہے
آنحضرت صلعم کی برائت کے لیے ہو سکتی ہی کہ باوجودیکہ مثل اپنی اہل وطن کے عورتون کی محبت آپکی
طبیعت مین داخل تہی لیکن کبھی اپنی تئین ازراہ تصنع عیوب انسانی سی بری نہین کیا
بلکہ برخلاف اسکی فرمایا کہ مین ایک بشر ہون مثل تمہارے اور داود پیغمبر اور بادشاہ کی
نسبت جنکی بارہ مین توریت مین لکھا ہی کہ شخص خدا کے دل کا ہی یعنی خدا کو
پسند ہی آنحضرت صلعم ایسی ہین جیسا وہ برف کا ٹکرا جو ڈاین کے معبد پر ہی یعنی
بہت پاک ہین اب داود کا حال سنئی کہ زوجہ اول اونکی میکال دختر ساول مین
اور یہہ زوجہ اونکی ایام ذلت مین اونسی چھین لیگئین تہین اور بعد ازان
پیغمبر موصوف نے کئی عقد بھی درپی کئی لیکن تاہم زوجہ اول کی طلب سے باز نہ آئی اور
قبل اسکی کہ بیہ ادسی دوبارہ اپنی عقد مین لائین داود نی اوسکی شوہر دوم
اوسی بردستی لی لیا اور چونکہ وہ شخص اپنی زوجہ سی بہت محبت رکہتا تہا
تو جب داود نی اوسی چہین لیا تو چہار تک دستی دوڑا گیا اپنی زوجہ کی

۱ صحیفہ سموئیل باب ۱۸ ... ۲ صحیفہ سموئیل باب ... ۱۲

مثل بچونکی چلاتا ہوا چلا گیا علاوہ اسکی داؤدؑ نی بلا تردد ایک بادشاہ غیر
مختون کی بیٹی سی عقد کر لیا اور اگرچہ بہت سی ازواج سی اولاد رکھتی تھی لیکن اسکا بھی
لحاظ نہ کیا بلکہ بیت المقدس مین بہت سے کسبیان گھر مین ڈال رکھین لیکن ان سب امور سے
عجیب تر یہہ ہی کہ باتہ شیبا تا زوجہ اوریا کی مقدمہ مین علاوہ جرم زنا کی
محصنہ کی قتل عمدا اور خون ناحق کی بھی مرتکب ہوئے ہرچند اگلی زمانہ کی عقلا نی
بہت سے کپڑے داؤد پر اوڑہائی لیکن وہ کسیطرح گرم نہوئی یعنی ہرچند بہت سے
عورتین کین لیکن تسکین نہوئی آخر الامر یہہ مشورہ ٹھہرا کہ ایک زن جوان باکرہ تلاش
کیجائی جو انکی خبرگیری کیا کری اور اونکی ساتھہ سویا کری اور داؤد نی اون
عقلاؤ کو حکم کیا کہ سب سے زیادہ کم سن اور حسین عورت میری واسطی تلاش کر لاؤ
پس اب راقم پوچھتا ہی کیا یا کہہ سکتی ہین کہ یہہ فعل جو داؤد نی کیا تہا عفیف
و معصوم کا کام ہی مورخین عیسائی کو لازم ہی کہ جب آنحضرتؐ پر شہوت پرستی کی
تہمت کرین تو اس مثل کو یاد کر لین کہ جو لوگ شیشی کی مکان مین رہتی ہین انہین
پہلے پتھر مارنا نہ چاہئے راقم کہتا ہی کہ حکومت کی حاصل کرنی اور اسکی استعمال
کرنیمین آنحضرت نے حضرت موسیٰؑ کی متابعت کی اور واقع مین اگر موسی ایسی حکومت
نہ اختیار کرتی جیسے کہ سرگروہ اور سردار اور بانی اور مروج شرع کو چاہئین تو بنی اسرائیل کو
مصر سی باہر کر کی نہ لیجا سکتی لیکن اس حکومت کی اختیار کرنیسی کسی شخص نی حضرت
موسیٰؑ پر یہہ تہمت نہین کی کہ اس امر عظیم یعنی سربراہ کاری بنی اسرائیل کے
سرانجام دینی سی اونہین طمع نفسانی مقصود تھی اسواسطے کہ بدون اس حکومت کی
پیغمبر موصوف اوس رسالت کی تکمیل نہ کر سکتے تھی جسکے واسطی مبعوث ہوا یعنی بہیجا گیا

۱ سلاطین ۱ باب ... دیکھو ... سنہ ۱۱۲ [illegible]

اور نہین مبعوث کیا تہا اب سے عرب کی مقدمہ مین یہی ہوا کہ چونکہ یہہ لوگ بہت
قبائل مین منقسم تھی اور ہمیشہ آپسمین لڑا کرتی تہی پس آنحضرتؐ کو انہین متفق کرکی ایک
گروہ کرینگی اور اونمین مذہب اسلام قایم کرینگی اور کوئی تدبیر نہ بن پڑے بجز اسکی
کہ خود سربراہ کاری اور سرداری اختیار کرین پس یہہ امر یعنی سرداری عرب
تہمت طمع سی آپؐ کو بری کرتا ہی اب باقی رہی تہمت جعل یعنی کذب مگر پس اس
اعتراض کا بطلان اس بات سی بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرتؐ کی شریعت مین
اوّل عقائد توحید خدا ہی اور یہہ ایسا عقیدہ ہی کہ خود جناب مسیحؑ کی تعلیم یہی
اب اگر کوئی شخص کہی کہ لفظ جعل سی یہہ مراد ہی کہ آنحضرتؐ نی پیغمبری کا حیلہ
کیا تہا اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ دو امر یعنی بت پرستی کو دفع کرنا اور ایک خدا
برحق کی عبادت مقرر کرنا اون لوگونمین جو پہلی امر مین گمراہ اور دوسرے بات سی
جاہل تھی اس لائق ہین کہ آپکی تبلیغ و ہدایت خدا کی طرف سے ہو اور یہہ امر بھی یقینی ہی
کہ آنحضرتؐ نے عرب مین ایک خدا کی عبادت قائم کردی اور بت پرستی کو اوس
ملک سی ایسا نیست و نابود کردیا کہ ہزار برس سے زیادہ گذرا کہ پہر کبھی بہ ثمن
عبادت اصنام وہان نہ ہوئے لکن برخلاف اسکی جب بت پرستی عیسائیون مین دوبارہ
رائج ہوی تو جس فرقہ نی غلبہ حاصل کیا تا بت شکنون کے تکفیر کرنی لگا فقط اسی
سبب سے کہ انہون نے اون بت پرستون کے معبودون کو توڑ ڈالا تہا علاوہ اون شاہ
کی جنمین یہہ تاکید ہی کہ بت پرستی کو بیخ و بن سے اوکہاڑ ڈالو اور احکام سی آنحضرتؐ کے
اس امر کی تاکید شدید پائی جاتی ہی کہ وہ مکارم اخلاق اختیار کرے جو ایک
شخص کو دوسرے کی نسبت فرض ہین اور جہان جہان آپکا نسب ... ہوا ہے

اخلاق حمیدہ کی عمل میں لانیکی تاکید رہی اور جو لوگ حضرت کی بہت بڑے
دشمن ہین وہ بھی اعتراف کرتی ہین کہ ان تمام دوران بکپن اخلاق بجالانیکی تاکید شدید ہے
واضح ہو کہ عرب کا دستور تہا کہ اپنی تحریر اور تقریر مین استعارات اور مجازات اکثر
استعمال کرتی تھی چنانچہ حسب رسم عرب اکثر احکام آنحضرت بہی استعارات و لطائف
مملو ہین لکن ان لطائف مین سے کسی لطیفہ پر مورخین عیسائی اسقدر طعن اور مضحکہ
نہین کیا جسقدر آپ کی سفر شب یعنی معراج پر کیا ہی لکن راقم کہتا ہی کہ ان نکتہ
چینون کو یاد رکھنا چاہیی تہا کہ یہہ حکایت اوس قصہ کی نسبت ذرا سے بھی
بعید از عقل اور خلاف قیاس نہین ہی جسمین یہہ ہے کہ ایک جنگل مین شیطان نے
مسیح کو اغوا کیا جیسا کہ انجیل مین لکھا ہی کہ پہر شیطان اوسے یعنی مسیح کو ایک
بڑی اونچی پہاڑ پر لی گیا اور اوسی سب سلطنتین روی زمین کے اور اوسکے
حشمت دکہلائی الی آخرہ حقیقت یہہ ہے کہ سفر شب مین ایک استعارہ ہی اور
وہ بہت آسانی سی بیان ہو سکتا ہی مثلا براق جسکے معنی حقیقی بجلی ہے
خیال سی کنایہ ہی اسواسطی کہ خیال بجلی سے بھی زیادہ جلد دوڑتا ہی اور وہ
شہر جہان نور جسمیں حضرت اور جبرئیل آسمان پر گئے تہے غور سے کنایہ ہی اسواسطیکہ
غور کی ذریعہ سی آدمی تمام آسمانون پر پہر آتا ہی یہان تک کہ تخت گاہ جناب
باری تک پہنچ جاتا ہی اور وہ مرغ عجیب الخلقت جسکے اذان سی خدا خوش ہوتا تہا
اور جسکی آواز کسی بشر نے نہ کبھی سنی اور نہ اوسکے ذہن مین خطور کر سکتی ہی
صالحین کے نماز سی کنایہ ہی وعلی ہذا القیاس باقی قصہ معراج کی تاویل ہو سکتی
ہی راقم کہتا ہی اسی قصہ معراج مین یہہ سوال معقول ہو سکتا ہی کہ آنحضرت کو

استعمال استعارات و مجازات سے کیون منع کرتے ہو حالانکہ فقہا و متکلمین نصاریٰ
نے بھی استعمال مجازات کیا ہے اسواسطے کہ بہت سے مسائل اونکے طریقہ مین ایسے تھے
کہ انہین مجازات سے حل ہوتے تھے اور اگر یہہ استعارات نہ استعمال کرتے تو مطلب
خبط ہو جاتا چنانچہ توریت مین ایک پیغمبر سے نقل ہے کہ آباب کے فریب دینے کو خدانے
جو خالق صدق ہے جن کاذب یعنی شیطان سے مشورہ کیا تھا
اور خداوند نے کہا کہ کون شخص ترغیب دیگا آباب کو کہ وہ جاوے اور راموتھ
گلعید پر گرے پس کسی شخص نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہ اتنے مین ایک جن پیدا
ہوا اور خداوند کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین اوسے ترغیب دونگا
پس خداوند نے اوس سے کہا کہ جلد جا اوسنے کہا کہ مین جلد جاتا ہون اور مین
جھوٹی روح ہونگا منہہ مین اوسکے اور سب پیغمبرون کے پس خداوند نے اوس سے کہا
کہ تو اوسے ترغیب دیجیو اور اصرار بھی کیجیو پس جا اور کر ایسا فقط اب راقم
ایسے استعارات کی اور مثالین کتب مقدسہ سے بیان کرتا ہے اور پوچھتا ہے
کہ آیا اس بات کے نہین قایل ہوا ے نصاری کہ تمام غزل سلیمان مین ایسے
استعارات ہین جنسے کنایۃً یہہ مراد ہے کہ مسیح اپنے مذہب کو بہت دوست
رکھتے ہین یہہ نظایر تو عہد عتیق سے تھے اب عہد جدید سے لیجیے تو اوسپر بھی یہی
اعتراض استعمال استعارات لازم آتا ہے اسواسطے کہ مسیح ایک مقام پر جبکہ اپنے
تئین کہتے ہین کہ مین انگور ہون دوسرے مقام پر کہتے ہین کہ مین راہ ہون تیسری
جگہہ کہتے ہین کہ مین دروازہ ہون چوتھے مقام پر فرماتے ہین کہ روٹی اور شراب
میرا جسم و خون ہے چنانچہ عیسائیان فرقہ رومن کیتھولک مین اس عقیدہ

عبارت توریت
کتاب سلاطین
...

مذموم یہ بت پرستی (جیسے ٹرنڈس سبسٹن شئیشن کہتے ہین) اور جسکا خلاصہ یہ
کہ پادری منقلب الماہیت ہو کر خود مسیحؑ ہو جاتی ہین/ کا یہی منشاء ہی کہ اون
لوگون نے یہہ قول مسیحؑ (کہ روٹی اور شراب میرا جسم خون ہی) معنی مجازی پر
نہین محمول کیا بلکہ معنی حقیقی مراد لئے پس یہہ عرض راقم کی بیجا نہین کہ اگر مثل
یہود و نصاری کی اہل اسلام بھی استعارات اور مجازات باین غرض استعمال
کرین کہ مشکلات حل ہو جائین اور جو باتین ظاہر مین بعید از عقل ہین قرین
قیاس ہو جائین اور اگر اون امور بعید از عقل کو اور طرز سے بیان کرین
تو اونکی طریقہ پر اعتراض کا محل رہتا ہی تو اونپر یعنی اہل اسلام پر کوئی الزام
نہین عائد ہو سکتا ہی حالانکہ جو استعارات اور مجازات قرآن مین مستعمل ہوئے
ہین اونمین سے کوئی استعارہ اسقدر خلاف عقل اور موحش ضلالت نہین ہے
جسقدر کہ وہ استعارہ انجیل ہے جسپر یہہ عقیدہ نصاری مبنی ہی کہ ایک
پارہ نان چند کلمات سی ایک پادری کی اگرچہ وہ احمق اور جاہل اور شریر
نہ بھی ہو متغیر ہو کر وہ خدا بن جاتا ہی جسنی عالم کو پیدا کیا ہی آنحضرتؐ پر ایک اعتراض
یہہ بھی کیا گیا ہی کہ آپ نے یہ حیلہ کیا کہ مین عرب کو مذہب جدید نہین دیتا
ہون بلکہ اوسی مذہب قدیم کو بحال کرتا ہون جو خدا نے ابراہیم کو دیا تھا
اور اونکے بیٹے اسمعیل کو جو بانی قوم عرب تھے تاہم آنحضرتؐ نے بیشک ایک مذہب
جدید بنا لیا پس (معاذ اللہ) آپ مرتکب کذب ہوئے لکن راقم اس اعتراض کے
جواب مین عرض کرتا ہی کہ اگر مذہب جدید اوسیکو کہتی ہین جو مذہب قدیم موسیٰ
مسیح و [illegible] داخل مین علیحدہ ہو جیسی لازم آتا ہی کہ نہ مذہب موسیٰ

جدید تہا نہ دین عیسیٰؑ اور نہ ملت محمدؐ اسواسطےکہ مذہب موسیٰؑ فقط اوسی مذہب کا
تجدد اور موکد تہا جسکا آدم نوح ابراہیم اسحاقؑ یعقوب اور اسمٰعیل عقائد
رکہتے تھے اور انبیاء کا یہہ مذہب تھا کہ خدای یکتا کی عبادت کرتے تھے
اور اوسیکی محبت رکہتے تھے اور اوسیکے اطاعت مین بجان و دل مصروف
رہتے تھے اور وہ امور بجالاتے تہے جو بحکم الٰہی اور مقتضی بشریت ایک شخص کو دوسرے
کی نسبت واجب ہین چنانچہ عیسیٰؑ مسیح بہی فرماتے ہین کہ سب سے زیادہ
خدا کی محبت رکہنی اور اپنی ہمجنسون کو مثل اپنی نفس کے دوست رکہنا یہہ
باتین شرع ہین اور یہی پیغمبر اور اسی جناب مسیحؑ کی یہہ مراد ہی کہ حضرت موسیٰؑ
اور اور انبیاء نے وہ مذہب بنی اسرائیل کو تعلیم کیا تہا جسکا مآل یہہ تھا
کہ ایک خدائے قدیم کی عبادت کرو اور اوسکی محبت رکہو اور آپسمین بہت
دوستی اور اتحاد رکہو پس اسلئے لازم آتا ہی کہ خود مسیح کی شریعت جدید نہ تھی
بلکہ وہی دین تہا جو اوس سے پیشتر حضرت موسیٰؑ نے تعلیم کیا تہا لیکن اتنا
فرق ہی کہ ہمین ایک دوسرے کی نسبت نیکی کرنیکی بہ نسبت اُمم سابقہ کے
زیادہ تر تاکید ہی اور خدا نے ایسا طریقہ ہمارے واسطے مقرر کیا ہی جسکے
سبب سے ذلیل ترین اور جاہل ترین شخص بخوبی جان سکتا ہی کہ کب اوسنے
ان افعال نیک کی مخالفت کی اور کب انہین بجالایا اور وہ طریقہ
اس قول مسیحؑ سے بخوبی واضح ہی کہ سلوک کرو اور دوسری اوسطرح جسطرح
کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمسے پیش آئین اور واضح ہو کہ جب جناب مسیحؑ مبعوث
ہوئے تھے تو جو یہودی یہودیہ مین رہتے تھے اونکی اخلاق بہت خراب

ہو گئی تھے اور اونکی علماء اور عوام الناس دونو مین نفس پرستی اور خود پسندی
بہت بڑہ گئی تھی اور اوس ملک مین سواے حرص وطمع اور ظلم وجور کی اور کچھہ
نہ دیکھائی دیتا تھا اسواسطی کہ اون لوگون نے (یعنی یہودیون نے) ایمان کو
بعض رسوم اور قواعد شدیدۂ ظاہریہ کی بجالانیمین منحصر رکھا تھا اور اصل
اور لب مذہب ضایع کر دیا تھا پس جناب مسیحؑ کی رسالت کا فقط یہہ مقصود تھا
کہ شریعت اصلی اور واقعی حضرت موسیٰؑ بحال کرین اسواسطیکہ تمام احکام
مسیحی اسی امر کیطرف منجر ہین پس اس تمہید سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوئی ہے
کہ اصل مین شریعت عیسیٰؑ فقط مجدد ملت موسیٰؑ تھی لیکن برخلاف حضرت
مسیحؑ کی کہ اونہین یہود کو صرف احکام حقہ تعلیم کرنی پڑی آنحضرت کو
فقط اخلاق حمیدہ کی تعلیم اور تاکید نہین کرنی پڑی بلکہ عبادت خداے
یکتا بہی قائم کرنی پڑی اسواسطیکہ بتقدیرات الٰہی سے جن لوگونمین آپؐ
مبعوث ہوئی تھی وہ ان دونون باتونمین یعنی عبادت خداے یکتا اور
اخلاق حمیدہ مین گمراہ تھی پس آنحضرتؐ کا یہہ مقصود تھا کہ مذہب اسمعیلؑ
بانی قوم عرب از سر نو رواج دین اور وہ یہہ تہا کہ خداے یکتا کی عبادت کرو
پس یہی وجہ اس بات کی ثبوت کی لیے کافی ہی کہ آنحضرتؐ اس قول مین
بیشک صادق تھی کہ مین عرب کو مذہب جدید نہین تعلیم کرتا ہون
بلکہ وہی دین سکہاتا ہون جو اونکی جد حضرت اسمعیلؑ نی بہت مدت
بیشتر مروج دیا تہا پس اب راقم کہتا ہی کہ آیا ممکن ہی کہ جس شخص نے
اپنی ملک کی لوگو عقائد ورسوم ابد الاباد کی لئے درست اور شایستہ

گئی ہون اور بعوض طریقۂ باطلۂ بت پرستی جسمین سالہا سال سی اوسکی ملک کے
لوگ غرق تھی عبادت خدای یکتا بہرحق رواج دی ہو اور جس شخص نے
قتل اطفال موقوف کردیا ہو اور استعمال مسکرات اور وہ لہو و لعب ممنوع
کردی ہون جنمین بازی ہوتی تھی اور جو منشاء تخریب اخلاق ہین اور جس
شخص نے رسم تعدد ازدواج جو اوسکی زمانہ مین مروج تھا اور جسکی کوئی حد نہ تھی
بالنسبۃ محدود کردیا ہو ہم پھر پوچھتی ہین کہ آیا ممکن ہی کہ ہم گمان کرین کہ ایسا
مصلح اور مہذب جلیل الشان جسنی ترویج احکام حقہ مین ایسی سرگرمی اور
جانفشانی کی صرف ایک جعلساز اور مکار تھا اور اوسکی تمام افعال اور اقوال مین
محض کذب رہا تھا آیا ہم یہہ حکم کرسکتی ہین کہ اوسکی رسالت منجانب اللہ نہ تھی
بلکہ اوسکا ایجاد تھا اور تمام عمر وہ شخص خود اپنی کذب پر متنبہ اور معترف تھا
استغفر اللہ یہہ گمان اوسکی نسبت نہین ہوسکتی یہہ یقین کرنا چاہئی کہ وہ شخص
یعنی آنحضرت صلعم بخوبی آگاہ تھا کہ مین حق پر ہون اور اسی وجہ سی اظہار حق مین
ایسا مستقل اور ثابت قدم رہا کہ کبھی اوسکا قدم ثبات پیچھی نہین ہٹا اور
پائی استقلال کو لغزش نہین ہوئی بلکہ جسوقت سے اوس شخص نے اپنی رسالت کا
اظہار اپنی زوجہ خدیجہ سی کیا جبتک کہ آغوش عائشہ مین وفات پائی اون
اعزا اور رفقا کی کوئی مین کچھ نہ آیا جو اوسکے حالات سی بخوبی واقف تھی واقع مین
ایسی شخص صادق اور صالح کو جو اپنی خالق پر اعتماد و وثوق کامل رکھتا تھا اور
جسنی عقاید و اعمال عباد کو ایسا مہذب اور درست کیا یہہ کرنا چاہیئی کہ
پیرا لصادق اور مرسل من اللہ تھا اور اس امر کا کون مانع ہی کہ اگر

اوس شخص کو عباد کاملین مین نہ سمجہین تو عباد صالحین مین تو تصور کرین اور
یہہ کیون نہ یقین کرین کہ اوسنے اپنی زمانہ مین اپنی قوم کو صدق و راستی کی تعلیم
کی تہی اور اوسکو خدا نے اسواسطے مبعوث کیا تہا کہ اپنی امت کو اوسکی توحید
اور صداقت سکہائے اور اونہین ایسے احکام انتظام ملک اور اخلاق حمیدہ
تعلیم کرئے جو اونکی مناسب حال ہون پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ بیشک آنحضرت
کو اپنی رسالت کا ایسا یقین واثق تہا کہ ہرچند کفار کی سخریہ اور مضحکہ اور
ظلم و تعدی آپ پر بہت کے لیکن آپکا قدم ثبات پیچہے نہ ہٹا اور ہرچند بہت تخویف
کی اور تکلیف دی لیکن آپ اونہین توحید اور حقیقت خدا تعلیم کرنیسے باز نہ آئے
اور ایسی اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ کی اونہین ترغیب دے کہ آپ کے
عہد تک کسی شخص نے کبہی ایسے افعال اونہین تعلیم کئی تہی اور آنحضرت کی
نہ تو ریاست دنیا طلب کے اور نہ حکومت عقبی بلکہ فقط عفو و رحم خدا سے
طلب کیا اور اس امر کی توفیق مانگی کہ بندون کو بوعظ و نصیحت راہ راست پہ
لائین در حقیقت آپ کا یہہ مقصود تہا کہ بندگان خدا انصاف کرین اور رحم کو
دوست رکہین اور بخضوع و خشوع اپنی خالق کی سامنے حاضر ہون اور یہہ عقیدہ بہی
آپنے تعلیم کیا ہی کہ ایک روز سب عادل اور ظالم پہر زندہ کئی جائینگے اور خدا
اونمین انصاف کریگا اب راقم کہتا ہی کہ بہلا آنحضرت کی پیروان بد ذات
و نالایق کو آپ سے کیا نسبت بہلا کہان آپکا رحم اور حلم اور کہان انکا ظلم
و جور جو تیمور نے اصفہان مین اور نادر شاہ نے دلی مین کیے بہلا کہان
آپ اور کہان یہہ ظالم جنہون نے ہزارہا آدمیون پر جبر کیا بس اور سیر

اور کسیندڑا کو برباد و تاراج کیا حالانکہ بادشاہان ممالک مشرقیہ کا دستور رہی کہ
اوہر کسی شہر کو فتح کیا اودہر وہان کی لوگون کو قتل کرنا شروع کرتی ہین خواہ
وہ لوگ ہتیار بند ہون خواہ بی ہتیار خواہ مجرم ہون خواہ بی قصور لیکن
آنحضرت نے رحم کو دیکہی کہ اگرچہ آپ کو کفار سی بہت سے انتقام لینی تہی لیکن
چند ہی مقامات پر اونسی بدلہ لیا اور آنچند مواقع مین بہی اکثر اونکی جرمون سے
بالکل عفو و درگذر کیا اور یہہ بہی ملاحظہ کیجیی کہ اگر آنحضرت لڑی بہی تو کسواسطے
کہ خانہ خدا کو نجاست بت پرستی سی پاک کرنیکی لئے چنانچہ جب آپ بعد فتح
مکہ داخل خانہ کعبہ ہوئے تو یہہ کلمات طیبہ فرمائے کہ حق آیا اور باطل
دفع ہوا اور ان کلمات سی تین سی ساٹہہ بتون مین جو اوس مقام مقدس پر
نصب تہے زلزلہ ڈالدیا اور منہدم کر دیا اور جب اپنی کام یعنی دفع بت پر
ستی کو انجام دیچکی تو پہر اوس شہر مفتوح مین اپنی حکومت قایم کرنیکی کوشش
نہ کی جیسا کہ تہوڑا عرصہ ہوا کہ آپ کی ہمنام فتاح (شاید اسّی محمود غزنوی
مراد ہی) نی کیا اور نہ آپ نی اپنی شان او شوکت ظاہر کرنیکی لئے کوئی
محل اوس مسجد کی قریب بنایا جو خدا کی عزت و جلال ظاہر کرنیکی لئی فتح
کیا تہا بلکہ اپنی آبا و اجداد کا معبد اور اپنی قوم کا پایہ تخت اور اپنی مذہب کا
معبد یعنی مکہ معظمہ چہوڑ کر اپنی بیت فقر کو مراجعت کی اور وہان اپنی اصحاب
وفادار مین جو بوقت امتحان آپ کی شریک ہوئی تہی بطور باشر اختیار کے

قسمت دوم

آنحضرت نی بزور شمشیر اپنی مذہب کو رواج دیا اور اس وجہ سے لالا کہا

آدمیون کو ناحق قتل کیا اور لاکہا کو مصیبت اور تکلیف مین مبتلا کیا فقط

جواب

راقم کہتا ہی کہ فرض کیا کہ قول معترض من وجہ صحیح ہی اور یہہ بھی تسلیم کیا
کہ لاکہا بت پرست اسواسطی قتل کئے گئے کہ اونہون نے وجود خدای یگانہ کا انکار
کیا تہا تاہم یہہ جواب ہوسکتا ہی کہ جس بات کا خدا نے ایک مرتبہ حکم فرمایا وہ بات
کسی زمانہ مین ناحق نہین ہوسکتی اور چونکہ عیسائیون کو اس بات کا یقین قطعی ہی
کہ حق تعالی نے حکم کیا کہ اہل کنعان کو بالکل نیست و نابود کرو وہ اسواسطیکہ
یہہ لوگ بت پرستی کرتے ہین اور یہوواہ یعنی خدا نے اس امر کی تکمیل کے لیے
یہہ معجزہ بھی ظاہر کیا کہ آفتاب اور ماہتاب کو ٹہرا رکہا تا کہ یوشع سب دشمنون
کو قتل کر ڈالین لہذا اگر یہہ لوگ یعنی عیسائی منصف ہونگی تو اس بات کا
اقرار کرینگی کہ اگر آنحضرت نے بہی اوسی ذریعہ سی اپنی مذہب کو رواج دیا
تو بجا کیا اور کوئی الزام آپ کی نسبت نہین عائد ہوسکتا اسواسطیکہ
اگر اس بات کو تسلیم نہ کرینگی تو یہہ قباحت لازم آئیگی کہ آنحضرت کی زمانہ کی
نسبت حضرت موسی کی زمانہ مین خدا کو بت پرستی سی زیادہ تر تنفر تہا اور
آپ کی عہد کی نسبت بادشاہان بنی اسرائیل کیوقت مین خدا کو عبادت اصنام
زیادہ تر ناپسند تہی کہ اونکو اور اونکی تمام رعایا کو فقط اسی گناہ کی سبب سی ہلاک کیا
یہہ سچ ہی کہ آنحضرت نے جنگ کی تہی لیکن آپکی جہاد مین اور حضرت موسی کے
لڑائیون مین یہہ فرق تہا ہی کہ آپنی بندگان خدا کو بالکل برباد اور غارت نہین کیا
اسواسطی کہ جہاد کرنی سی یہہ مطلب مخصوص آپکی مد نظر تہا کہ تمام قبائل عرب کو

مشتق کرکے ایک گروہ کردین اور بت پرستی کو دفع کرکی عبادت خدای یکتا اونہین
تعلیم کرین اور جن لوگون نے آپ کے شریعت کی متابعت قبول کرلی اونسی آپ بملایمت
و بملاطفت پیش آئی ہان البتہ جن لوگون نے تمرد و جحود کیا اونہین قتل کیا لکن
آپ نے عورتون اور لڑکون اور بچون کو بیقصور سمجھکر جان بخشی کی اور اپنی صحابہ
کو تاکید کی کہ جو لوگ قرآن پر ایمان لائین اور اوسکی متابعت اختیار کرین اونہین
نہ ستانا بلکہ مثل بھائیونکی اونسے پیش آنا لکن برخلاف اسکی حضرت موسی نے
قومین کی قومین کہی قتل کرڈالین اور نہ اونپر رحم کیا اور نہ اونکی اطاعت
قبول کی مگر آنحضرت نے اس امر مین حضرت موسیؑ کی متابعت کبہی نہین کی
ہان البتہ اکثر سلاطین نصاری نے اس فعل مین حضرت موسیؑ کی پیروی کی ہے
خاصکر اہل اسپانیہ نے کہ جب ان لوگون نے پیرو اور میکسیکو فتح کیا تو وہان
کی باشندون کو بالکل نیست و نابود کردیا راقم کہتا ہی کہ تمام قرآن مین کہین
ایسی احکام خدا کیطرف نہین منسوب کئے ہین جنسی ایسی بیرحمی اور ناانصافی
ظاہر ہوتی ہو جو بشر کی عقل مین نہ آئی البتہ توریت مین اس قسم کی بہت سے احکام
ہین جنمین سے چند ذیل مین رقوم ہوتی ہین پس موسیؑ نی کہا کہ خداوند فرماتا
ہر شخص کے ہاتہہ مین تلوار دی اور تمام لشکر مین اندر اور باہر دورہ کر اور ہر
شخص اپنے بہائی کو قتل کری اور ہر شخص اپنی دوست کو قتل کری اور ہر شخص اپنے
ہمسایہ کو قتل کری یوشع نے ساری ملک کو اور اونکی سب بادشاہونکو
قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بلکہ بالکل فنا کردیا ذی روح چیزون کو
جیسا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نی اوسی حکم کیا تہا اب چار مضمون لکھتے

ساؤل سی کہا اور قتل کر عمالقہ کو اور بالکل غارت کر دی جو کچھہ وہ رکھتی ہین اور اونکو زندہ نچھوڑ بلکہ قتل کر مرد اور عورت دونو کو بچہ کو اور شیر خوار کو بیل کو اور بھیڑ کو اور اونٹ کو اور گدہی کو لیکن شہر اون کی جنہین خداوند تیری خدا نی تجھے ورثہ مین دیا ہی پس تو تمام جاندار چیزون مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیو لیکن تو بالکل نیست و نابود کر دیجیو اونہین یعنی حطیون کو اور عموریون کو اور کنعانیون کو اور حوانیون کو اور حیبوسیون کو جیساکہ خداوند تیری خدانی تجھی حکم فرمایا ہی علیٰ ہذا القیاس اب ہم پوچھتی ہین جناب مسیح نی جو اوس کوہ پر خطبہ فرمایا تہا جسمین سوا رحم اور محبت اور شفقت و مودت کی کسی چیز کا ذکر نہین بہلا اوس کلام پاک مین اون گناہان کبیرہ کے ذرا بھی اجازت یا حکم ہی جن گناہونکی لوگ خود مرتکب ہوے اور مسیح کا نام پاک بدنام کیا پس اب ہم کس سے پوچھین کہ وہ آخر وہ گناہان کبیرہ کس شخص کیطرف منسوب کرین اس سوال کا جواب بہت آسان ہی وہ یہ ہے کہ یہہ معاصی بادشاہ قسطنطین کیطرف منسوب کرنی چاہیین جسکو ناحق لوگون نی بزرگ کا خطاب دیا ہی ار واضح ہو کہ بعد وفات مسیح اونکی احکام کی ترجمے کئے گئی اور انہین احکام کا نام مذہب عیسائی رکہا گیا ترجمۂ اوّل تو اونکی حواریین پولوس اور یوحنا کی سند سی مشہور ہوا اور ترجمۂ ثانی قسطنطین کے سند سے مروّج ہوا پادشاہ موصوف جسنی محض بخیال سلطنت آرائی دین مسیحی اختیار کیا تہا اور جسبب اپنی ظلم و جور کی ثانی نیرو قیصر روم کہلاتا تہا کو نسل دنیا کا سر براہ کار رہتا

یہہ کونسل جو بنام نیس مشہور تھی ۳۲۵ سنہ ع مین منعقد ہوی تھی اور پہلے
اسی کونسل مین عقیدۂ الوہیت مسیح مقرر کیا گیا تہا اب اون مباحثات اور
مناقشات مذہبی کا حال سنیئے جنمین ہزارون عیسائیون کی جانین ناحق
تلف ہوئین اور جن لوگون کو مناسب تہا کہ آپسمین مثل بہائیون اور
دوستون کے رہتے اونہون نے ایسا ظلم وستم کیا کہ نہ دیدہ نہ شنید چنانچہ
سلپیٹس سیویری جو اوس زمانہ مین یعنی چوتہی صدی عیسوی مین گذری اور
جو فرقہ پرسکس کے بشپ یعنی مجتہد کلان تہی اور منجملہ قدمائی علمائے عیسوی
سے تہے اس خرابی پر دین مسیحی کے بہت افسوس کرتی ہین اور تحریر کرتی ہین مذہب
عیسوی پر بہت لعنت ملامت کرتی ہین چنانچہ موصوف کہتی ہین کہ بڑے
افسوس اور تعجب کی بات ہی کہ لوگون کی جتنی رائین ہین اوتنی ہی مذہب
ہین اور جتنی رجحان اوتنی ہی عقیدے ہین اور جتنی خطائین ہم لوگونکی
ہین اوتنی ہی عقاید باطلہ پیدا ہوتی ہین اسواسطیکہ ہم لوگ اپنی رائے
عقیدے گہڑتی ہین اور اپنی طبیعت سے اونکے معنے بیان کرتی ہین اور
ہر سال بلکہ ہر مہینے ہم لوگ اسرار مخفیہ بیان کرنیکے لئے نئی نئی عقیدے
ایجاد کرتے ہین اور ہم لوگونکی یہہ کیفیت ہی کہ خود تو اپنے افعال بد
سے توبہ کرتی ہین اور جو لوگ افعال بد کرتی ہین اونکی طرفداری اور حمایت
کرتی ہین اور جنکی طرفداری اور حمایت کرتی ہین اونہین پر لعنت ملامت
بہی کرتی ہین اور ہم اورونکی عقاید کی رد کرتی ہین اور وہ ہمارے
عقاید کے رد کرتے ہین پس اس رد و بدل کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمنے اپنی

[illegible]

ہاتھ سے اپنی تئین برباد کر دیا فقط اسی کونسل نے یا مین شاہ قسطنطین نے
ایسی اختیارات پادریون کو دی کہ اونکی سبب سے بہت خرابیان
پیدا ہوئین چنانچہ اونمین سے چند خرابیان ذیل مین مذکور ہوتی ہین
پہلے خرابی یہہ ہوئی کہ عیسائیون نے دو برس کی عرصہ مین بوجہ
اور بیقصور لوجہاد شدید ترکون سے کئے اور لاکھا آدمی قتل و قمع
اور تباہ و برباد ہوئی دوسرے خرابی یہہ تھی کہ فرقہ اناببیٹسٹ قتل
کیا گیا یہہ فرقہ نصاری تا ہنگام بلوغ اصطباغ کو حرام جانتا ہی
تیسرے خرابی یہہ تہی کہ فرقہ لیوتہرن اور رومن کیتھولک کے لوگ
دریای رہین سے تا حدود شمالی قتل کئے گئے چوتھی خرابی وہ
قتل و قمع تہا جو شاہ ہنری ہشتم اور اوسکے بیٹی شاہزادے
اسپائیر کے حکم سے ہوا تہا پانچوین خرابی قتل و قمع مشہور بہ سینٹ برتھا
لومیو جو ملک فرانس مین ہوا تہا چھٹی خرابی یہہ تہی کہ علاوہ قتل
و قمع مذکورہ کے اور قتل و قمع چالیس برس کے عرصہ مین ہوے
یعنی از عہد شاہ فرانسس تا داخلہ ہنری چہارم شہر پارس
مین ساتوین خرابی وہ قتل و قمع تہا جو بحکم پادریان محکمہ انکوئیزیشن
ہوا تہا یہہ قتل عام اور مقاتلون سے بھی بدتر تہا اسواسطے کہ
لوگ کار ثواب سمجھکر اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوے علاوہ اسکے
اور بہت سی خرابیان ہوئین مثلاً پادری لوگون مین تفرقہ اور اختلاف پڑگیا
اور ستّر برس کے عرصہ تک پوپ پوپ سے لڑا کئے اور بشپ بشپ سی

سرگرم جنگ رہی اور بعض لوگون کو زہر دیکر مار ڈالا اور بعضون کو
تلوار سی قتل کیا اور بعضون کا مال و اسباب لوٹ لیا اور بارہ
پوپ سے زیادہ مکر و فریب کیے آور یہہ پوپ نیرو اور کیلا گیلا قیصران
روم سی بھی ہر قسم کی گناہ اور بدی اور شرارت مین زیادہ تھی اٹھوین
خرابی یہہ تھی کہ بارہ لاکھہ آدمی نئی دنیا یعنی امریکہ مین قتل کئی گئی
حالانکہ ہنگام قتل اون سب کی ہاتھہ مین صلیب مسیح ؑ تھے پس راقم
کہتا ہی کہ واقع مین ایسی شدید اور ہولناک لڑائیان جنکا ابھی ذکر
ہوا عیسائیو نمین فقط مذہب کیو اسطی چودہ برس کے عرصہ تک ہوئی ہین
کہ سوا اونکی ایسی قتال و جدال کسی فرقہ مین نہین ہوے اور جن فرقون کو
ہم لوگ کفار کہتی ہین در حقیقت اونمین سے کسی فرقہ کی مباحثات اور
مناقشات مذہبی مین ایک قطرہ خون بھی کبھی نہین بہا یا چنانچہ مسٹر جیورٹ
صاحب کہتی ہین کہ ہمین واجب ہی کہ امر حق بیخوف بیان کرین وہ امر حق
یہہ ہی کہ سلاطین نصاری کی ملک فرانسیس و سپین و سیکلس حکومت مسلمانون کے
طریقون سی قایم کی اور ایسی ہی ظلم و جور سی سلطنت سلاطین نصاری
ممالک شمالی مین بھی قایم کی گئی اور یہی سلوک فرقہ والدینسز اور البیجنسز
سے بھی کئی گئے اسواسطیکہ ان فرقون نے پوپ کی مخالفت پر کمر باندہی
اور یہی سلوک باشندگان نئی دنیا سی بھی کئے گئی پس ان سخت
ظلمون اور تعدیون سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہم لوگ محمد کو اس بات کا
الزام نہین دے سکتے کہ اونہون نے اپنا مذہب بظلم و تعدی مروج کیا

اور کسی ملت کی لوگون سے عفو و درگذر نہین کیا اسواسطیکہ اس اعتراض کے
جواب مین وہ (مجدد) یہہ دلیل کر سکتی ہین کہ اگر نفس ظلم نا جائز ہی تو اوسکا
استعمال کسی زمانہ مین از روئی شرع نہین ہو سکتا حالانکہ تم
لوگون نے چوتھی صدی عیسوی سے اس زمانہ تک ظلم و جبر کیا
تاہم تم کہتے ہو کہ ان سب ظلمون مین ہمنے کوئی حرکت بیجا نہین کے
بلکہ سب بجا کیا تبس تم لوگون کو لازم ہی کہ اس بات کو قبول کرو کہ
یہہ طریقہ ظلم درباب مذہب فی نفسہ نا جائز نہین ہی لہذا مین (یعنی محمد)
بھی ابتدائی زمانۂ نبوت مین اس طریقۂ ظلم کی عمل مین لانیکا شرعا مجاز ننا
اسواسطیکہ یہہ حیلہ عذر بالکل خلاف عقل ہی کہ ایک فعل پہلی صدی عیسوی
مین گناہان کبیرہ مین داخل تھا اور وہی فعل چوتھی صدی مین جائز
ہو گیا یا ایک فعل چوتھی صدی مین جائز ہو گیا لکن پہلی صدی مین حرام تھا
البتہ یہہ عذر جب بجا ہوتا کہ اگر خدا نی چوتھی صدی مین نئی قوانین جاری
کئی ہوتی مسلمان حسب احکام مذہب خود اس امر پر مامور ہین کہ اور مذہب کے
تباہ و برباد کرنیکی لئے شدت اور سختی کرین تاہم اس زمانہ مین تو وہ لوگ
اور مذہب کی لوگون سے عفو و درگذر کرتی ہین اور یہہ امور اونہون نے
بہت عرصہ سی اختیار کئی ہین لکن عیسائیون کو سوا وعظ و نصیحت کے
اور کسی بات کا حکم نہین ہی تاہم معلوم نہین کہ کتنی عرصہ سی ان لوگونکا
یہہ شعار ہی کہ اور مذہب کی لوگون کو جلا دیتی ہین اور قتل کرتی
ہین گبن صاحب مورخ مشہور اہل اسلام کا عفو و درگذر اور

عیسائیونکا تعصب ظلم علی السبیل المقابلہ کیا خوب بیان کرتے ہین مورخ
موصوف کہتے ہین کہ واضح ہو کہ حالانکہ اہل اسلام کی لڑائیون کی خواہ اوسکے
پیغمبر نے تحسین کی ہو اونکی خلفا کی اونکی افعال و اقوال حمیدہ سی ملے
نصائح عفو و درگذر منتخب کئے تھے جو دفع تمرد و جحود کفار کے لیئے کافی ہوگئے
عرب تو خدای محمد کا معبود ہوا لیکن اور باشندگان روی زمین کو نہ تو اونہون نے
ایسی نظر محبت سی دیکھا اور نہ ایسی نگاہ حسد او پر ڈالی جو منکر اور بت پرست
آپ کی رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے اونکے دفع کرنے مین کچھ قباحت سمجھی
لیکن بعد آپ کے زمانہ کے عدل و انصاف کا انتظام قبول کیا گیا چنانچہ
فاتحین اسلام نے پہلے تو ہندوستان مین کچھ تعصب و ظلم کی باتین کین لیکن
بعد اوسکے انصاف کیا اور اوس ملک آباد اور تعصب کے نتیجا اونسے
سمجھنا احمد کی اور پیروان حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو پیشتر اونکی
اسی امر کیطرف دعوت کی کہ آنحضرت پر ایمان لائین اور آپ کی رسالت کو
اپنے پیغمبرونکی نبوت سی اکمل و اولیٰ جانین اور اگر اون لوگون نے ایک جز
معتدل المقدار دینا قبول کیا تو اونہین اختیار دیا کہ جو مذہب چاہین اختیار کرین
اور جسطرح چاہین عبادت کرین اور جو لوگ جنگ مین اسیر ہوتے تھے
بشرط قبول اسلام رہا کر دیئے جاتے تھے اور جو عورتین ہندی ہاتھ آتی تھین
اونہین اپنے مالکونکا مذہب اختیار کرنا پڑتا تھا اور لڑکے صغیر السن جنکی
ہوتے تھے اونہین تعلیم دیجاتی تھی یہانتک کہ وہ اطفال خرد سال رفتہ رفتہ
ایک گروہ مسلمانان کامل الایمان ہوجاتا تھا اور اغلب ہے کہ لاکھا

باشندگان افریقیہ اور ایشیا جنہوں نے مذہب اسلام قبول کیا تھا
اور مسلمانان عرب کے لشکر مین آملے تھے وہ لوگ بوعظ و نصیحت
اس عقیدہ کیطرف دعوت کیئے تھے کہ خدا ایک ہی اور محمدؐ اوسکے رسول ہین
نہ بظلم و تعدی ایک کلمہ پڑہنے سے اور ایک آگے کی کہال کے کٹنے
سے (یعنی ختنہ سے) رعیت اور غلام سپاہی اور محرم مسلمانان فتاح کے ہمسر
اور ہمرتبہ ہوجاتے تھے اور جو لوگ اسلام قبول کرتے تھے اپنے تمام گناہان
ماضیہ کا کفارہ دیتے تھے اور عہود اور معاملات سابقہ شکست کردیتے تھے
اور عہد رہبانیت اور تجردی شکست کرکے موہبت اور لذت اختیار
کرتے تھے آور جو لوگ اپنے اپنے ملک صالح اور گوشہ یا تنہائی مین بیکار
ناآرام تمام ہوا کرتے تھے وہ ایسی نقارہ لشکر اسلام سے خواب غفلت
سے بیدار ہوئے اور انقلابات دائرہ سے ہر شخص نے گروہوں مین سے
اوس درجہ قابلیت اور جرأت تک پہونچگیا جو اوسے خلقت سے حاصل تھا
اب راقم ذیل مین ایک فرمان عام آنحضرت صلعم کا نقل کرتا ہی تاکہ جو کچھ کہ
مورخ موصوف (یعنی گبن صاحب) نے آنحضرتؐ کی عفو و درگذر کے بارے
مین لکہا ہے اوسکی صحت ثابت ہوجاے فرمان مرقوم ذیل ایک کتاب
مسمی بہ اری ڈسکرپشن آف دی ایسٹ انڈیا اور کنتریز مصنفہ جارج
پاکوک صاحب پادری کلان سینتہ مطبوعہ ۱۷۴۳ع نقل کیا گیا ہے اور
زہد و تقوی اور علم و فضل مصنف موصوف اس فرمان کی صحت اور حقیقت پر
گواہ کافی ہے فقط

فرمان عام حضرت محمدؐ بنام راہبان کوہ سینا و دیگر عیسائیان علے العموم

ازانجاکہ خدا بزرگ اور حاکم ہے اور اوسنے سب پیغمبر بہیجی ہین تاکہ اوسپر کوئی حجت نہ باقی رہے پس واضح ہو کہ منجملہ اون نعمتون کے جو خدا نے بندوان کو دی ہین محمد بن عبداللہ رسولخدا اور امین مومنین کل دنیا نے یہ فرمان اون لوگونکے نام لکہا ہے جو اوسکی قوم اور اوسکی مذہب کے ہین اور یہہ فرمان بطور اقرار صحیح اور قطعی کے قوم عیسائی اور قبائل نصاریٰ کی نسبت تکمیل دیا ہے جس گروہ سے وہ لوگ ہون خواہ اشراف ہون خواہ اطراف خواہ معتبر ہون خواہ مہون حسب مدارت مرقومہ ذیل ؛

اول جو شخص میری اُمت مین سے یہہ جرات کریگا کہ میرے عہد مندرج اقرارنامہ کی بنا کو شکست کرے اوسنے خدا کے عہد کی مخالفت کی اور اس اقرار کے خلاف عمل مین لایا اور میری شریعت سے انحراف کیا (اللہم احفظنا من ذالک) اور وہ شخص سزاوار لعنت ہوا خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر ہو خواہ اور کوئی شخص دوم جب کوئی شخص راہبون مین سے سفر مین اتفاقا کسی پہاڑ یا پہاڑی یا گاؤن مین مقیم ہو یا کسی اور مقام قابل السکونت مین قیام پذیر ہو خواہ سمندر پر خواہ صحرا مین خواہ کسی صومعہ مین خواہ گرجی مین خواہ اور کسی مکان عبادت مین پس مین اونکا شریک ہونگا اور اونکی حفاظت اور حمایت کرونگا ہو سب لوگ میری قوم

اونکی شرکت کرینگے اسواسطےکہ وہ لوگ (یعنی راہب) میری قوم رعیت
ہین اور میری عزت ہین سیوم علاوہ اسکے مین بالاسکے مین تمام
افسرون کو حکم کرتا ہون کہ اونسے جزیہ یا اور کوئی خراج طلب نکرین اور ایسی
باتونمین اونپر جبر نکرین چہارم کوئی شخص اونکے حاکمون اور قاضیون
تبدیل کی جرأت نکرے بلکہ وہ اپنے عہدون پر رہین اور معزول نہ کئے جاوین
پنجم کوئی شخص اثنائے راہ مین اونہین نہ ستائے ششم
جو کنائس اونکے قبضے مین ہین کوئی شخص اونسے نہ چھینے ہفتم
جو شخص کسی حکم کی میرے احکام مین سے مخالفت کریگا پس وہ یقین کرے
کہ اوسنے حکم خدا سے انحراف کیا ہشتم علاوہ اسکے [illegible] کہ
اونکے قاضی اور حاکم اور راہب اور خدمتگار اور شاگرد اور متعلقین
سے جزیہ نہین اور کوئی اس بارے مین اونہین تکلیف اور ایذا
نہ دے اسواسطے کہ مین اونکا محافظ ہون جہان ہون خواہ بر مین
خواہ بحر مین خواہ مغرب مین خواہ مشرق مین خواہ شمال مین یا
خواہ جنوب مین اسواسطے کہ وہ لوگ اور اونکے متعلقین عہدنامہ اور
فرمان ہذا مین داخل ہین نہم جو لوگ اونمین سے چھپکے اور تنہا
پہاڑونپر رہتی ہین میری امت کے لوگ نہ اونسے جزیہ نہ عشر لین اور
نہ دسوان حصہ اونکی آمدنی مین سے اور نہ کوئی مسلمان اونکے مال اور
اسباب مین شریک ہو اسواسطے کہ وہ لوگ فقط اپنی بسر اوقات کے لئے
مشقت کرتے ہین دہم جب غلہ زمین کا اپنے وقت معینہ

فراوان ہو تو باشندگان ملک اسلام کو واجب ہے کہ فی صاع
کسی قدر غلہ اونہین بہی دین یازدہم مسلمان لڑائی کے وقت
اونہین اونکے مکانات سے نکال لیجائین اور نہ اونپر لڑائیون مین شریک
ہونیکا جبر کرین اور جنگ مین بہی اونسے جزیہ طلب کرین واضح ہو
کہ مدات مذکورۂ بالا مین فقط راہبون کے بارے مین لکھا ہے اور
سات مدات مرقومۂ ذیل مین سب عیسائیون کے باب مین لکھا ہی
دوازدہم جو عیسائی شہرون مین بود و باش رکہتے ہین اور اسقدر
مال رکہتے ہین اور تجارت کرتے ہین کہ جزیہ دے سکتے ہین تو اون سے
بارہ درہم سے زیادہ نہ لیجائین سیزدہم سوا مبلغ مذکورۂ بالا کی
اور کچہ اونسے نہ طلب کیا جاے حسب قول جناب باری جو فرماتا ہی
کہ ہرگز نہ ستاؤ اون لوگون کو جو ادب کرتے ہین اون کتابون کا جو بہیجی گئی ہین
خدا کیجانب سے بلکہ جانئے کہ مہربانی سے دو تم اپنی نعمتون مین سے
اونہین اور اون سے کلام کرو اور منع کرو ہر شخص کو اونکی ایذا رسانی
سے چہاردہم اگر اتفاقا کوئی زن نصرانیہ کسی مسلمان سے
عقد کرے تو مرد مسلمان اوسے گرجا گہر جانے دے اور اوسی اوسکے
اعمال مذہبی بجالانے دے اور اس امر مین اپنی زوجہ کی خواہش کے
خلاف نہ کرے پانزدہم کوئی شخص اونہین ترمیم کنائس
سے منع نہ کرے شانزدہم جو شخص میرے اس فرمان کے
خلاف عمل مین لائیگا اور کسی امر کا خلاف اسکی اعتبار کرے گا

بتحقیق کہ وہ دین خدا سے مرتد ہوگیا اور رسول خدا سے منحرف ہوگیا
اسواسطے کہ مینے حسب اقرار نامہ ہذا او نہین پناہ دی ہے ہنقند ھم
کوئی شخص اونپر ہتھیار نہ باندھے بلکہ برخلاف اسکی مسلمان اونکی طرف
سے لڑین مینے دیا ہم اس فرمان کے ذریعہ سے بہن حکم کرتا ہوں کہ میری
امت مین سے کوئی شخص تا قیام قیامت اس اقرار نامہ کے خلاف

عمل مین نہ لائے فقط

اسماے گواہان

علیؓ ابن ابیطالب عمر بن خطاب جعفر ابن ابو میمون سعد ابن ابی وقاص
وغیرہ ٭ یہ فرمان امیر المومنین خلیفہ علی ابن ابیطالب نے لکھا اور
رسول خدا نے اپنے ہاتھ سے مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ مین ...
دستخط کیئے مرقومہ ۳ ماہ محرم سنہ ۲ ہجری تمام شد فرمان

آنحضرت صلعم بنام نصاریٰ ختم

راقم گمان کرتا ہی کہ دلائل اور امور واقعیہ مذکورہ بالا اس بات کی
کافی ہین کہ ہر شخص صاف قلب اور غیر متعصب کے نزدیک ثابت
ہوجاے کہ چونکہ تہمت دوم نسبت بآنحضرت صلعم بالکل فی الحقیقت
لہذا محض غلط ہے اور آپ کی بدگوئی ہے فقط.........

تہمت سوم

قرآن مین بہشت کو اوصاف نفسانی اور شہوانی سے متصف کیا ہے
واضح ہو کہ علاوہ ہر دو تہمتہائے مذکورہ بالا کے ایک تہمت آنحضرت

چونکہ اوس بین ... مطابق ... عین ... نہین ... فی الحقیقت ... سپہ سالار

کی نسبت یہہ بھی کی گئی ہے کہ جن لذات بہشت کا وعدہ آپ نے اون لوگون سے کیا ہے جو آپ کی شریعت پر ایمان لائین اور اوسکے احکام کے موافق عمل کرین وہ سب لذات انسانی اور شہوانی ہین لیکن راقم کہتا ہے کہ اگر غور کیجیے تو فوراً ظاہر ہو جائیگا کہ اسمین کوئی بات بھی خلاف عقل نہین ہے کہ اکثر عیسائی وہم کرتے ہین اسواسطے کہ ہمین خبر دیگئی ہے کہ روز قیامت کو ہمارے اجسام ایسی حیات کامل اور پاک حاصل کرینگے کہ بالکل ہمارے وہم و گمان سے باہر ہی اور ہمارے حواس مین ایسی قوت اور حدت آجائیگی کہ سرور مفرط اور لذت عظیم محسوس کرینگے اور ہر حاسہ اون چیزونسے محظوظ اور متلذذ ہوگا جو اوسکے موافق ہین اسواسطے کہ اگر ان حواس کا استعمال مناسب نکرین یعنی اگر انہین اون چیزون سے محروم رکھین جو اونکی تفریح اور تسکین کے لئے مناسب ہین تو لازم آتا ہے کہ یہہ حواس حقتعالی نے ہمین فقط عبث اور بیفائدہ نہین عنایت کئے ہے بلکہ ہمیشہ کی قلق اور تکلیف اوٹھانیکے لئے دئے اور جبکہ یہہ امر یقینی کہ جسم اور روح ہمین پھر دیجائیگی اور ہمارے جسم حالت کمال حاصل کرینگے پس کچھ بھی نہین معلوم ہوتا کہ کن وجوہ سے یہہ گمان کر سکتے ہین کہ عقبی مین حواس کو ایسی چیزین نہ ملین گی جنسے وہ متلذذ اور مسرور ہون اور اونکی سرور سے ہمارے نفس کو بھی فرحت حاصل ہو اور راقم پوچھتا ہی کہ ایسی لذات اور نعمات سے متلذذ اور متنعم ہونے مین کیا گناہ اور کیا قباحت لازم آتی ہے اور کون سی شرم اور ذلت کی بات ہی اب باقی رہی و بلا

جو سب لذات بہشت سی زیادہ مورد طعن ہے یعنی جو لذت حوران اور غلمان
بہشت سے حاصل ہوگی پس اقسم پوچھتا ہی کہ آیا خدای قادر مطلق نے
یہ نعمت اپنی اکمل عباد (یعنی آدمؑ و حواؑ) کو نہین عنایت کی تہی اور جسطرح
حقتعالی نے اونکی واسطے تمام اسباب اور ضروریات زندگی بافراط و
فراوانی مہیا فرمائے تہے اوسیطرح اوسنے اونہین (یعنی آدمؑ و حواؑ)
کو قوت شہوانی بہی ایسی عنایت کی تہی کہ سب سی زیادہ لذت و سرور
اوس فعل مین حاصل کرین جسپر خود جناب باری سے اونہین مامور کیا تہا
تاکہ اونکی ذریت اور نسل بکثرت ہو یہہ سچ ہی کہ آنحضرت صلعم نے قرآن مین
مومنین سے حورون کا وعدہ کیا ہے اور باغہای فرحت بخش اور اور
لذات نفسانی بیان کیے ہین لیکن یہہ غلط ہی کہ آپ صلعم نے سرور حقیقی
کا حصر انہین چیزون پر کیا ہی چونکہ روح جسم سے الطف اور اشرف
ہی لہذا آنحضرت نے چاہا کہ جسم کو لذات نفسانی سے متلذذ ہونے کا
وعدہ کرین اور اس ثواب کے وعدہ سے آپ صلعم کی یہہ غرض تہی کہ جو عرب
از حد جاہل اور وحشی تہے اور سوا لذات نفسانیہ خبیثہ کے اور کوئی چیز
اونہین نہ سوجہتی تہی پس اونہین عبادت خدای برحق اور نیکی کی ترغیب
اور تشویق کی اس سے بڑہ کے کوئی تدبیر نہ تہی کہ ایسی نعمات کا وعدہ
اون سے کیا جاتا لیکن آنحضرت صلعم نے بہشت روح سے اون لذات کا وعدہ
کیا جو اوسکی لیے مخصوص ہین مثلاً نور الٰہی کا مشاہدہ کرنا کہ اس سے
زیادہ اور کوئی لذت روح کو نہ حاصل ہوگی اور سرور کامل حاصل کرنا کہ یہہ

لذّاتِ روحانی تمام لذّاتِ نفسانی بہشت بہلا دینگی اسواسطیکہ نعماتِ (جسمانیہّ) مین تو وہ مواشی بہی داخل ہین جو کہیتون مین چرا کرتے ہین اور جو شخص اپنے باغات اور ازواج اور اسباب اور حشم اور خدم ہزار برس کی راہ تک دیکہیگا وہ تو اہل بہشت مین ادنیٰ مرتبہ رکہتا ہوگا لیکن سب اہل بہشت مین وہ شخص خدا کے نزدیک اعلیٰ مراتب عزّت پر فائز ہوگا جو نور الٰہی ہر صبح مشاہدہ کریگا پس یہہ گمان غلط ہے کہ لذّاتِ بہشت موعود آنحضرت صلعم فقط جسمانی ہین اور تمام جسمانیات سے حاصل ہونگے اور یہہ بہی غلط ہی کہ سب اہل اسلام اون لذّات کو جسمانی قرار دیتے ہین بلکہ برخلاف اسکی اکثر مسلمان یہہ محبّت کرتے ہین کہ یہ لذّات جسمانی علےٰ السبیل الکنایۃ والمجاز بیان کئے گئے ہین اور حقیقۃً ان سے لذّات روحانی مراد ہین جیسا کہ علمای عیسائی ثابت کرتے ہین کہ غزل منسوب بحضرت سلیمانؑ فقط شادی کا گیت نہین (یعنی غزل عاشقانہ نہین) بلکہ اوسے معنی روحانی (یعنی مجازی) پر محمول کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مجازاً اوس غزل مین محبت و شفقت مسیح علیہ السلام کی نسبت اپنے علماء دین کے مراد ہی چنانچہ عالم مشہور ہایڈ صاحب اپنے حاشیہ مسمّی بہ ادہیوای ٹرکر لیٹرگ صفحہ ۱۲ مین لکہتے ہین کہ جو مسلمان زیادہ عقیل ہین ان لذّات جسمانی بہشت کو معنی مجازی پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ان لذّات کو بطور لذّات جسمانی کے اسواسطے بیان کیا ہے تاکہ عقل انسانی بخوبی انکا ادراک کرسکے جیسا کہ کتب مقدسۂ سماویہ مین اکثر

باتین انسان کے طور پر بیان کی گئی ہین اور اس عقیدۂ اہل اسلام
کی نسبت نعمات بہشت کی مجھے اسطرح تصدیق ہوئی کہ ایک مرتبہ مینے
سفیر مراکو کو ایک باغ کے بارے مین لکھا کہ یہ باغ ایسا فرحت بخش ہے جیسا
باغ بہشت تو سفیر موصوف نے میرے کلام کی رد کی اور لکھا کہ بہشت
ایسی شے ہے کہ دنیا مین کوئی چیز اوسکے مشابہ نہین ہو سکتی اور ایسی چیز
ہے کہ نہ آنکھ نے کبھی دیکھی اور نہ کان نے سنی اور نہ وہم وگمان مین
آسکتی ہے اس قول کی تائید عالم مشہور ہربلکیٹ صاحب کے قول سے
بھی ہو سکتی ہے جنہون نے اپنی کتاب مسمّی بہ بائبلوتھکا اورینٹالیز
مین یہی تو یہ بیان کیا ہے کہ اہل اسلام اپنا نفع حقیقی فضل خدا پر موقوف
جانتے ہین اور لذات بہشت مشاہدۂ نور الٰہی پر منحصر جانتے ہین اور
کہتے ہین کہ جہان وجہ اللہ ہی وہین بہشت ہے اور بعد اسکے عالم موصوف
کہتے ہین کہ پس یہ قول بعض مورخین کا جنہون نے اہل اسلام کی رد کی ہے
کہ ان لوگون کے نزدیک کوئی اور لذت بہشت مین نہ ملیگی سوا اون
لذات کے جو حواس پر اثر کرتی ہین صحیح نہین راقم کہتا ہے کہ دلائل
مذکورہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات جو بعضی لوگ کہتے ہین اور
بعضے لکھتے ہین کہ آنحضرت صلعم کا مذہب لذات نفسانی اور شہوانی سے
متصف ہے بعید بلکہ ابعد از انصاف ہے اسمین شک نہین کہ اگر
بعض رسوم وعقائد باشندگان ممالک مشرقیہ (یعنے اہل اسلام)
من حیث دین مسیحی اور من حیث العقل [illegible] رسوم وعقا

نکتہ چینیانِ یورپ کی نظر میں عیوب اور قبائح عظیمہ ہیں لیکن حق
اور مروتِ عیسائیت کا یہہ مقتضی ہے کہ ہم ان عیوب پر ایسی طعن نکریں
بلکہ ہمیں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہہ عیوب بااثر قومیت اور باثر آب وہوا اور
ضروریات اور حوائج بشری سے پیدا ہوئی ہیں راقم لکہتا ہی کہ جن لوگوں
نے اوصافِ نفسانی اور شہوانی بہشت سے یہ بات نکالی ہے کہ آنحضرت صلعم
خود انہیں صفات سے متصف تہے اور (معاذ اللہ) آپ صلعم کو جعلساز اور
مکار اور عیاش کہتے ہیں اون لوگوں نے اگر دیدہ و دانستہ بے انصافی
نہیں کی تو غلطی عظیم تو کی ہے اسواسطے بالکل برخلاف اونکی قول کے
آنحضرت صلعم تو ایک مرد غریب اور مسکین اور جفاکش تہے اور اون چیزوں کی
کبھی پروا نہ رکہتے تہے جنکے واسطے ارذال و اجلاف اسقدر سرگرمی سے
سعی اور مشقت کرتے ہیں فقط

تہمت چہارم

تعدد ازواج کے جائز کرنے سے آنحضرت صلعم نے عیاشی اور بدفعلی
کی جرأت دلائی ؟

جواب

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زمانہ سے رسم تعدد ازواج تمام ممالک
مشرقیہ میں چلا آتا ہے اور اکثر کتب مقدسہ سماویہ سے جنمیں سے
بعض آیات راقم نقل کریگا ثابت ہوتا ہے کہ اون قرون طاہرہ میں
یہ فعل داخل معصیت نہ تہا اور تعدد ازواج خداے تعالیٰ نے نبیوں میں

بھی مجاز تھا جیسا کہ کلام پلوٹارک (موّرخ یونانی) سے ثابت ہوتا ہے
کہ اہل یونان نے جوانون کو تسکین سے جدا کر لیا تھا (تاکہ اپنے گھر و کثیر
ازواج سے متلذذ ہون) اور اس رسم کی حکمائے یونان یعنے پورلینڈر
اور افلاطون سے بھی تائید کی تھی لیکن چونکہ قدماے رومیین بنسبت
یونانیون کے اخلاق مین سخت تر تھے لہذا اون لوگون نے اس رسم
پر کبھی عمل نہین کیا اگرچہ اونمین بھی اسکی ممانعت نہ تھی کہتے ہین کہ پہلے
جس شخص نے رومیون مین سے کئی زوجہین کین تھین وہ مارک انٹنی
تھا چنانچہ اوس زمانہ سے یہہ رسم ملک روم مین ذرا عام ہوگیا تھا یہانتک
کہ بادشاہان تھیوڈیس ثانی اور ارکیڈیس نے بذریعہ ایک قانون
خاص کے اس رسم کی ممانعت کردی بعد ازان بادشاہ والنٹین نے
ایک فرمان کی ذریعہ سے اپنے مُلک کی تمام رعایا کو اجازت دی کہ جتنی
ازواج چاہین کرین اور اوس زمانہ کی کسی تاریخ مذہبی سے بھی نہین ثابت
ہوتا کہ اوسوقت کے پادریان کلان نے اس رسم کی رواج مین کوئی عذر
کیا تھا چنانچہ والنٹین قسطنطین پسر شاہ قسطنطین کلان بہت سی ازواج
رکھتا تھا اور کلوٹیر شاہ فرانس اور ہیر بارٹس اور ہاپرکس اوسکے بیٹے بھی
بہت سی ازواج رکہتے تھے اور علاوہ انکی پیپین اور شارلمین سے کے بارہین
سینٹ اُرس پر جینس کہتے ہین کہ یہہ بادشاہ بھی کئی زوجہین رکھتے تھے
اور تھیوٹیر فواوسکا بیٹا اور ارنالفس شاہ جرمن جو شارلمین کی نسل سے تھا
اور فریڈرک بار بروسا و فلپ تھیاڈیس شاہ فرانس یہہ سب بادشاہ

متعدد ازدواج رکھتے تھے اور پہلے خاندان بادشاہان فرانکس میں سے
کونٹرن اور کبری برٹ اور سگی برک اور جلپرک ایک ہی زمانہ میں متعدد
ازدواج رکھتے تھے چنانچہ بادشاہ موسوم بہ کونٹرن کی ازواج سنکوچہ
وینیٹرا اور مکاٹرو داور اوسٹری جلد تھیں اور شاہ کاری برٹ کی
ازواج میرفلایڈا ور مارکونیسا اور تھیوڈا جلڈا تھیں پادری داینال صاحب
کہتے ہیں کہ بادشاہان فرانس متعدد ازواج رکھتے تھے اور کہتے ہیں کہ
بادشاہ ڈاگوبرٹ اول تین بیبیاں رکھتا تھا اور تھیوڈبرٹ نے
ڈیتری سے عقد کیا تھا حالانکہ یہہ عورت شوہر رکھتی تھی اور بادشاہ
موسوم بھی ایک زوجہ مسماۃ بہ ورسجلڈ رکھتا تھا اور پادری صاحب
موصوف یہہ بھی کہتے ہیں کہ امر تعدد ازواج میں تھیوڈوبرٹ نے اپنے
بھائی کلوٹیر کا تتبع کیا تھا جسنے کریوڈمیر کی زن بیوہ سے عقد کیا تھا
حالانکہ اور تین زوجئیں بھی رکھتا تھا اب تعدد ازواج کو از روی
دلائل طبیہ ملاحظہ کیجیے مانٹیکو صاحب طبیب مشہور کہتے ہیں
کہ گرم ملکوں میں عورتیں آٹھہ یا نو یا دس برس کے سن میں شادی کے
قابل ہو جاتی ہیں لہذا ان ملکوں میں بچپن ہی میں عورتوں کی شادی کردیتے ہیں
اسواسطے کہ بیس برس کے سن میں تو وہ پیر ہو جاتی ہیں اور اونکا حسن
اور عقل ساتھہ نہیں رہتی یعنے جب اونکا حسن شباب پر ہوتا ہے تو
عقل نہیں ہوتی اور جب عقل آتی ہے تو حسن نہیں رہتا پس لازم ہے
کہ ان ملکوں کی عورتیں عالم تجرد میں رہیں اسواسطے کہ بوڑھاپے میں

عقل سے وہ دلربائی اور معشوق پن نہین حاصل ہوسکتا جو اجتماع
اور حسن سے حاصل تھا لہذا یہ بات ہرگز خلاف عقل نہین کہ اگر ان ملکون
مین کوئی قانون مانع نہو تو مرد ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری کر لے
اور رسم تعدد ازدواج رواج دیا جائے لیکن جن ملکون کی آب وہوا
معتدل ہے اور جہان عورتون کا حسن بڑی مدت تک باقی رہتا ہی
اور سن کہولت تک دیر مین پہونچتی ہین اور اولاد بھی ذرا زیادہ عمر مین
ہوتی ہے اون ملکومین زوجہ شوہر سے پیشتر ہی پیر ہوجاتی ہی اور اگر عورت
کو بنگام عقد عقل اور علم بہ نسبت مرد کی فقط اسی وجہ سے زیادہ ہو کہ وہ اوسسے
سن مین بڑی ہو تو اس حالت مین ضرور ہی کہ مرد اور عورت مین ایکقسم
کی مساوات ہوجائے لہذا ایک ہی زوجہ کرنیکا قانون مقرر کیا جائے
مرد کو خدا نے عقل اور طاقت جسمانی سے ممتاز کیا ہے اور یہ اوسکی اصل
اور قوت سکے اور کوئی حد اوسکے اختیار کی نہین بتا سکتی اور عورت کو
حق تعالی نے حسن عنایت کیا ہی اور حکم کرنا ہے کہ اوسکا غلبہ جبتک مرد پر
رہے جبتک کہ اوسکا حسن باقی رہے لیکن چونکہ گرم ملکومین عورت فقط
شباب مین حسین ہوتی ہے اور سن کہولت مین اوسکا حسن بالکل جاتا رہتا ہے
لہذا جس شریعت مین فقط ایک زوجہ کی اجازت ہی ازروی عقل اقلیم
یورپ مین جاری ہوسکتی ہے اسواسطے کہ وہانکی آب وہوا کا یہی مقتضی
ہے لیکن ایسی شریعت اقلیم ایشیا مین نہین جاری ہوسکتی اسواسطے کہ
وہان کی آب وہوا کا یہ مقتضی نہین چنانچہ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام ایشیا مین

ایسی آسانی سے قایم ہوگیا اور یورپ مین ایسی مشکل سی مروج ہوا اور
یہی سبب ہی کہ مذہب عیسائی یورپ مین باقی ہے اور ایشیا سے
جاتا رہا اور یہی باعث ہی کہ مذہب اسلام نے چین مین اسقدر ترقی کی
اور وہین مسیحی نے اسقدر وہان کم رواج پایا قیصر روم (جسنے انگلستان کو
فتح کیا تھا) بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ قدیم مین ہماری بزرگونمین رسم
تعدد شوہر جاری تھا یعنے دس بارہ شوہر ایک زوجہ مین شریک ہوتی تھے
مگر جب یہ وحشی گئے ہوگئے تھے اون اگلے زمانہ کی لوگونمین آئی تو اونہون نے
رہبانیت اور تجرد کی رواج دی اور یہہ فتویٰ دیا کہ جو شخص کسی زن بیوہ سے
عقد کریگا وہ مرتکب جرم عقد زوجین ہوا اور از روی شریعت مسیحی مستحق سزا
ہوگا آخرالامر گھٹتے گھٹتے ہم لوگونمین ایک زوجہ کا رسم رہ گیا اور تاریخ
ٹسیٹس مورخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی رسم قدمای اہل جرمن مین بھی
تھا اب باقی رہی یہہ بات کہ آیا جواز تعدد ازواج کتب مقدسہ سماویہ سے
بھی ثابت ہوتا ہے یا نہین ان آیات مشارالیہا سی واضح ہوجائیگا کہ یہہ ہوا
(یعنی خدا) نی تعدد ازواج پسند ہی نہین کیا بلکہ مبارک و میمون کیا ہی آیات مشارالیہا
ملاحظہ طلب مین باب سی ام کتاب پیدایش موسیٰ باب بیست و یکم کتاب خروج باب
بست و ششم کتاب پنجم موسیٰ صحیفہ اولی صموئیل آیات ١-٢-١١-٢ صحیفہ اولی صموئیل
باب بیست و پنجم آیات ٤٢-٤٣ صحیفہ ثانیہ صموئیل آیت ٣ کتاب القضاۃ باب پنجاہ و سوم
القضاۃ باب دہم آیت ٤ کتاب القضاۃ باب پنجم آیات ٩-١٤ فقط
ریشینگ ایسقم صاحب حضرت ابراہیم اور ہاجرہ کے بارے مین

کہتے ہین کہ یہہ باتین (یعنی تعدد ازواج وغیرہ) اونکے زمانہ مین ممنوع نہ تہین اور سینٹ آسٹن صاحب بہی کہتے ہین کہ اوس زمانہ مین یہ رسم تہا کہ اگر ایک مرد کئی زوجیں کرتا تہا تو کچہہ قباحت نہ تہی بلکہ یہ فعل فرض تصور کیا جاتا تہا اور اگر تعدد ازواج سے زیادتی نسل مقصود ہو تو یہہ فعل کسی مذہب مین ممنوع نہین لکن اس زمانہ مین یہہ امر عیاشی اور بدفعلی مین داخل ہی بونی فیس قاضی بلاد جنوبی ملک جرمن نے پوپ گریگوری سے ۷۲۶ع مین یہہ استفسار کیا کہ کن حالات مین مرد دوسری زوجہ کرنیکا مجاز ہے قاضی القضاۃ موصوف (یعنی گریگوری) نے ۲۲ نومبر سنہ الیہ کو اوس استفسار کا جواب یہہ لکہا کہ اگر زوجہ کسی مرض مین مبتلا ہوا اور اوسکی سبب سے امور زوجیت کی قابل نہ رہی ہو پس اس حالت مین اوسکا شوہر دوسری زوجہ کرسکتا ہی لکن زوجہ علیلہ کا نان ونفقہ اوسپر واجب ہے واضح ہو کہ مورخین عیسائی نے بہی بہت سی کتابین ثبوت جواز تعدد ازواج مین تصنیف کی ہین چنانچہ برنا دوا کا ئیس پیشوای فرقہ کپیوچین نے قریب وسط سولہوین صدی کے چند دلائل ثبوت جواز فعل مذکور لکہین اور قریب اوسی زمانہ کی ایک اور رسالہ ثبوت جواز تعدد ازواج مشہور ہوا سیلڈن صاحب اپنی کتاب مسمی بہ اکثر عبرگا مین ثابت کرتے ہین کہ تعدد ازواج فقط یہودون مین جائز نہ تہا بلکہ اور فرقون مین بہی مباح تہا لکن مثبتین جواز تعدد ازواج مین سی جان ملٹن صاحب سب سے زیادہ مشہور وممتاز ہین صاحب موصوف اپنے رسالہ مسمی بہ ٹریٹیز آف

پس لازم آتا ہی کہ یہہ فعل یا تو منع نہین گردانا یا مباح تہا اور اونہین سے اکثر نے
یہہ فعل کیا اور محرم نہین قرار دی گئے جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا راقم کی
آخری دلیل درباب حلت تعدد ازواج عبرانیون کے نامے کے باب ۱۳
آیت ۴ - پر مبنی ہے اور اس بنا پر یہہ فعل تین حال سے خالی نہین یا عقد
صحیح ہے یا زنائے محصنہ یا زنائے غیر محصنہ اسواسطیکہ شاگرد مسیح محرر
نامہ عبرانیان) چوتہی شق نہین بیان کرتے راقم یقین کرتا ہی کہ علماء اور
بصفت اتقی بزرگان دین مسیحی کی جو متعدد ازواج رکہتے تہے (اونکا ذکر
سابق مین ہوا) ہر شخص کو اس بات سی مانع ہوگی کہ فعل مذکور کو زنائے محصنہ
یا غیر محصنہ سمجہے اسواسطیکہ زناکارون اور اوباشونکی بارے مین خود حق تعالی
فرماتا ہے کہ مین ان سب فاسقونکا خود انصاف کرونگا حالانکہ بزرگان دین
دین مسیحی مورد فضل و رحمت خاص جناب باری تہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہی
پس یہہ امر لازم آتا ہے کہ اگر تعدد ازواج واقع مین عقد ہی تو شرعا بہی
حلال ہوا اور کوئی ہتک کی بات نہین اسواسطیکہ وہی شاگرد مسیح جسکا اوپر
ذکر ہوا فرماتے ہین کہ عقد سب لوگونکے واسطی مباح ہے اور ہمبستری جائز
ہی پس دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ نے اوس فعل کی
اجازت دی جسے خدا نے فقط مباح نہین کیا بلکہ حسب شرائع سابقہ
مبارک اور میمون فرمایا ہے اور حسب شریعت جدید (مسیحی) جائز اور حلال
کیا ہے لہذا ضرور ہے کہ آنحضرتؐ تہمت تحلیل تعدد ازواج اور
ترغیب عیاشی اور بدفعلی سے بری سمجہے جائین فقط

واضح ہو کہ منکرین حلّت تعدّدِ ازواج نے دلائل قویّہ مرقومہ ذیل بیان
کئے ہین اوّلاً اس فعل کے سبب سے شوہر اور زوجہ مین نااتفاقی اور ظلم
و تعصب پیدا ہوتا ہے اور اون دونون ازواج مین باہم مساوات نہین ہوتی
ثانیاً اس فعل سے شوہر اور زوجہ مین محبت اور اتحادِ دلی جاتا رہتا ہے
ثالثاً یہ فعل رشک اور خانگی نااتفاقیونکا منشا ہی اہل یورپ گمان
کرتے ہین کہ جن ملکون مین تعدّد ازواج مباح ہے وہان یہ نسبت ہی کہ جو شخص
بہت سی زوجین کرتا ہی اونپر ظلم و جبر کرتا ہی لیکن راقم کہتا ہی کہ یہہ گمان
غلط ہے اور اسکی غلطی کا یہہ منشا ہی کہ وہ لوگ رسوم و عادات ممالک
ایشیا سے واقف نہین البتہ ان بلاد مین وہ لوگ اپنے ازواج سے
جنگ اور فساد کرتے ہین جو بسبب مفلسی کی ایک ہی زوجہ پر کفایت کرتے
ہین لیکن یہ باتین اہل دول مین نہین ہوتین اور ان ملکون مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ
ایک شخص کئی زوجین کرتا ہے تو اونمین سے ایک زوجہ باقی پر حکومت
کرتی ہین اور شوہر اپنے کاروبار مین مصروف رہتا ہے جن لوگون نے
وہ کتب مصنفۂ اہل مشرق دیکھی ہین جنمین اون بلاد کی رسوم اور عادات
تفصیل اور صحت سے مرقوم ہین وہ لوگ فوراً سمجھ جائینگے کہ یہہ گمان کہ اون
ملکون مین عورتون پر اور خانگی مین ظلم و جبر ہوتا ہی محض وہم اور بے اصل ہی
جیسا کہ ٹمکنسن صاحب کہتے ہین کہ انگلستان کی لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ
ممالک مشرقیہ مین ہر جگہ عورتونکی یہہ کیفیت ہوتی ہی کہ اونکے شوہر اونپر
ظلم کرتے ہین اور اونہین مثل لونڈیونکی رکھتے ہین اور اونہین گھر مین قید

غلط ہی کہ دلگیری عورتون کی مسلمانون مین ہوتی ہی جو عیسائیون مین وہ کیفیت
نہین ہوتی اسواسطی یورپ مین ہمنی کوئی بات ایسی نہین دیکھی جس سے
یہ ثابت ہو کہ زنان اہل اسلام اور عورات یورپ مین بڑا فرق ہی بلکہ اوس
ملک کی عورتون کو بہی ایسا آزاد اور خوش پایا کہ اون سی زیادہ یورپ کی عورتین
آزاد اور خوش نہین رہ سکتین یہ سچ ہی کہ مسلمانون مین تعدد ازدواج مباح
ہی اگرچہ ہماری عورتین ایسی نازک مزاج ہوتی ہین کہ اس امر کی تصور کی بہی
متحمل نہین لیکن ترکی مین یہ بات شاذ و نادر ہی ہی کہ چار عقد شرعی بہی کرین اور
جس قدر چاہین کنیزین بہی رکہین حالانکہ وہان کے لوگ شرعاً ان باتون
کے مجاز ہین بلکہ اون لوگون مین سوا دولتمندون اور عیاشون کے اور کوئی شخص
بہت سی عقد نہین کرتا اور اونمین بہی جو لوگ معقول ہین اس فعل پر اونہین
ملامت کرتے ہین حقیقت یہہ ہی کہ جو لوگ عقلمند ہین اس فعل کو باعث تکلیف
سمجہتے ہین نہ یہ کہ اسے سبب راحت جانین اسواسطی کہ ازروی شرع شوہر
پر واجب ہی کہ اپنی ازواج کو اونکے مرتبہ کی موافق رکہے اور اپنی محبت
سب کی نسبت برابر رکہے لیکن اکثر اہل اسلام ان احکام کی پابندی کرنیکی
قابل نہین ہین اور یہہ عیاشی کی باتین عرب کے تمدن سے بہی باہر ہین
اسواسطے کہ وہ لوگ خوشحال نہین ہوتے اب باقی رہی یہہ بات کہ تعدد
ازدواج سے محبت دلی جاتی رہتی ہی یہہ بات سچ ہی کہ اگر اس ملک
(یعنی یورپ) مین تعدد ازدواج مباح کردیا جاوے تو فقرا و نسا اور امرا
یہ امر کر سکتے ہین اسواسطیکہ غربا اسی ازدواج کی خرچ کے متحمل نہو سکینگے لیکن

یہہ کیونکر معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہان کے لوگون مین سے کئی عقد کرے
تو جو پہلی زوجہ سے باہم محبت اور لطف تہا وہ کیفیت اوس زوجہ سے ترک ہو
جاے ملک مین اہل دول کا یہہ دستور ہے کہ ہما ملاقات عقد مین طرفین سے
بیفائدہ اہتمام کیے جاتے ہین اور شوہر اور زوجہ اپنا اپنا علیحدہ خرچ
اور مثل اسکے اور بہت امور انتظام خانگی کیے جاتے ہین کہ جسسے شوہر اور زوجہ
مین یہ تکلفات ہوئی تو باہم لطف و محبت خالص کہان رہی اور باوجود یکہ
رسم تعدد ازواج ہم لوگون مین مروج نہین باہم شادی کے امور مین ایسے اہتمام
اور تکلفات ہوتے ہین کہ یہہ کہنا چاہیے کہ عورت کی شادی ہو گئی بلکہ اوسکی
شوہر کے ساتھ بیع ہو گئی ہے اگرچہ جن ملکون مین تعدد ازواج مروج ہے وہان
یہہ نہین ہوتا راقم کہتا ہے کہ وہی بیہودہ لوگ از راہ تعصب اور نفسانیت
یہہ گمان ہی کرتے ہین کہ تعدد ازواج سے زوجہ اور شوہر مین باہم لطافت و
محبت جاتی رہتی ہے جو کہتے ہین کہ فقط انگلستان کے لوگون کو آزادی اور
دلجمعی حاصل ہے اور کسی ملک کے لوگون کو نہین اور یہہ بات ظاہر ہے کہ اگر
تعدد ازواج مین ایسی ایسی شدید خرابیان ہوتین جیسے لوگ کہتے ہین اور اگر
اس فعل سے ضرر بہت پیدا ہوتے اور فائدے کم ہوتے تو اتنے سالہا سال
روی زمین مین یہہ رسم مباح اور مستحسن نہ سمجھا جاتا علاوہ اسکے ہم دیکھتے ہین کہ
اون ملکون کے لوگون مین تہذیب اور شایستگی ہوتی کم ہے

حصہ چہارم اوصاف قرآن شریف
آیات درباب گواہ

۱۔ جو کچھ اگر تم تجارت میں شریک کرو کہ اورون کے مال کے ساتھ بڑھے پس خدا کی طرف سے اوسمین زیادتی نہوگی لکن جو کچھ کہ تم دوگے خیرات مین خدا کی خوشی کے لیئے وہ تمہارے لیئے دونا کر دیا جائیگا....

۲۔ پس خدا سے ڈرو جسقدر تمسے ہو سکے اور شکر اور اطاعت کرو (اوسکے احکام کی) اور خیرات دو اپنے ہی بہتری کے لیئے اسواسطے کہ وہ لوگ جو بچاتی ہین اپنے تئین طمع سے رستگار ہونگے.......

۳۔ وہ لوگ جو دیتی ہین اپنا مال خیرات مین دن کو اور رات کو خفیہ اور علانیہ پائینگے اپنا ثواب اپنے خدا سے کوئی خوف اونپر نہ آئیگا اور نہ وہ مغموم کیے جائینگے ..... ۴۔ اور جو کچھ تم نذر کرو یہ تحقیق کہ خدا پسند کرتا ہی اوسے لکن وہ لوگ جو عمل نیک نہین کرتے نہ پائینگے مددگار کیا تم زکوٰۃ علانیہ دیتے ہو یہہ بہتر ہے کیا تم اوسے چھپاتے ہو اور دیتے ہو غریبونکو پس یہہ بھی اچھا ہے اور نفع بخشی گا تمہین اور پاک کریگا تمہارے گناہون سے خدا جاننے والا ہی تمہاری فعلونکا فقط....

آیات در باب اجر مومنین

۱۔ لکن اون لوگونمین سے جو ایمان لائے اور کی ہین وہ باتین جو نیک ہین ہم کسی شخص پر اتنا بوجھ نہ رکھینگے جو اوسکی طاقت سی باہر ہو وہ لوگ ہونگے باشندے بہشت کے اور ہمیشہ رہین گے وہان

۲۔ اور ہم دفع کرینگے جو برائی اونکے سینونمین ہوگی نہرین اونکی

جاری ہوگئی اور وہ کہیں گے سب تعریفیں ثابت ہیں خدا کے لئے جسنے
ہدایت کی ہے ہمیں اس کی اور ہم نہ ہدایت پاتے اگر خدا ہمیں ہدایت نہ کرتا
بتحقیق کہ پیغمبر ہمارے خدا کے آئے تھے ہمارے پاس ساتھ سچائی کے
پس ایک ہاتف اونسے کہیگا کہ یہ ہی بہشت ہے جسکے تم وارث کئے گئے ہو بعوض
اپنے عملوں کی جزا میں ۲۹ — لیکن اون لوگوں کے واسطے جو ایمان لائے
اور بجا لاتے ہیں وہ باتیں جو نیک ہیں ہم لیجائینگے اونھیں اون باغوں میں
جنکے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہاں وہ رہینگے ہمیشہ اور وہاں ہونگی واسطے
زوجین پاک و پاکیزہ اور اونکو ہم لیجائینگے ایسے سایوں میں جو ہمیشہ
سایہ دار ہیں — فقط

آیات در باب خلقت

۱ — خدا ہی نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے کہ جنکو تم
دیکھ سکے پھر وہ چڑھ گیا اپنے تخت پر اور آفتاب اور ماہتاب کو
اوسنے تابع کیا ہر ایک اونمیں سے چلتا ہے واسطے مقام مقرر کے
۲ — وہ حکومت کرتا ہے سب چیزوں پر وہ کھولتا ہے اپنی آیات اور ان کا
آشکارا تاکہ تم سب کامل اعتقاد کرو ملاقات کا اپنے خدا سے ......
۳ — اوسنے (یعنی خدا) نے پیدا کیا ہے زمین اور آسمان کو اپنی سچائی سے
ظاہر کرتا ہے وہ اوسکی حمد کرو اون سے کہ جو زیادہ ہیں اوسکے شریک
کئے گئے ہیں ۴ — کیا تم حقیقت میں اعتقاد نہیں کرتے ہو اوس خدا
کا جسنے دو دن میں پیدا کیا زمین کو اور کیا تم اوسکے شریک گردانتے ہو

خدا تعالی لوگونکا وہی ہے جسنے اوپر اوسنے رکہے ہین زمین پر مضبوط پہاڑ
جو اوسپر بلند ہین اور اوسنے برکت نازل کی اوسپر اور تقسیم کیا رزق تمام
ہین واسطے سیر ہونے سب کے یکسان چار دن مین پہر اوسنے مشغول کیا
اپنے تئین آسمانون مین جو اوسوقت تہے فقط دہوان اور اونسے اور زمین
سے اوسنے فرمایا آؤ تم پس آؤ اونہون نے جواب دیا کہ ہم آئے ہین فرمانبرداری
سے کوئی خدا نہین سوا اوسکے وہ زندہ ہی وہ قدیم ہے نہ اونگہائی آتی ہے
اوسے نہ نیند اوسی کا ہے جو کچہہ کہ ہے آسمانون اور زمینون پر کون شخص ہے جو
شفاعت کر سکتا ہی اوسسے بغیر اوسکی اجازت کی وہ جانتا ہی جو کچہہ کہ تمہارے
اونکا اور جو کچہہ کہ ہو گا بعد اونکی تاہم کوئی چیز اوسکی علم کے وہ نہ سمجہین گے الّا
وہ چیز جو وہ چاہیگا اوسکا تخت کشادہ تر ہی آسمانون اور زمینون سے اور
اوسکی بادشاہت پہیلی ہے آسمانون پر اور زمین پر اور اون دونون کو سنبہالنا
اوسپر کوئی بوجہ نہین ہے وہی بزرگ اور صاحب قدرت ہے
اللہ جو کچہہ کہ ہے آسمان اور زمین پر تعریف کرتا ہی وہی قوی اور حکیم اوسی کا
ہی بادشاہت آسمان اور زمین کی وہی زندگی بخشتا ہی اور موت دیتا ہی
اور وہی ہے قادر سب چیزون پر اور وہی ہے سب سے پیشتر اور سب کے آخر
وہی ہے آشکارا اور وہی ہے پنہان اور وہی ہے دانا جانتا ہی سب چیز وہ
اور اوسنے پیدا کئے ہین آسمان اور زمین چہہ دن مین اور پہر چڑہ گیا کرسی پر
وہی جانتا ہی وہ چیز جو داخل ہوئی ہے آسمان اور اوس سے نکلا اور جو چیز چڑہتی ہی اوسپر اور
وہی ہے تمہارے ساتہہ جہان کہین تم ہو سو اسلئے کہ خدا دیکہتا ہے جو تم

کرتے ہو اوسی کی بادشاہت ہے آسمان اور زمین پر اور خدا
کی طرف ہر چیز بازگشت کرتی ہے وہی سبب ہوتا ہے
رات کی بعد آنیکا دن کے اور وہی جانتا ہے حال لوگون کی دلون کا

آیات درباب حق تعالے

۷ ـ سب تعریفین ثابت ہین خدا کے لئے جو بادشاہ ہے عالم کا اور رحیم
اور رحمان ہے اور حاکم ہے روز حساب کا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین
اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہین لیجا ہمین سیدہی رستہ کو رستہ اونلوگونکا
جن پر تو مہربان ہین نہ راہ اونکی جو مورد غضب ہین یا جو گمراہ ہین ۸ ـ کہہ
وہ ہی خدا ہے یکتا خدا ہی قدیم کوئی چیز اوس سے نہین پیدا ہوئی اور نہ وہ کسی
چیز سے پیدا ہوا ہی اور نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے ۹ ـ مبارک ہی وہ خدا
جسکے قبضہ مین ہی بادشاہت اور وہ توانا ہی سب چیزون پر جسنی
پیدا کی موت اور حیات تا کہ معلوم ہو کہ کون شخص تم مین سے ہے سب سے
زیادہ اچھا اپنے کامون مین وہی ہے طاقتور اور بخشنے والا جسنے پیدا
کئے ہین سات آسمان ایک دوسری پر کوئی عیب تو نہین نکال سکتا
خلقت مین خدای رحیم کے باربار دیکھہ تو نظر غور سے پس تیری نظر سست ہو کر
اور تھک کر تیری ہی پاس پھر آئیگی ۱۰ ـ تو نہین دیکھتا کہ خدا جانتا ہے
جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر کوئی کلام خفیہ تین شخصو مین نہین ہوتا
مگر وہ اونمین کا چوتہا ہے اور پانچ مین مگر وہ اونمین کا چھٹا ہے نہ ان سے
کم لوگون مین اور نہ انسے زیادہ مین مگر وہ اونکا شریک جہان کہین وہ ہون

اور وہ کہیگا اونسے جو کچھ کہ اونہون نے کیا ہی روز قیامت کو اسواسطے
کہ خدا جانتا ہی سب چیزین ۱۱- خدا کی پاس ہین سب کنجیان مخفی چیزونکی
کوئی اونہین جانتا سوای اوسکے وہ جانتا ہے وہ چیز جو ہی خشک زمین
پر اور سمندر مین کوئی پتا نہین کرتا مگر وہ اوسے جانتا ہے نہ ایک دانہ ہی
تاریک مقامون مین زمین کے نہ کوئی سبز چیز نہ کوئی خشک چیز مگر وہ
لکھی ہے کتاب ظاہر مین ۱۲- بزرگ ہی وہ (خدا) بہت بلند مرتبہ ہی
وہ ساتون آسمان اوسکی حمد کرتے ہین زمین اور جو چیزین کہ ہین اوسپر
کوئی چیز ایسی نہین ہے جو اوسکی قدرت نہ ظاہر کرتی ہو لکن اونکا تعریف کرنا
تم نہین سمجھتے خدا کے پاس ہین راز آسمانون اور زمین کے بین دیکھہ لو
اور سن لو فقط اوسکو آدمی کوئی ولی نہین رکہتا سوا اوسکی لکن بہت لوگ
شریک نہین ہین اوسکی انصافونمین جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر خدا
کا ہی اور جو کچھ کہ تم لاتے ہو روشنی مین اور جو کچھ کہ ہے تمہاری دلون
مین یا جو کچھ کہ تم چھپاتی ہو تحقیق کہ خدا اوسکا تمسے حساب لیگا ۱۳- خدا
کی قسم نہ کہا و جبکہ تم عہد کرو کہ تم نیکی کروگے اور خدا سی ڈرو اور لوگونمین صلاح
کرو اسواسطیکہ خدا وہ ہی جو سنتا ہی اور جانتا ہی خدا تمہہ نہ عقاب کریگا سبب
غلطی تمہاری عہدون کے لکن وہ سزا دیگا تمہین بسبب اوس چیز کی جو تمہارے
دلون نے کی ہے خدا ہی فضل کرنیوالا اور رحیم ۱۴- خدا کی ہین پوشیدہ چیزین
آسمانونکی اور زمین کی اور اوسی کی طرف سب چیزین بازگشت کرتی ہین پس تم
اوسکی عبادت کرو اور اوسپر تکیہ کرو تیرا خدا تیرے فعلون سے غافل نہین ہے

اے لوگو تم فقیر ہو خدا کی لیکن خدا غنی ہے اور لائق تعریف ہے جو مہیا
کرتا ہی تمہارے لئے رزق کو آسمان اور زمین سی جو رکہتا ہی قدرت سماعت
پر اور نظر پر اور جو پیدا کرتا ہی زندون کو مردو سی تحقیق کہ وہ جواب دینگے
خداوند تو ایسا ہی ہے پس کہہ تو کہ کیا تم نہ ڈروگے اوس سے ۱۵- کیا
کوئی شخص بزرگی چاہتا ہی سب بزرگیان خدا مین ہین نیک بات چلی جاتی ہے
اوسکی پاس اور نیک عمل کو وہ عزت دیگا لیکن عذاب ہولناک منتظر ہی اوس
شخص کا جو ناانصافی کرتا ہی اور فریب ایسی لوگون کے تحقیق کہ وہ (خدا)
باطل کر دیگا ۱۶- وہ لوگ کہتی ہین کہ خدائے رحیم اولاد رکہتا ہی پس ایسے
کلمہ کفر کہا قریب ہی کہ اسمان اور زمین شگافتہ ہو جائین اور پہاڑ ٹکڑے
ٹکڑے ہو جائین بسبب اسکی کہ وہ نسبت دیتے ہین بیٹے کی خدای رحیم
کیطرف حالانکہ یہہ نہین شایان ہے خداے رحمن کو کہ اولاد رکھے
بتحقیق کہ کوئی چیز آسمان اور زمین پر نہین ہے مگر وہ جائیگی
خداے رحمن پاس مثل اوسکے بندون کے

آیات دربارے راحت اور مصیبت کے اون لوگونکو ہوگی

قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ پہیلاتی ہے اپنی تاریکی قسم ہی اوس
دن کی جبکہ وہ روشن ہوتا ہی قسم ہی اوس شخص کی جسنے پیدا کئے ہین
نر اور مادہ بتحقیق کہ تم جدا جدا مطلب کے کہیتے ہو لیکن وہ شخص جو دیتا ہی
ذکوٰۃ اور ڈرتا ہے خدا سے اور اطاعت کرتا ہے نیکیون کی پس اوسکے لئے
آسمان کر دینگے راہ خوشی کی لیکن جو شخص کہ حریص ہی اور دولت کیطرف

مائل ہی اور جو کہتا ہی نیکی کو کہ جھوٹ ہی پس اوسکے لیئے ہم آسان کر دینگی راہ مصیبت کی آ۔ یہ خدا ہے جسنے مستحکم کی ہے بنیاد زمین کے اور اوسپر بنایا ہی آسمانون کو اور بنایا ہی تمہین اور کین ہین تمہاری صورتین اچھی اور دیتا ہی تمہین رزق حسن یہہ خدا تمہارا رب ہی پس مبارک ہی خدا جو مالک ہی تمام عالمونکا کوئی خدا نہین سوا اوسکے پس بجاؤ اوسکے پاس اور اوسکی عبادت خالص کرو جمیع تعریفین ثابت ہین خدا کی لیئے جو پروردگار ہے تمام عالمونکا وہی دیتا ہی زندگی اور موت اور جب وہ ارادہ کرتا ہی کسی چیز کا تو وہ اوس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو پس وہ ہو جاتی ہے فقط۔......

آیات درباب ناشکرگذاری انسان بنسبت خدا کے

قسم ہے اون ہنہنانی ولے گہوڑون سکے اور اون گہوڑون کی جنکی ٹاپونسی ہنگام جنگ چینگاریان نکلتی ہین اور اونکی جو جھپٹ کر حملہ کرتے ہین صبح کو اور اپنی ٹاپونسی خاک اوڑاتی ہین اور صفین چیر کے لشکر مین گہس جاتی ہین تحقیق کہ انسان اپنے پروردگار کا ناشکرگذار ہے اور اس امر کا وہ خود گواہ ہی اور بتحقیق کہ وہ اس دنیا کی نفع کی بہت محبت رکہتا ہی کیا وہ نہین جانتا کہ جب وہ چیز جو قبر مین ہے محشور کیجائیگی اور جو چیز آدمیون کے دلون مین ہی ظاہر کیجائیگی بتحقیق کہ اونکا پروردگار آگاہ ہوگا اوسدن اونسے

آیات درباب روز قیامت

اوس روز (آخری) کو صور پہونکا جائیگا پس جو چیزین کہ زمین پر ہین سب خوف زدہ ہو جائینگی سوا اوس شخص کے جسکو خدا چاہیگا کہ نجات دے

اور سب جاتے رہینگے اوسکی خدمت مین مثل سائلون کے ۲ – اور تو دیکھیگا
کہ وہ پہاڑ جنکو تو ایسا مضبوط خیال کرتا ہی اسطرح پارہ پارہ ہو جائین گے
جسطرح ابر پھٹ جاتا ہی یہ صنعت ہی خدا کی جو انتظام کرتا ہے ہر چیز کا جو کچھ
کہ تم کرتے ہو وہ خوب جانتا ہی ۳ – جبکہ زمین مین زلزلہ پڑ جائیگا اور
وہ اپنے بوجھ نکال کر پھینک دیگی اور لوگ کہین گے کہ اوسی کیا ہو گیا ہی
اوسدن وہ کہیگی اپنی خبرین اسواسطے کہ تحقیق خدا اوسے وحی کریگا اوس
دن سبی آدم آئین گے صف بستہ دیکھنے کو اپنے اعمال اور جس شخص نے
بمقدار ایک ذرہ کے نیکی کی ہوگی پس اوسی دیکھے گا اور جس شخص نے بمقدار
ایک ذرہ کی بدی کی ہوگی پس اوسے دیکھے گا ۴ جبکہ آسمان پھٹ جاوینگے
اور جب کہ ستارے منتشر ہو جاوینگے اور جبکہ دریا آپسمین ملجائین گے
اور جبکہ قبرین اولٹ دیجائینگی پس ہر نفس کہیگا اپنے پیشتر اور حال کے
اعمال لیکن جبکہ ایک مرتبہ صور پھونکا جائیگا اور زمین اور پہاڑ شق ہو جائینگے
پس اوسدن وہ عذاب جسکو فوراً آنا چاہیے فوراً آویگا اور آسمان
پھٹ جائیگا اسواسطے کہ اوس دن وہ ہوگا نرم اوسدن تم حاضر کئے جاؤ
سامنے اوسکے (خدا کے) اور کوئی عمل تمہارے مخفی عملونسے چھپا نرہیگا
۵ – جبکہ آفتاب لپیٹا جائیگا اور جبکہ ستارے گر پڑینگے اور جبکہ پہاڑ
حرکت مین لائے جاوینگے اور جبکہ اونٹ جو دس مہینے کا حمل رکھتی ہونگی
چھوڑ دیجائین گے اور جبکہ جانوران صحرائی جمع کئے جاینگے اور جبکہ دریا
جوش مین آئینگے اور جبکہ روحین اپنے جسمونسے پھیلائی جائینگی اور

جبکہ اوس لڑکے سے جو زندہ دفن کر دئے گئے تھے پوچھا جائیگا کہ کس
جرم پر وہ قتل کئے گئے تھے اور جبکہ جہنم سے شعلے بلند ہونگے اور جبکہ
بہشت قریب لایا جائیگا اوسوقت ہر نفس جانیگا جو کچھ کہ اوسنے کیا تھا۔ فقط

آیات در تعریف خلق و مہمان نوازی

۱۔ نیکی کرو اپنے ماں باپ سے اور اپنے خاندان سے اور یتیموں
سے اور غریبوں سے اور ہمسایہ سے خواہ تمہارا عزیز ہو خواہ غیر اور
ہمسفر سے اور راہگیروں سے اور اون غلاموں سے جو تمہاری ملکیت مین
ہوں ۲ علاوہ اسکے ہمنے حکم کیا ہے انسان کو کہ اپنے ماں باپ سے
مہربانی پیش آئے ساتھ تکلیف کے اوسکی ماں تحمل کرتی ہی اوسکا اور
ساتھ تکلیف کے جنتی ہے اوسے اور اوسکا حمل اور جدائی تیس مہینون
مین ہوتی ہے اور جبکہ وہ طاقت حاصل کرتا ہے اور چالیس برس کا
ہوتا ہی تو کہتا ہے کہ خداوندا توفیق دے مجھکو کہ تیری نعمتونکا شکریہ ادا کروں
جو تو نے دی ہین مجھے اور میرے ماں باپ کو فقط ....

آیات در باب قرآن مجید

مبارک ہے وہ شخص جسنے نازل کیا ہی قرآن کو جو روشنی بخشنی والا ہی
اپنے بندے پر تاکہ وہ تمام مخلوقات کو تنبیہ کرے اوسی کی ہی سلطنت
آسمانوں کی اور زمین کی وہ کوئی بیٹا نہین رکھتا ہی اور نہ کوئی شریک

رکھتا ہے لیے ملک مین سب چیزین اوسنے پیدا کی ہین اور مقدر کی ہین اوکی تقدیرین قسم ہی اوس ستارہ کی جبکہ وہ غروب ہوتا ہی کہ تمہارا صاحب (یعنی محمدؐ) جھوٹ نہین کہتا اور نہ گمراہ ہی اور نہ وہ کلام کرتا ہی موافق اپنی خواہش نفسانی کے قرآن نہین ہے مگر وحی جو نازل کی ہی اوسپر اور تعلیم کی ہے اوسے وہ کتاب ایک شخص صاحب قوت اور عقل نے تم کیا خیال کرتے ہو آگ کہ تم نکالتی ہو آیا تمنے وہ درخت پیدا کیا ہی جس سے تم وہ لیتے ہو یا ہم اوسکی پیدا کرنیوالے ہین ہمنے مقرر کیا ہے اوسے واسطے تنبیہ کو اور کیا ہی اوسی نافع واسطے مسافران صحرا کے پس تعریف کرو تو نام کی اپنے پروردگار کی جو خدا ئے جلیل ہے ہین قسم کہاتا ہون ستارون کے غروب ہونیکی (جو کہ ہے قسم اگر تم اوسے سمجھو) کہ یہہ عزت کیا گیا قرآن ہے جسکی اصل لکھی ہے لوح محفوظ پر پس کوئی نہ ہس کرے اوسے مگر وہ لوگ جو پاک ہین یہہ ایک وحی ہے اوس خدا کیجانب سے جس نے پیدا کی ہین سب چیزین فقط..........

آیات درباب دیانت اور معاملات

افسوس ہے اون لوگون پر جو خراب کرتے ہین پیمانہ کو یا وزن کو جو کہ اوروں سے پورا وزن لیتے ہین لکن خود اونہین کم وزن دیتی ہین کیون کیا وہ نہین گمان کرتے کہ وہ پھر زندہ کئے جائینگے اوس روز عظیم کو وہ روز جبکہ تمام بنی آدم حاضر ہونگی سامنے رب العالمین کے تم سے خدا کی رحیم نے سکھلایا ہی اپنے بندے کو قرآن پیدا کیا ہے اوسے اور تعلیم کیا ہے اوسکی

کلام فصیح آفتاب اور ماہتاب ہر ایک اپنی سیر کرتا ہے اپنا وقت مقرر
اور نباتات اور درخت جھکی ہین بندگی کے لئے اور آسمان کو اوس نے
بلند کیا ہی اور مقرر کیا ہے میزان کو تاکہ میزان مین تم تعدی نہ کرو ٹھیک وزن
سانہ دیانت کی اور نہ گھٹاؤ میزان کو تم — وہ صدمہ اور صدمہ کیا ہے کون شخص
تجھے بتائیگا کہ وہ صدمہ کیا ہے وہ روز جبکہ آدمی ہونگے مانند پروانہای پراگندہ کے
اور پہاڑ ہونگے مثل دہنکی ہوئی روئی کے اوسدن جس شخص کے پلہای عمل بھاری
ہونگے وہ خوش ہوگا لیکن وہ شخص جسکے پلہاے عمل ہلکے ہونگے
اوسکا مسکن وہ خندق ہے اور کون تجھے بتا سکتا ہے کہ وہ خندق
کس قدر خوفناک ہے خندقہاے جہنم سے) تحقیق کہ وہ ہی آتش شعلہ

آیات درباب محمدؐ قرآن آپ پر نازل کیا گیا

تاکہ تو رنجیدہ نہ ہو (ای محمد) ہمنے نازل کیا ہے یہ قرآن تجھپر مثل آیات تنبیہ کے
اون لوگون کے واسطے جو ڈرتے ہین یہ ہی ایک پیام اوس شخص کیطرف
سے جسنے بنایا ہے زمین کو اور بلند کیا ہے آسمانون کو خدای رحیم بیٹھتا ہی
اپنے تخت پر اوسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانون پر اور جو کچھ کہ ہے زمین
پر اور جو کچھ کہ ہے اون دونون کے درمیان ہین اور جو کچھ کہ ہے
نیچے گیلی مٹی کے کچھ ضرورت نہین ہے کہ تو بلند کرے اپنی آواز
اسواسطے کہ وہ جانتا ہے خفیہ باتین اور جو کچھ کہ اون سے بھی
زیادہ پوشیدہ ہے کوئی خدا نہین ہے سوا اوسکے
بہت بڑے ہین اوسکے نام قسم ہے دوپہر کی

کی روشنی کی اور قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک ہوتی ہے خدا نے تجھے نہین چھوڑ دیا اور نہ وہ تجھ سے ناراض ہے یقین کر تو (اے محمد) کہ زمانہ آیندہ ہوگا تیرے واسطے بہتر بہ نسبت زمانہ گذشتہ کے اور خدا دیگا تجھے ایسا ثواب کہ تو خوش ہو جائیگا کیا نہین اوسنے تجھ یتیم نہین پایا پس پناہ دی تجھے اور کیا نہین پایا اوس نے گمراہ پس ہدایت کی تجھے اور کیا نہین پایا اوس نے تجھے غریب پس امیر کردیا تجھے پس ظلم نہ کر تو یتیم پر اور نہ رد کر تو سایل کو لیکن ظاہر کر تو نعمت اپنی پروردگار کی ۴- پڑھہ تو ساتھہ نام اپنے پروردگار کے جسنے پیدا کیا انسان کو ایک لطفہ خون سے پڑھہ تو ساتھہ نام اپنے پروردگار کے جو سب سے زیادہ بزرگ ہے اور جس نے سکھایا ہے تجھے (وحی لکھنے کے لئے) ساتھ قلم کے سکھایا ہے انسان کو جو وہ نہین جانتا ۵- مین قسم کھاتا ہون اوس روز کی تحقیق کہ انسان کی قسمت مین ہی تباہی سوا اون لوگون کے جو ایمان لائے ہین اور کرتے ہین وہ باتین جو نیک ہین اور حکم کرتے ہین راستی کا اور ترغیب دیتے ہین نیک چلنی کی ایک دوسرے کو فقط

آیات درباب اخلاق حمیدہ

۱- زنا سے سروکار نہ رکھو اسواسطے کہ یہ بُری بات ہی اور خراب طریقہ ہے ۲- کہہ تو مومنین سے کہ وہ روکین اپنی آنکھین اور نگاہ

[illegible]

رکہین عصمت کا پس اسطرح وہ ہوجائینگے زیادہ تر پاک خدا خوب
جانتا ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہین ۳ — نہ چل غرور سے زمین پر
اسواسطے تو نہین شگافتہ کر سکتا اوسے تو برابری کر سکتا ہی پہاڑون
قد مین یہ سب برا ہے اور مکروہ ہے نظر مین پروردگار کے ۴ —
نہ منع کرو اون لوگون سے جو حاضر ہوتے ہین سامنے پروردگار کے
صبح کو اور شام کو درحالیکہ وہ چاہتے ہین اوسکی خوشنودی اور تو نہ پھیر
اپنی آنکھین اونکی طرف سے تلاش مین دنیا کی حشمت کی اور نہ طاعت
کر تو اوسکی جس کے دل سے ہمنے بھلادی ہے اپنی یاد اور جو
پیروی کرتا ہے اپنی نفسانی خواہشون کی اور چھوڑ دیتا ہے راستی
کو ۵ آؤ مین پڑہتا ہون جو کچھ کہ تمہارے پروردگار نے تمپر فرض کیا ہی
کہ تم کسی چیز کو اوسکا شریک نہ گردانو اور نہ قتل کرو اپنے لڑکون کو بسبب
مفلسی کے کہ اونکو اور تمہین خدا رزق دیگا اور بری چیزون کے
قریب نہ جاؤ نہ ظاہر مین نہ باطن مین اور قتل نہ کرو اوس شخص کو
جسکے قتل کو خدا نے منع کیا ہی مگر ساتھ حق کے یہہ اوسنے تمہین
حکم کیا ہے تاکہ تم سمجھو ۶ — اے مومنون بتحقیق کہ شراب اور وہ
لہو و لعب جنمین بازی ہوتی ہے اور بت اور تقسیم کرنے والے تیر ہین
بد کام شیطان کے پس پرہیز کرو اون سے تاکہ تم رستگار ہو
شیطان کوشش کرتا ہے کہ پڑے تم مین تخم بغض و عداوت
بسبب شراب کے اور قمار بازی کے اور باز رکھے تمہین

خدا کی یاد سے اور نماز سے پس کیا تم اون سے نہ پہیر کر وگے
اطاعت کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی اور ہوشیار رہو کے
ای وہ لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف کا لحاظ رکھو جبکہ تم گواہی دو
سامنے خدا کے اگرچہ وہ ہو تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا
خاندان کے مخالف خواہ وہ فریق امیر ہو خواہ غریب خدا انسزاوار تر
ہے اون دونون سے پس نہ پیروی کرو اپنی خواہشون کے
گواہی دینے مین ایسا نہو کہ تم پہر جاؤ راستی سے اور اگر تم
روکوگے اپنی گواہی یا انکار کروگے اوسکے اظہار سے پس تحقیق
کہ خدا جانتا ہے جو کچھہ کہ تم کرتے ہو ۸ ــ کیا چیز ہے بہت ضرور
گواہی دینے مین کہہ تو کہ خدا ہے درمیان میرے اور تمہارے
اور اوسکا قرآن مجھپر وحی کیا گیا ہے تاکہ مین تنبیہ کرون اوسکے
ذریعے سے تمہین اور اون سب کو جن تک نہ پہونچ سکے فقط

آیات درباب ایتام

دو تم یتیمون کو اونکا مال وزرا اور نہ بدلو اپنی کم قیمت چیزون کو اونکی
بیش قیمت چیزون سے اور نہ کھا جاؤ اونکے مال اسواسطے کہ
یہہ بڑا گناہ ہے ۲ ــ اور وہ لوگ تجھہ سے پوچھتے ہین
یتیمون کے بارے مین پس کہہ تو کہ اصلاح اونکی بہتر ہے لیکن اگر تم

دست اندازی کرو اوس چیز مین جو اونکی ہے پس اونکو کوئی ضرر
نہ پہونچاؤ اسواسطے کہ وہ ہین تمہارے بہائی خدا امتیاز کرتا ہے
بے ایمان اور ایماندار مین اور اگر خدا چاہے گا تو تمہین عذاب کریگا

آیات در باب والدین

پروردگار حکم کرتا ہے کہ تم نہ عبادت کرو کسی کی سوا اوسکے اور مہربانی
کرو اپنے ماں باپ سے خواہ ایک اونمین سے خواہ دونون پیر
ہو جائین اور نہ کہو اون سے اُف اور نہ اونہین ملامت کرو بلکہ
ساتھہ عزت کے کلام کرو اون دونون سے اور اونسے بانکساری پیش آؤ
اور کہہ کہ خدا اونپر رحم کر اونپر جسطرح کہ اونہون نے مجہے تربیت کیا
جبکہ چہوٹا سا تہا۔ اور ہمنے حکم کیا ہے آدمیون کو کہ مہربانی کرین
اپنے ماں باپ سے اوسکی ماں برداشت کرتی ہی اوسے ساتھہ
تکلیف کے اور جنتی ہی اوسے ساتھہ اذیت کے اور اوسکا
حمل اور فصال تیس مہینون مین ہوتا ہے فقط

آیات در باب زہد و تقوی

آ۔ کوئی نیکی نہین ہے تمہارے مونہہ پہیرنے مین طرف مشرق کے

یا مغرب کے لکن پرہیزگار وہ شخص ہے جو ایمان لایا ہے خدا پر اور روز قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتب سماویہ پر جو شخص کہ خدا کی محبت سے دیتا ہے اپنی دولت اپنے عزیزون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کو اور اون لوگون کو جو سوال کرتے ہین جو خیال رکہتا ہی نماز کا اور دیتا ہے زکوٰۃ اور جو ہی اون لوگونمین سے جو ہوتے ہین وفا کرنیوالے اپنے عہدون کے جبکہ وہ عہد کرتے ہین اور جو صبر کرتے ہین مصیبتون اور تکلیفون مین یہہ لوگ وہ ہین جو ایمان اور پرہیزگار ہین یہہ لوگ وہ ہین جو ڈرتے ہین خدا سے فقط

آیات درباب نماز

پڑہ تو وہ چیز جو وحی کی گئی ہے تجہپر قرآن سے اور ہمیشہ بجا لا نماز اسواسطے نماز منع کرتی ہے بُری اور ناپاک چیزون سے اور تحقیق کہ یاد کرنا خدا کا بہت بڑا امر ہے تم ہو تم ہمیشہ بجا لانیوالی نماز کے اور دو زکوٰۃ اور جو نیکی کہ تمنے کی ہے اور بہیجی ہے پیشتر واسطے راحت دینے اپنی روحون کے تم پاؤگے اوسے خدا سے اسواسطے کہ تحقیق خدا دیکہتا ہی جو کچہہ کہ تم کرتے ہو تم کو ہے خدا کا ہے مشرق اور مغرب پس جسطرف تم پہیرو گے تم اپنے تئین نماز کے لیئے اوسی طرف خدا ہی اسواسطے کہ وہی ہر جگہ حاضر اور جانتا ہی ہر چیز کو تحقیق وہ جو پڑہتے ہین کتاب خدا اور لحاظ رکہتے ہین نماز کا و دیتے ہین زکوٰۃ خفیہ و علانیہ اوس چیز مین سے جو ہمنے دی ہی اونہین امید رکہین ایک تجارت کی جسکے لیئے زوال نہین ہے فقط

آیات درباب اون لوگون کے جو غیبت اور بدگوئی کرتے ہین

افسوس ہے ہر بدگو اور غیبت کرنیوالے پر جو جمع کرتا ہے مال کو اور گنتا ہے
اوسے آیندہ کے لیئے تحقیق کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اوسکی دولت رہیگی
ساتھ اوسکے ہمیشہ ایسا ہرگز نہین ہے بلکہ وہ ڈالا جائیگا حطمہ مین
اور کون بتائیگا تجھے کہ حطمہ کیا ہے وہ ہی ایک آگ جسے روشن کیا ہے
خدا نے جو ظاہر ہوگی دلون پر گناہگارون کے بہ تحقیق کہ وہ چیز ہوگی
اونپر مانند ایک محراب دار چھت کے جو قایم ہو بڑے بڑے ستونون پر

آیات درباب روح

قسم ہے آفتاب اور اوسکی روشنی کی قسم ہی ماہتاب کی جبکہ وہ
بعد آتا ہے اوسکے قسم ہے اوس دن کی جبکہ وہ ظاہر کرتا ہی اوسکی
بزرگی قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک کرتی ہے اوسے قسم
ہی آسمان کی اور اوس شخص کی جسنے بنایا ہے اوسے قسم ہے
زمین کی اور اوس شخص کی جسنے گسترده کیا ہے اوسے قسم ہے
نفس کی اور اوس شخص کی جسنے عمدہ بنایا ہے اوسے اور دیا ہی اوسے
علم تاکہ وہ تمیز کرے اور دی ہے اوسے قدرت تاکہ وہ پسند کرے
راستی یا گمراہی پس رستگار ہے وہ شخص جسنے رکھا ہے

اوسے پاک اور گمراہ ہے وہ شخص جسنے رکھا ہے اوسے نجس فقط

آیات درباب زنان

اور تو کہہ زنان مومنات سے کہ وہ باز رکھین اپنی آنکھین اور لحاظ رکھین عفت کا اور نہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی شوہرون کے اور اپنے آباء کے اور اپنے بیٹون کے اور اپنے شوہرون کی بیٹون کے اور وہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی لونڈیون اور غلامون اور نوکرون اور اون لڑکون کے جو نہین سمجھ سکتے عورتون کی برہنگی اور نہ بجائین اپنے پاؤن تا کہ ظاہر کرین اپنے مخفی زیور ۔ عورتین نہ ہنسین اور عورتون کے ذلیل کر جو کہ شاید بہتر ہین اون سے نہ ایک دوسرے کو ... نہ ایک دوسری کو پکارے برے نامون سے فقط